جلد-۴۴

نظارۂ پرستان

نامی مصنف رینالڈس کا زبردست ناول

اس مصنف کے حسب ذیل ناول بھی ملاحظہ فرمائیے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) باپ کا قاتل - خونی تلوار وغیرہ

مصنف :- جارج ڈبلیو - ایم - رینالڈس

مترجم :- تیرتھ رام فیروزپوری

پبلشر :- لال برادرس

مقام اشاعت ڈیرہ دون

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو عہر سالانہ چندہ ادا کر کے اب بن جائیے

اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہے گی

صدر دفتر :- ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

تیج پریس دھلی میں باہتمام لالہ دیش بندھو گپتا چھپی اور لال برادرس نے ڈیرہ دون سے شائع کی

اشاعت اول قیمت عہر

رینالڈس کا بلند ترین ناول

مسٹریز آف لنڈن

اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

سلسلہ اول

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ اور عبرت خیز ہے۔ قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں۔ اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار اور پرشور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائش فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پُر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع۔ ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا

۱۷ جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۳۰۰ صفحوں سے زیادہ قیمت ۸ روپے محصولڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں۔ حصہ اول کی قیمت عہ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ علاوہ محصولڈاک ہے

سلسلہ ثانی

رینالڈس کے معرکۃ آرا ناول مسٹریز آف لنڈن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں ہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔

۲۵ جلدوں میں مکمل ضخامت ۳۶۶۴ صفحوں سے زیادہ قیمت ۱۲ روپے محصولڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲ علاوہ محصولڈاک ہے

لال برادرس ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں ہے تو ۹؍ کا منی آرڈر بھیجکر اب بن جائیے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بذریعہ رجسٹری حاضر خدمت ہوتی رہیگی

چوتھی جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس کے سب سے زبردست ناول

کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ خونی تلوار۔ وطن پرست وغیرہ

سنہ ۱۹۲۴ء

لال برادرس

نے ڈیرہ دون سے شائع کیا

صدر دفتر:- ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اشاعت اول | قیمت عہ؍

دو دو باتیں

خریداروں کی تعداد میں اب تک کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ نہ ان اصحاب نے جن کے وعدے تھے توسیع اشاعت میں سعی فرمائی۔ ہم راولپنڈی کے ماسٹر نور محمد صاحب کے عرصہ دراز سے ممنونِ احسان ہیں کہ انہوں نے وقتاً فوقتاً توسیع اشاعت میں ہمارا ہاتھ بٹایا ہے۔ اس لحاظ سے اس موقعہ پر ان کی خاموشی باعث حیرت ہے۔ یقین ہے وہ بہت جلد پھر ایک بار ہمیں اظہار ممنونیت کا موقعہ دیں گے۔ اور اپنے حلقہ احباب میں ان کی کوششیں بے کار ثابت نہ ہوں گی۔

اس مہینے کوئی نام ایسا نہیں جسے ترقی اشاعت کے سلسلہ میں بغرض شکرگذاری پیش کیا جائے۔ صرف حیدرآباد دکن کے نواب نادر علی مرزا قادر صاحب نے دو اصحاب کے نام سالانہ وی پی روانہ کرنے کو لکھا تھا۔ مگر دونو پیکٹ واپس آگئے۔ خیر ہم اس نقصان کے باوجود نواب صاحب موصوف کے بدیں وجہ ممنون منت ہیں کہ انہیں ترقی اشاعت کا خیال تو ہے۔ اگر دیگر احباب ایسے موقعوں پر وی پی منگوانے کی بجائے نئے خریداروں سے ان کا سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیا کریں تو کتنی سہولت ہو جائے۔

جو اصحاب خاموش ہیں ان سے مکرر التماس ہے کہ ایک ایک دو دو نئے خریدار بھیج کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں اور ہمیں ادائے شکریہ کا موقعہ دیں۔

دستور العمل

(۱) ہمارے ماہوار ناولوں کے سلسلہ کا سالانہ چندہ مع خرچ رجسٹری مقرر ہے جو صاحب خرچ رجسٹری ادا نہیں کرینگے ان کا پرچہ رستہ میں گم ہو جائے تو اس کے ذمہ دار ہم نہ ہوں گے۔ اس لئے ہر ایک خریدار کو خرچ رجسٹری شامل کر کے چندہ ادا کرنا چاہیئے۔ (۲) زر چندہ وصول شدہ کسی حال میں واپس نہ ہوگا (۳) اس سلسلہ میں قابل ترجمہ کتاب کے انتخاب کا حق آخر ہمیں کو حاصل ہے حالات کی مجبوری سے ہم جس وقت چاہیں کسی کتاب کا ترجمہ (خواہ وہ نامکمل ہی ہو) چھوڑ کر اس کی بجائے دوسری کتاب کا آغاز کر سکتے ہیں (۴) ضخامت کی کمی بیشی کا دار و مدار خریداروں کی قلت یا کثرت پر ہے۔ پس جو اصحاب اضافہ حجم کے متمنی ہیں وہ توسیع اشاعت میں توجہ فرمائیں۔ ہم اس بات کے پابند نہیں کہ ماہوار کس قدر صفحات شائع ہونگے (۵) بصورت مجبوری دو یا تین ماہ کا مضمون ایک جلد میں بھی شائع کیا جا سکتا ہے۔ گو قدرتی طور پر وہ جلد معمولی جلد سے حسب حالات ضخیم ہوگی۔

نظارہ پرستان

چوتھی جلد

باب ۲۰

کرسٹینا کی ملازمت کا پہلا دن

جیسا بیان کیا جا چکا ہے۔ کرسچن اور کرسٹینا کی جدائی دونو کے لئے شاق تھی۔ پھر بھی کئی باتیں احساس رنج کو کم کرنے والی تھیں۔ دونو کو خاطر خواہ ملازمت مل گئی تھی۔ جس کی خوشی اس وجہ سے اور زیادہ ہوئی۔ کہ یہ تبدیل قسمت عین اس وقت اچانک ظہور میں آئی۔ جب دونو مایوس و ملول افسردہ و پژمردہ اور مصیبت زدہ اور پریشان تھے۔ علاوہ بریں عہد شباب کی امنگیں اپنے ہمہ گیر اثرات سے ہر قسم کے رنج و غم کو بہت جلد محو کر دیتی ہیں۔ نیز بہن بھائی کو اس کا اطمینان تھا کہ ہم ایک دوسرے سے الگ ہو کر بھی اکثر ملتے رہیں گے۔ اور ہماری پہلی ملاقات ایک دو دن کے عرصہ میں ہو سکے گی۔ غرض ان باتوں نے جدائی کے وقت ان کے قلب محزوں کو بڑی حد تک تسکین دی۔ اور رفع کلفت کا سامان پیدا کر دیا۔

یہی وجہ تھی کہ جس وقت کرسٹینا کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو کر لارڈ آکٹیوین میریڈتھ کے مکان پر پہنچی۔ تو اس کے عارض سیمیں اشک آلود نہ تھے۔ اور لیڈی آکٹیوین کے روبرو آنے کی تیاری میں اس نے طبیعت کو حسب معمول سکون پذیر کر لیا تھا۔ وہ اس جگہ پہنچی تو لارڈ آکٹیوین میریڈتھ مکان پر نہ تھا۔ یا کیوں نہ صاف کہہ دیا جائے۔ وہ عمداً باہر گیا ہوا تھا کیونکہ اسے اپنی حسین بی بی زو کی زبانی معلوم ہو چکا تھا۔ کہ جسے اس نے اپنی رفاقت کے لیے منتخب

کیا ہے۔ وہ کرسٹینا ایشٹن کے سوا کوئی اور نہیں۔ یہ خبر پاکر اسے جس قدر حیرت و پریشانی ہوئی ہوگی۔ اس کا اندازہ ناظرین خود کر سکتے ہیں۔ ایک بار اس کے جی میں آئی۔ کہ اس انتظام پر معترض ہو۔ مگر غور کیا تو بات ناموزوں معلوم ہوئی۔ جس صورت میں وہ خود زو کو اپنے لئے سہیلی کا انتظام کرنے کی اجازت دے چکا تھا۔ اب اس پر اعتراض کرنا جائز معلوم نہ ہوا۔ اسکی جرات نہ ہوتی تھی۔ کہ اپنی اور کرسٹینا کی شناسائی اور ڈویل کے واقعہ کا حال بیان کرے۔ اور اس قسم کا کوئی معقول عذر پیش کرنے کے بغیر زو کے انتخاب پر حرف گیری غیر ممکن تھی۔ پس سارے پہلو سوچ کر اس نے آخری فیصلہ یہی کیا کہ واقعات کو ان کی رفتار پر چھوڑ دیا جائے۔ گو اس کے ساتھ ہی کچھ ایسا انتظام بھی کیا جائے کہ مجھے پہچان کر وہ نازنین اتنی حیرت زدہ نہ ہو کہ اس کے منہ سے کلمات حیرت و استعجاب نکلنے سے زو کو سب حالات معلوم ہو جائیں۔

پس کرسٹینا کی آمد سے تھوڑی دیر پیشتر وہ کسی بہانہ سے چلا گیا۔ اسے معلوم تھا۔ کہ زو ایک دو بجے کے درمیان اپنے والد کے مکان پر لنچ تناول کرنے جائے گی۔ تو کرسٹینا کو ساتھ نہ لے جائے گی۔ بلکہ جو کمرہ اسکی سکونت کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ اس کا اسباب ٹھیک کرنے اور نئے گھر سے واقف ہونے کو وہیں چھوڑ جائے گی۔ یہ باتیں آکٹیوین کو صبح کے کھانے پر زو کے بعض الفاظ سے معلوم ہوئی تھیں۔ پس جیسا بیان کیا گیا ہے وہ کچھ بہانہ کر کے مکان سے رخصت ہو گیا۔ مگر جب اس نے جانا کہ زو باپ کے گھر روانہ ہو گئی ہے تو واپس چلا آیا۔

یہ بیان کرنا لاحاصل ہوگا۔ کہ زو نے کرسٹینا کا بڑا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور ایک نہایت خوشنما آراستہ کمرہ اس کی سکونت کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ ایک خادمہ کرسٹینا کے بکس کھول کر ان کا سامان جگہ جگہ رکھ دے۔ لیکن مس ایشٹن جیسی سادہ مزاج عورت کے لئے یہ غیر ممکن تھا کہ ایک امیر گھر میں آتے ہی نئے ٹھاٹ اختیار کر لیتی۔ پس اس نے باصرار کہا کہ آپ اس کے لئے کسی کو تکلیف نہ دیں۔ میں خود اس کام کو اچھی طرح کر لوں گی۔ مجبوراً زو کو چپ ہونا پڑا۔ مگر اس خفیف سے واقعہ سے اپنی نئی سہیلی کی منزلت اس کی نظروں میں اور بڑھ گئی۔

جب مس ایشٹن اپنا سامان قرینہ سے رکھ چکی تو گھنٹہ دو گھنٹے زو سے باتیں کرتے گذرے اب ایک بج چکا تھا۔ اس وقت لیڈی آکٹیوین نے اس سے کہا۔ تین چار بجے تک تمہیں فرصت

ہے۔ میں ذرا والدہ سے ملنے جا رہی ہوں۔ انہیں ابھی ابھی ٹرسٹن کے فراق سے نقصان پہنچا ہے۔ جس کی وجہ سے تمہیں تکلیف ہوئی۔ آج میں بالارادہ تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے جاتی۔ مگر پھر کسی موقعہ پر والدہ سے تعارف کراؤں گی۔ اور وہ یقیناً تم سے ملکر خوش ہوں گے۔"

اتنا کہہ کر زو رخصت ہوئی اور کرسٹینا کمرہ نشست میں تنہا رہ گئی۔ لیڈی آکٹیوین کی عدم موجودگی میں کام کچھ تھا نہیں۔ بیکاری میں جی بہلانے کو پیانو کے پاس جا بیٹھی۔ یہ ایک نہایت خوشنما آلہ موسیقی تھا اپنی نازک انگلیوں سے پردوں کو حرکت دی تو نغمہ شیریں کی دلاویز صدا نے کمرہ میں خیال انگیز محویت پیدا کر دی۔ کرسٹینا کی آواز خوش آیند تھی اور وہ گانا خوب اچھی طرح جانتی تھی۔ سرود و موسیقی میں گہرا تعلق ہے۔ پیانو کی طرب انگیز لے کی تحریک سے بے اختیار ایک دلکش راگ گانا شروع کیا۔

یہی وقت تھا جب لارڈ آکٹیوین میرڈتھ جو صرف اپنی بی بی زو کی رخصت کا منتظر تھا مکان پر واپس ہوا۔ کمرہ نشست کے باہر پہنچا تو نغمہ و سرود کی فرحت افزا تانیں کان میں پہنچیں عشق میں انسان کو سریع الحس بنانے کی طاقت ہے۔ اس نے وہیں باہر کھڑے کھڑے معلوم کیا۔ یہ کرسٹینا کی آواز ہے۔ پس انہی قدموں پہ گانا سننے کو ٹھیر گیا۔ چونکہ موسیقی سے طبعی [illegible] تھا۔ اس لئے نغمہ و سرود کی مشترکہ صدا نے خانہ دماغ میں ارتعاش پیدا کیا جس نے رفتہ رفتہ حالت سرور اختیار کی۔ تھوڑی دیر بعد کیف وجدان طاری ہوا۔ خون تیزی سے گردش کرنے لگا۔ اور روح عالم راحت میں پرواز کرتی محسوس ہوئی۔ چپ چاپ دروازہ کی دستی گھما کر دبے پاؤں داخل ہوا تو دیکھا کرسٹینا اس طرف پیٹھ کئے جوش انبساط سے گا رہی ہے۔ نہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ نہ کسی کے داخلہ کی خبر ہوئی۔ اسی طرح وفور شوق سے گاتی رہی۔ آکٹیوین جو اس کی آواز کے اوج پر فریفتہ ہو چکا تھا۔ بحالت موجودہ اسکی صورت دیکھ کر اور بھی مفتون ہو گیا۔ اس کے گیسوئے مشکیں شانوں پر لہراتے ہوئے۔ پیانو پر اس کے دست حنائی کی حرکات سحر آگین۔ اس کا رقیق لہجہ۔ اور نقرئی آواز۔ سب سے بڑھ کر اس کے پیکر آتشین کا جلوہ ناتمام ان باتوں نے دماغ میں ہیجان پیدا کر دیا۔ اس اثنا میں اس نازنین کی محویت بدستور رہی خوشنما مخروطی انگلیاں کبھی برق کی تیزی رفتار سے ساز کے پردوں سے گذرتیں۔ کبھی چند ثانیوں کے لئے کسی مقام خاص پر رک جاتیں۔ اس کی دلفریب آواز باجہ کی صدائے خوش آئند کے اتار چڑھاؤ میں اور بھی روح پرور معلوم ہوتی تھی۔ اور اس کا ہنج اشتیاق

عالم محویت میں صورت کو اور بھی دلاویز بناتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرڈیتھ نے اس سے پیشتر کبھی اس کی صورت نہ دیکھی ہوتی تو وہ ان آثار غیبی سے ہی یقیناً کہہ دیتا کہ حسن و جمال کی دنیا میں یہ عورت اسی طرح فرد ہے جیسے نغمہ دلربا اور انداز جانستان کے اعتبار سے۔ اسی حالت میں دفعتاً راگ ختم ہوا۔ موسیقی کی آخری صدائے دلکش ابھی ہوا میں مرتعش تھی کہ آکٹیوین نے دروازہ بند کیا۔ اور اس کی آواز سن کر کرسٹینا چونک گئی۔

"مسٹر پرسیول!" اس نے قدرے حیرت مگر اس کے ساتھ ہی انداز تشکر و امتنان سے کہا۔ کیونکہ یہی وہ شخص تھا جس نے اسکی خاطر ڈویل کے خطرہ میں پڑنا منظور کیا تھا۔ یہ بتلانا غیر ضروری ہوگا۔ کہ وہ اب تک لارڈ آکٹیوین میرڈیتھ کو مسٹر پرسیول کے نام سے ہی پہچانتی تھی۔

آکٹیوین نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ پہلے اسے گرمجوشی سے دبایا۔ پھر نظر شوق سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگا۔ مگر اس کی نگاہ میں کوئی گستاخانہ اثر۔ کوئی لاابالی انداز جو نفس پاک کو ملوث کرتا ہو۔ غرض ناپاک خیالات کا شائبہ تک نہ تھا۔ البتہ شوق توصیف اور حسن ارادت کی آمیزش ضرور تھی اور یہ اسی کا اثر تھا۔ کہ اس نازنین نے گھبرا کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ ساتھ ہی اس کے رخساروں کی رنگت سرخ ہوگئی اور اس نے شرم سے آنکھیں جھکالیں

"مس ایشٹن"۔ آکٹیوین نے کہا۔ "فن موسیقی میں آپ کا کمال رشک انگیز ہے۔ گو نغمہ شیریں کی صدا سے زیادہ دلاویز خود آپ کی نقرئی آواز ہے۔"

ان الفاظ نے جو آکٹیوین نے عاشقانہ جوش کے ساتھ کہے تھے۔ کرسٹینا کے اضطراب کو اور ترقی دی۔ اس کے رخساروں کی سرخی بڑھی اور چشم سرگیں جسے اس نے ایک لمحہ کے لئے اٹھانے کی جرات کی تھی دوبارہ جھک گئی۔

"کہیں میرے الفاظ آپ کے طبع نازک کے لئے باعث ملال تو نہیں؟" آکٹیوین نے نرم آواز سے کہا۔ "بخدا اگر ایسا ہو۔۔۔"

"نہیں صاحب۔ الٹا میں اس نوازش و کرم گستری کے لئے بدل ممنون ہوں" کرسٹینا نے معمولاً گرمجوشی سے جواب دیا۔ کیونکہ اسے فوراً خیال آیا۔ کہ جس شخص نے مجھے ایک کور نفس کے دست تظلم سے نجات دینے کے لئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے سے دریغ نہ کیا۔ اس کی نسبت یہ خیال بعید از قیاس ہے کہ وہ اپنے کسی لفظ سے میری توہین کر سکتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس نے اپنی موٹی سیاہ اور چمکدار آنکھیں سادگی کے انداز سے اس کی طرف پھیر کر اسطرح مسکراتے ہوئے کہ دو دندانا

کی چمک نے اس کی خوبصورتی کو دوبالا کر دیا تھا۔ کہا "ہاں یہ بات ضرور ہے کہ میں چونکہ ایسے کلمات توصیف سننے کی عادی نہیں ہوں۔ اسلئے اگر میری طرف سے بے جا اضطراب ظاہر ہو تو اس کے معافی کی خواستگار ہوں۔"

"نہیں اس میں کسی معذرت کی حاجت نہیں۔" آکیٹوین نے جلدی سے کہا اور قریب تھا کہ اسی سلسلہ میں کہہ جاتا۔ "اس لئے کہ تمہاری معصومیت ہی حسن عظیم ہے۔ اور میں بدل تمہارا پرستار ہوں"۔ مگر اس نے بوقت ان الفاظ کو روکا۔ اور اسے ساتھ لے جا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا۔

"اتفاق سے اس وقت لارڈ اور لیڈی آکٹیوین میرڈیتھ دونو گھر پر نہیں ہیں۔" کرسٹینا نے جیسے اس کی مطلق خبر نہ تھی۔ کہ میں یہ الفاظ کس سے کہہ رہی ہوں کہا "مگر امید ہے کہ بیگم صاحب ایک دو گھنٹے کے عرصہ میں واپس آجائیں گی . . ."

"نہیں مگر لارڈ آکٹیوین تو گھر پر ہی ہیں۔" میرڈیتھ نے کہا۔

"تو میں نوکر بھیجکر معلوم کرانی ہوں۔" اور وہ اٹھ کر گھنٹی بجانے جا رہی تھی کہ میرڈیتھ کے چہرہ کے انداز عجیب کو دیکھ کر رک گئی۔

"نہیں . . بس اینسٹن"۔ اس نے کہا۔ "اس کی تکلیف نہ کیجئے۔ در اصل میں اس فریب خفیف کے لئے معافی چاہتا ہوں جس سے آپ کے روبرو کام لیا گیا ہے . . . ٹھہریئے . . . سنئے تو . . ."

"آہ! میں سمجھی۔" کرسٹینا نے ایک ہلکی چیخ مار کر کہا۔ مگر فوراً ہی سنبھل کر کسی قدر سرد مہری سے کہنے لگی۔ "کیا آپ ہی لارڈ آکٹیوین میرڈیتھ ہیں!"

"جی ہاں لوگ مجھی کو اس نام سے یاد کرتے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "مگر تشریف رکھئے . . . میں سب حال عرض کرتا ہوں . . ."

کرسٹینا نے تھوڑا تامل کیا۔ خیال آیا ایک ایسے نوجوان امیر کے پاس تنہا رہنا ہرگز بے جا ہے جس نے اس طرح کے مکر و فریب سے کام لیا۔ مگر ساتھ ہی جو کچھ وہ کہنا چاہتا تھا۔ اسے سننا بھی داخل انصاف معلوم ہوا۔ پس وہ پھر اسی کرسی پر بیٹھ گئی۔ مگر منہ سے ایک لفظ تک نہیں کہا۔ اس کے انداز سے سرد مہری اور کسی حد تک پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔

میرڈیتھ نے معاملہ کی نزاکت اور حالات کی پیچیدگی کو سمجھ کر مودبانہ انداز و الفاظ میں کہا مس اینسٹن آپ کو یاد ہو گا جس روز میں نے آپ کی حقیر سی خدمت سرانجام دی تھی تو دریافت نام کے متعلق میں آپ کے مدعا کو فوراً سمجھ گیا تھا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ مجھے اس شخص سے

ڈویل لڑنا ہوگا جس نے آپ کی شان میں گستاخی کی تھی۔ تو آپ محض اس لئے کہ میری ہستی ناچیز کو خطرہ پیش نہ آئے۔ عنائت و فیاضی کی راہ سے مجسٹریٹ کو اس کی اطلاع دینا چاہتی تھیں۔ مگر اس موقعہ پر جان سے بڑھ کر میری عزت خطرہ میں تھی۔ خودداری کا تقاضا یہ تھا کہ خواہ کچھ ہو۔ میں حریف کے مقابلہ میں ضرور آؤں۔ پس آپ کو اس نیک ارادہ سے باز رکھنے کے لئے۔ جس کا نتیجہ میرے حق میں باعث مضرت ہوتا۔ میں نے آپ کے روبرو غلط نام لے دیا۔۔۔"

"ہاں یاد آگیا!" کرسٹینا نے ان واقعات کو یاد کرتے ہوئے تسلیم کیا۔

"اچھا تو جیسا آپ کو معلوم ہے۔ ہم دونوں میں ڈویل ہوا" میرڈیتھ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "مگر چونکہ مجھے کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچا۔ اس لئے میں نے اس معاملہ کو وہیں کا وہیں دبا دیا۔ اس کی خبر لیڈی آکٹیوین کے کانوں تک نہ پہنچنے دی۔ اور آئندہ کے لئے بھی مجھے آپ کی فیاضی سے امید واثق ہے کہ یہ راز اسی طرح محفوظ رہے گا۔ اچھا تو اس ڈویل کے سلسلہ میں میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ اس کا نتیجہ جو کچھ ہوگا۔ اس کی اطلاع آپ کو ضرور دی جائیگی یعنی اگر میں ہلاک ہوا تو میرا نائب آپ کو نتیجہ سے مطلع کردے گا۔ اور بچ گیا تو خود اطلاع لیکر حاضر ہوں گا۔ بعد ازاں میں بذات خود آپ کی خدمت میں گیا۔ اور جیسا قدرتی تھا۔ آپ کو اسی نام سے اطلاع کرائی جس سے آپ مجھے پہچانتی تھیں۔ گو اس وقت میں اسی ارادہ سے حاضر خدمت ہوا تھا۔ کہ آپ کو اپنے اصلی نام سے خبردار کردوں گا۔ مگر جس وقت میں نے آپ کو اور آپ کے بھائی کو نہایت سادہ زندگی بسر کرتے دیکھا۔۔۔ معاف کیجئے میں اس صاف بیانی سے کام لے رہا ہوں۔۔۔ تو اس وقت بے اختیار جی میں خیال آیا کہ جس خلوص وتپاک سے آپ نے میرا خیر مقدم کیا۔ اور جس دوستانہ محبت کا اظہار آپ کے بھائی کی طرف سے ہوا ہے۔ اسے میری خطابی حیثیت کے اظہار سے صدمہ پہنچنے کا احتمال ہے۔ مجھ سے پوچھئے تو یہ نام کی امیری سراسر ہیچ ہے۔ اور میری نظروں میں وہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ مگر جہاں تک دنیاوی انتظامات اور تمدنی پابندیوں کا تعلق ہے۔ نیز سوشل تعصبات کے زہریلے اثرات کی وجہ سے امیرانہ نام کو ایک خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ بہر صورت مجھے چونکہ احتمال تھا کہ میری یہ فرضی اہمیت ان تعلقات کی راہ میں جو آپ سے اور آپ کے بھائی سے قائم ہوئے تھے۔ روک ثابت ہوگی اور لارڈ آکٹیوین میرڈیتھ کی حیثیت میں مجھے وہ مہمانہ تقدیم حاصل نہ ہوسکے گی جو سادہ مسٹر پیسیول کی حیثیت میں حاصل ہوئی۔ اس لئے میں نے اس چھوٹی سی غلط بیانی کی تردید ضروری

نہ سمجھی ۔"

اتنا کہہ کر میرڈیتھ چپ ہو گیا۔ مگر کرسٹینا پھر بھی خاموش رہی۔ اس میں شک نہیں کہ اس بیان کا ابتدائی حصہ یعنی وہ جس کا تعلق واقعہ ڈوبل سے لیکر میرڈیتھ کے کرسٹینا کے گھر جانے تک کے عرصہ سے تھا۔ ہر لحاظ سے اطمینان بخش تھا۔ مگر باقی نہیں۔ اسمیں بھی شک نہیں کہ مس ایسٹن خلقتاً ایسی معصوم و بے ریا تھی کہ فطرت انسانی کی تہ تک پہنچنا اس کے لیے سخت دشوار تھا مگر دوسری طرف وہ ایسی ذہین و فہیم بھی تھی کہ نوجوان امیر کا بیان کسی طرح اس کے لئے باعث اطمینان نہ ہوا۔ ایک مبہم سا خیال کہ بیان کا آخری حصہ مصنوعی ہے اس کے ذہن میں احساس اضطرار پیدا کرنے لگا مگر ساتھ ہی وہ اسے درجہ یقین دینے کی جرات نہ کر سکتی تھی کیونکہ اس کا اسے خیال نہ ہوتا تھا کہ امیر موصوف میرے حسن پر مفتون ہو سکتا ہے۔

"مائی لارڈ" اس نے آخر کار متانت و سنجیدگی سے کہا "میں اس تفصیل کے لیے جو آپ نے ازراہ کرم گوارا فرمائی ہے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ مگر یہ بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ میں بیگم صاحب سے اس حقیقت کو کیونکر پوشیدہ رکھ سکتی ہوں۔ کہ ہم دو تو اس سے پہلے ایک دوسرے کو جانتے تھے ۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ نے اب تک ان سے ڈوبل کے واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔" آکسٹوین نے جلدی سے کہا "کم از کم کل تک زو کو اس کا علم نہ تھا۔"

"اطمینان فرمایئے کہ میں نے اس کا ذکر بھائی کے سوا کسی سے نہیں کیا۔" کرسٹینا نے جواب دیا "مگر میں پوچھتی ہوں اگر اب وہ بھی آپ کے اس احسان سے خبردار ہو جائیں جو آپ نے میری ذات حقیر پر کیا تھا۔ تو کیا ہرج ہے؟ خدا کا شکر ہے کہ خطرہ گذر گیا . . ."

"مس ایسٹن جو کچھ آپ کہتی ہیں بے شک درست ہے۔" میرڈیتھ نے قطع کلام کر کے کہا "لیکن تھوڑا غور کرنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ امر کسی عورت کے لئے یقیناً باعث اطمینان نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کے شوہر نے کسی واقعہ کو دو ماہ تک اس سے چھپائے رکھا۔ یوں آپ کو اختیار ہے۔ جی چاہے تو زو کو سب حالات سے خبردار کر دیجیئے۔ مگر آپ کے اس فعل کو میں اپنے حق میں حسن سلوک پر محمول نہ کروں گا۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یقینی طور پر یہ ہوگا۔ کہ وہ آئندہ کسی بات میں مجھ پر اعتبار نہ کر سکے گی۔ کسی نہایت معمولی واقعہ کے سلسلہ میں بھی اگر کبھی سویرے اٹھنے یا شام کو دیر سے واپس آنے کا اتفاق ہوا تو معلوم نہیں وہ اس کی وجہ

کیا سمجھے گی۔ اور اپنے خیالی اندیشوں کی بنا پر کتنی پریشان ہو گی۔ عجب نہیں وہ سمجھے۔ اپنے شوہر کو کسی نہایت خطرناک مشکل میں مبتلا سمجھے۔ اور خیال کرے وہ کسی رازِ اہم کو مجھ سے چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ ۔ ۔"

"مائی لارڈ۔ معاملہ کی نزاکت کو میں بھی تسلیم کرتی ہوں" کرسٹینا نے کہا "لیکن یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں کوئی بات ایسی فیاض و کرم گستر خاتون سے چھپانے کی جرات کروں۔ جس نے ابھی سے طرح طرح کی عنایات کے ذریعہ مجھے اپنا شرمندہ احسان بنا لیا ہے۔ معاف کیجیے یہ کام مجھ سے نہ ہو گا۔ دوسری طرف آپ کی مشکلات بھی قابل لحاظ ہیں۔ ایسے حالات میں فقط ایک صورت ہے جس سے نہ آپ کو وجہ شکایت پیدا ہو نہ مجھے طریق ریا سے کام لینا پڑے۔ اور میں اسی پر عمل کروں گی۔ میں ابھی اس گھر سے رخصت ہوتی ہوں۔ اور گو ممکن ہے بیگم صاحب میری اس کارروائی کو احسان فراموشی یا ناحق شناسی پر محمول کریں۔ ۔ ۔"

"مس اشٹین" میرڈیتھ جلدی سے قطع کلام کر کے بولا "آپ کی ذات پر حرف آنے کی میں کسی حال میں اجازت نہیں دے سکتا۔ بلا سے آپ سب حال کہہ دیں۔ بلا سے وہ میری نسبت کچھ بھی خیال کرے۔ بہر صورت آپ کی بدنامی حاضر و غائب کسی حال میں بھی مجھے منظور نہیں خیال کیجیے آپ کے دفعتاً چلے جانے سے وہ کیا سمجھے گی؟ کیا عجب وہ خیال کرے کہ میں نے آپ کی شان میں گستاخی کی اور آپ نے شکایت پر رخصت کو ترجیح دی۔ یا شاید اس کے دل میں یہ گمان پیدا ہو کہ خود آپ کو اپنی کسی کمزوری کا علم تھا جس کے انکشاف سے خوفزدہ ہو کر آپ چلی گئیں۔ بصورت اول میرے لیے اپنی صفائی کا کونسا طریقہ ممکن ہے۔ جب کہ حالات سراسر میرے خلاف ہوں گے؟ بصورت آخر میں آپ کی بدنامی پر انکشاف حقیقت کو ترجیح دے کر سب حال بیان کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔"

اس میں شک نہیں لارڈ آکسٹوین میرڈیتھ کے ان الفاظ میں ریا و حقیقت دونو کا اشتراک تھا۔ مگر اپنی معصومیت کی وجہ سے کرسٹینا کو صرف آخر الذکر کا احساس ہوا۔ حیران تھی کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اس نیک نہاد خاتون کے گھر میں جس نے اس سے عنایت و فیاضی کا سلوک کیا فتنہ و شر کا موجب بننا اسے بہرحال منظور نہ تھا۔ مگر دوسری جانب اس کی بھی جرات نہ ہوتی تھی کہ کسی بات کو اپنی محسنہ سے چھپا کر ذریعہ فریب بنے۔

اس تشویش کو آخر لارڈ آکسٹوین کے الفاظ نے رفع کیا۔ مگر دو پریشانی کی حالت میں کہنے

لگا "مس ایشٹن اس بارہ میں جو کچھ بھی کرنا ہو۔ اس کا فیصلہ جلد کیجیے۔ آپ کے لیے دو ہی راستے ہیں ایک یہ کہ سب حال ان سے کہہ کر مجھ پر ان کے اعتماد کو ہمیشہ کے لیے زائل کر دو۔ دوسرا یہ کہ انہیں عہدِ ماضی کی نسبت بدستور لاعلم رکھ کر ان کی اور میری راحت کو برقرار رکھو۔ فرمائیے آپ کونسی راہ پسند کرتی ہیں؟"

"مائی لارڈ" کرسٹینا نے تھوڑے تامل کے بعد جواب دیا " اگر اس عقدہ کو حل کرنے کی ان کے سوا اور کوئی صورت نہیں تو میرا جواب مختصر اور صاف ہے۔ میں جس طرح آپ کہتے ہیں کرونگی کیونکہ خلاف عمل کرنا احسان فراموشی ہوگا۔"

"اس کے لئے میرا شکریہ قبول فرمائیے" میریڈیتھ نے کہا۔ مگر حسین کرسٹینا کے اس فیصلہ سے جو خوشی اس کو محسوس ہوئی۔ اسے اس نے نگاہ یا الفاظ سے ظاہر نہ ہونے دیا۔ نہ کوئی حرکت ایسی کی جس سے اس نازنین کی طرف سے اضطراب کا اظہار مزید اس کے دل میں اس عشق کا گمان پیدا کرتا جو میریڈیتھ کو اس سے تھا۔ مگر جس سے وہ اب تک بے خبر تھی۔

یہ سمجھوتہ ہوا ہی تھا اور کرسٹینا اٹھ کر اپنے کمرہ کو جانے کی فکر میں تھی کہ دروازہ کھلا اور نوکر نے ڈیوک آف مارچ مونٹ کی تشریف آوری کی خبر دی

اس سے قبل کہ کرسٹینا رخصت ہوتی۔ نواب ممدوح بڑی بے تکلفی سے اطمینان کے ساتھ چلتے ہوئے کمرہ میں داخل ہوئے اور فرمانے لگے۔ "یار میریڈیتھ تم سے ملے اک زمانہ ہو گیا"

الفاظ ابھی ان کے منہ میں تھے کہ نگاہ کرسٹینا پر جا پڑی۔ اس کی شباہت سے یہ معلوم کرنا ذرا بھی مشکل نہ تھا۔ کہ یہی لڑکی میرے نئے محرر کرسچن کی بہن ہے۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے بڑے ضبط سے کام لیا۔ اولاً تو ایسا ظاہر کیا گویا اسے دیکھا ہی نہیں۔ پھر اس کے بعد اس انداز سے سر کو ذرا خم دیا۔ گویا کوئی بے پہچان عورت ہے۔

"مائی لارڈ اجازت دیجیے کہ آپ کا تعارف کرا دوں۔" میریڈیتھ نے کہا۔ "آپ لیڈی اکٹیوین کی سہیلی مس ایشٹن ہیں۔"

"مجھے ان سے ملکر بہت خوشی ہوئی۔" ڈیوک نے دوبارہ سر کو خم دے کر کہا۔ اور پھر اس انداز سے گویا اب اول مرتبہ اسے کوئی عجیب بات معلوم ہوئی ہے کہنے لگا۔ "بخدا کیا اتفاق ہے۔ اسی نام کا ایک نوجوان آج سے میرے ہاں کام کرنے لگا ہے۔ . . معاف کیجیے اس سے آپ کی مشابہت حیرت خیز ہے۔"

"آپ کی حیرت یہ جان کر رفع ہو جائے گی کہ وہ نوجوان مس ایشٹن کا بھائی ہے۔" میریڈیتھ نے مذاقیہ انداز سے کہا۔

"اس صورت میں مس ایشٹن سے ملکر مجھے اور بھی خوشی ہوتی ہے۔" ڈیوک نے تیسری بار خلیقانہ انداز سے جھک کر کہا۔ "ابھی سے مجھ کو اس نوجوان سے انس ہو گیا ہے۔ اور یقین ہے کہ ہمارے تعلقات ہر لحاظ سے خوشگوار رہیں گے۔ چونکہ اسے میرے یہاں آئے چند ہی گھنٹے ہوئے ہیں۔ اور مفصل گفتگو کا موقعہ نہیں ملا۔ اس لئے اس کا ذکر نہیں آیا کہ اس کی بہن آپکے یہاں رہتی ہے۔ مس ایشٹن سے یہ ملاقات خلاف امید ہونے سے اور بھی راحت بخش ہے۔"

یہ بیان کرنا لاحاصل ہوگا کہ جو کچھ ڈیوک آف مارچ مونٹ نے کہا۔ وہ سراسر جھوٹ تھا کرسچن کی زبانی اسے معلوم ہو چکا تھا۔ کہ اس کی بہن کہاں ٹھیری ہوئی ہے۔ اور اس وقت لارڈ آکٹیوین کے مکان پر اس کی غیر متوقع آمد محض اس لئے تھی کہ وہ دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ نامعلوم حسینہ جس سے آکٹیوین کے عشق کا حال اسے پیشتر معلوم ہو چکا تھا۔ کون ہے اور کیسی ہے قریباً پاؤ گھنٹہ وہ اس جگہ ٹھیرا مگر نگاہ یا الفاظ سے کسی طرح آکٹیوین پر یہ بات ظاہر نہ ہونے دی کہ اس کا راز اس پر منکشف ہو چکا ہے۔ اور اس نے جان لیا ہے کہ کرسٹینا ہی وہ نازنین ہے جس سے آکٹیوین کو عشق تھا۔ خود مس ایشٹن کا یہ حال کہ چند منٹ کے بعد جب وہ اٹھ کر جانے لگی تو میریڈیتھ اور مارچ مونٹ دونوں نے اس کو یقین دلایا کہ ہمیں کوئی خاص گفتگو نہیں کرنی ہے اس لئے آپ یہیں بیٹھیے وہ تقاضائے اخلاق سمجھ کر بیٹھ گئی۔ لیکن آخر جب ڈیوک آف مارچ مونٹ رخصت ہو گیا۔ تو وہ بھی اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ اور لیڈی آکٹیوین کی واپسی تک وہیں ٹھیری رہی اس کے بعد جب کمرہ نشست میں آئی۔ تو میریڈیتھ وہاں موجود نہ تھا۔ جس سے اسے گونہ اطمینان ہوا رشام کے کھانے میں صرف پاؤ گھنٹہ باقی تھا کہ وہ واپس ہوا۔ مگر اس وقت زوتبدیل لباس کے لئے اپنے کمرہ میں گئی ہوئی تھی۔ اس طرح زو کی حاضری میں لارڈ آکٹیوین کے روبرو آنے سے پہلے اس کو وہ اضطراب جو اس سے ملکر ہوا تھا۔ رفع کرنے کو کافی وقت مل گیا اور جیسا کہ امید کی جاسکتی تھی خاتون موصوف کو نہ اپنی سہیلی اور نہ شوہر کی صورت سے کسی غیر معمولی واقعہ کا شبہ ہوا۔

باب - ۲۱

کرسچن کی ملازمت کا پہلا دن

بہن کی ملازمت کا اس قدر حال لکھنے کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کے مکان پر بھائی کی کیونکر بسر ہوئی۔

جس وقت وہ شاندار قصر نوابی کے دروازہ پر پہنچا تو ایک نوکر اسے صرف خاص کی مہتمم عورت کے پاس لے گیا۔ جو اسی گھر کے داروغہ کی بی بی تھی۔ اس کا نام مسز کیلورٹ تھا اور میاں بی بی دونو کسی حد تک سن رسیدہ تھے۔ مسٹر کیلورٹ لاغر اندام مسکین صورت۔ صحیح الاطوار شخص تھا۔ جو موقعہ اور محل کو پیش نظر رکھ کر فقط مطلب کی بات نہائت موزوں لفظوں میں کہتا تھا بی بی فربہ اندام۔ مادرانہ وضع کی صاف ستھری عورت تھی جسے شاگرد پیشہ میں باقاعدہ اوقات اور مکمل ضبط انتظام قائم رکھنے پر فخر حاصل تھا۔ میاں بی بی دونو سخت گیر مگر نہائت ایماندار اور با اصول تھے۔ وہ انداز تکبر وحکومت جو بسا اوقات ایسے نوکروں میں پایا جاتا ہے۔ ان میں قطعاً موجود نہ تھا۔ نہ وہ اونچے درجہ کے نوکروں کو کم تنخواہ دار ملازموں پر کسی طرح کی سختی کا موقعہ دیتے تھے۔ ان کے لئے جدا کمرہ نشست تھا۔ اور وہ اسی میں کھانا کھاتے تھے۔ البتہ اتوار کو خانساماں اور چیدہ نوکروں اور خادماؤں کو شریک طعام کر لیا کرتے تھے۔

یہی وہ آرام دہ کمرہ تھا جس میں ایک وردی پوش نوکر کرسچن کو لیکر پہنچا۔ اور جہاں اس وقت مسٹر اور مسز کیلورٹ دونو موجود تھے۔ وہ حساب کی جانچ کر رہے تھے۔ اور ان کے سامنے بنک نوٹوں اور سونے چاندی کے سکوں کی ڈھیریاں لگی ہوئی تھیں۔ ایشمن کو داخل ہوتے دیکھ کر دونو کام کرتے کرتے رک گئے۔ اور اٹھ کر تپاک سے ملے۔ داروغہ نے سر کو خم دے کر سلام کا جواب دیا۔ اور بی بی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ پیش کیا۔ پھر اسے بٹھا کر بتایا کہ قصر مارچ مونٹ میں اسکی سکونت وغیرہ کے لئے کیا انتظام کیا گیا ہے۔

"میں نے تمہارے لئے ایک نہائت خوشگوار آرام دہ خوابگاہ کا انتظام کر دیا ہے۔" مسز کیلورٹ نے کہا۔ "جو میں عنقریب تمہیں دکھانے لے چلوں گی۔ سرکار نے حکم دیا ہے کہ اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو تم انہیں ہم سے مل کر کھانا کھایا کرنا۔۔۔"

"اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" مسٹر کیلورٹ نے نیم مربیانہ لہجہ میں کہا۔ گو وہ ساتھ ساتھ —

عنایت امیز بھی تھا۔"معلوم ہوتا ہے تم ایک شریف نوجوان ہو اور ہمیں تم سے مل کر خوشی ہوگی۔"
"میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ جہاں تک ممکن ہوگا۔ ہم تمہاری آسائش کا پورا انتظام کر دیں گے۔" مسز کیلورٹ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔"ہاں مگر ایک بات ہے کھانا کھانے میں ہم باقاعدگی کو خاص طور سے ملحوظ رکھتے ہیں۔ یعنی صبح کا کھانا ۹ بجے۔ پھر ۲ بجے۔ شام کو ۹ بجے چائے اور رات کا کھانا ۹ بجے کھا لینا چاہیئے۔ اس کے علاوہ کسی وقت کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ بھی کہنے پر مہیا کی جائے گی۔"
"میں آپ کی عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" کرسچن نے جواب دیا۔"اور وعدہ کرتا ہوں کہ میری طرف سے اس باقاعدگی میں کبھی خلل نہ ڈالا جائے گا۔"
"اس کے علاوہ سرکار نے ہم سے کہا تھا۔" دار وغہ نے تھوڑی دیر کے بعد کہا۔"اگر تم چاہو تو فرصت میں کتب خانہ سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ ایسے اوقات میں تنہائی کی ضرورت ہو تو ہمارا کمرہ نشست حاضر ہے یا لائبریری کے پاس ایک کوٹھری اور ہے جو مسز کیلورٹ تمہیں دکھائے گی۔ اس میں بھی بیٹھ سکتے ہو۔ مختصر یہ کہ اس جگہ رہتے ہوئے تمہیں ہر قسم کی آسائش مہیا کی جائے گی۔ اور گھر کا سا آرام حاصل ہوگا۔"
کرسچن نے پھر ایک بار شکریہ ادا کیا کہ اس کی آسایش کا اس درجہ خیال رکھا گیا ہے
"اچھا تو اب تمہیں کیک کا ٹکڑا اور ہلکی شراب کا گلاس دیا جائے یا ذرا سی چیری برانڈی کیونکہ موسم غیر معمولی طور پر سرد ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے مسز کیلورٹ ایک وسیع کباٹ کی طرف گئی جس کے مختلف خانے مربہ کے مرتبانوں۔ کیک۔ بسکٹ۔ شراب کی بوتلوں اور اکل وشرب کی باقی چیزوں سے جو امیر گھروں میں ہر وقت موجود رہتی ہیں۔ بھرے ہوئے تھے۔
مگر کرسچن نے اس توجہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سردست کچھ کھانے سے انکار کیا۔ کیونکہ ایک ابھی سویرا۔ دوسرے بہن سے جدا ہونے کا غم تازہ تھا۔
"خیر تو مسٹر اشٹن آؤ تمہارا کمرہ دکھا دوں۔" عورت نے کہا۔"وہاں سامان درست کر کے سرکار کو اپنی حاضری کی اطلاع دے آنا۔"
یہ کہہ کر مسز کیلورٹ اسے عقبی زینہ کی راہ سے ایک کمرہ کی طرف لے چلی جو دوسری منزل پر واقع مگر نہایت آرام دہ تھا۔ اور جس کی کھڑکیاں پچھلی طرف باغ کی جانب کھلتی تھیں۔ پھر ایک غلام گردش سے گذر کر وہ اسے پہلی منزل پر لے گئی۔ جہاں اس کو نگارخانہ دکھایا اور کہنے لگی

فرصت میں تم یہاں تصویریں دیکھ کر جی بہلا سکتے ہو۔ وہاں سے وہ اسے کتب خانہ دکھانے لگی جو فرشی منزل پر واقع تھا۔ یہ کمرہ جس کی کھڑکیاں باغ کی جانب کھلتی تھیں۔ نہائت فراخ تھا اس میں بے شمار آبنوسی الماریاں سجی ہوئی تھیں۔ جن میں سے ہر ایک شیشہ کے دروازوں سے محفوظ تھی۔ اور ان کے اندر نہائت خوشنما مجلد کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ کتب خانہ کے پہلو میں ایک تنگ حجرہ تھا جس کی ایک کھڑکی باغ کی طرف کھلتی تھی۔ یہ جگہ بھی ڈیوک کی اجازت سے کرسچن کے استعمال کے لئے موقوف تھی۔

کرسچن کو مکان کے بڑے حصہ کا نقشہ دکھا کر مسز کیلورٹ پھر اپنے کمرہ نشست میں واپس چلی گئی۔ اور وہ نوجوان دوبارہ زینہ کی راہ سے اپنے کمرہ میں پہنچا کر اسباب قرینہ سے رکھ دے۔ پھر نہائت صاف ستھرا لباس پہن کر نیچے اُترا۔ اور ڈیوڑھی میں ایک خادم کی معرفت ڈیوک کو اطلاع کرائی۔ ممدوح نے چند منٹ کے عرصہ میں اسے لائبریری میں طلب کیا اور وہ اس طرف روانہ ہوا۔

"کیا آخرکار تم نے اسی مکان میں رہنے کا فیصلہ کر لیا؟" مارچ مونٹ نے متبسم ہوکر پوچھا۔

"کل حضور نے اس معاملہ کو میرے ناچیز فیصلہ پر چھوڑ دیا تھا۔" نوجوان نے عرض کیا۔ "اس کے بعد میں ہمشیر سے مشورہ کر کے سہ پہر کو حاضر ہوا کہ . . . "

"ٹھیک ہے مجھے تمہارا پیغام مل گیا تھا۔" ڈیوک نے جواب دیا۔ "تم کہہ گئے تھے کہ مجھے اسی گھر میں رہنا منظور ہے۔ اور میں کل سے آجاؤں گا۔ بہت اچھا۔ آج سے تمہاری ملازمت کا آغاز ہو گیا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ جو انتظامات تمہاری آسائش کے لئے کئے گئے ہیں۔ وہ ہر لحاظ سے تسلی بخش ہوں گے۔"

"میں اس ذرہ پروری کا دل سے ممنون ہوں۔" کرسچن نے کہا۔

"اس میں شکریہ ادا کرنے کی کیا بات ہے۔" مارچ مونٹ نے لاپروائی سے کہا۔ پھر ذرا وقفہ کے بعد جس میں اس نے کرسچن کو اشارہ سے بیٹھ جانے کا حکم دیا تھا۔ وہ اسی لاپروائی کے انداز سے کہنے لگا۔ "مگر تم نے اپنی بہن کے لئے کیا انتظام کیا؟ کیا میری یہ تجویز پسند ہوئی۔ کہ وہ یہیں ہمسایہ میں کوئی مکان لے کر رہنے لگے۔ اور تم فرصت میں اس کے پاس چلے جایا کرو؟"

"منظور سرکار۔ اس کی ضرورت نہیں ہوئی۔" کرسچن نے جواب دیا۔ "حسن اتفاق سے کل ہی

وقت جب حضور نے غلام زادہ کی پیدائش منظور کی۔ اسے ایک اور جگہ ملازمت مل گئی۔"

"اچھا! ملازمت؟ کس قسم کی؟"

"ایک خاتون کی مصاحبت۔ جو ریجنٹس پارک میں رہتی ہیں۔"

"غالباً کوئی عمر رسیدہ عورت ہو گی۔ بھلا بیوہ ہے یا غیر شادی شدہ؟"

ڈیوک کے ان سوالات پر غریب کرسچن نے جو دنیاوی مکر و فریب سے اتنا ہی ناآشنا تھا۔ جس قدر اس کی بہن تھی۔ سمجھا کتنے مہربان آقا ہیں کہ میری ذات حقیر کے متعلق ذرا اوزرا سے معاملات کھوج کھوج کر پوچھ رہے ہیں۔ خوش ہو کر کہنے لگا۔"جناب وہ جن بیگم صاحب کے یہاں ملازم ہوئی ہے۔ وہ بالکل جوان ہیں۔ ان کا نام نامی لیڈی آکیٹوین میرڈیتھ ہے۔"

اس نام کو سن کر قریب تھا کہ ڈیوک فرط حیرت سے چونک جائے۔ مگر اس نے بدقت ضبط سے کام لیا۔ قدرتی طور پر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کرسچن کی بہن چونکہ وہی نامعلوم الاسم حسینہ ہے جس سے آکیٹوین کو غائبانہ عشق تھا۔ اس لئے اس نے اسے اپنے پاس لانے کو یہ چال اختیار کی ہے۔ فی الحقیقت ایک لمحہ کے لئے اس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ شاید کرسچن کی بہن اور آکیٹوین میرڈیتھ میں کچھ خفیہ تعلقات ہوں۔ جن کے علم کو اول الذکر نے نسوانی ہوشیاری سے اپنے سادہ لوح بھائی سے مخفی رکھا ہو۔ کیونکہ ڈیوک آف مارچ مونٹ ایسے مرد دنیادار کے لئے یہ معلوم کرنا ذرا بھی مشکل نہ تھا۔ کہ میرا نیا سکرٹری کرسچن دنیاوی نشیب و فراز سے قطعاً بے خبر اور غایت درجہ سادہ مزاج نوجوان ہے۔

"اور کیوں بھلا یہ ملازمت تمہاری بہن کو ملی کیونکر؟" اس نے سوال کیا۔

"مائی لارڈ جس گھر میں ہم رہتے تھے۔ اسکی مالکن کی سفارش سے۔ اس کی بیٹی لیڈی آکیٹوین میرڈیتھ کے ہاں نوکر ہے۔"

ان باتوں سے ڈیوک آف مارچ مونٹ کو اور زیادہ یقین ہو گیا کہ سب کارروائی میرڈیتھ کی سازش سے ہوئی ہے جو کسی نہ کسی طرح مس اینٹن کو گھر میں لانا چاہتا تھا۔ اور گو ممکن ہے کرسٹینا اس چال کو نہ سمجھی ہو تاہم وہ عورت جس کے گھر میں یہ رہتے تھے۔ ضرور حقیقت حال سے خبردار ہے۔

دل ہی دل میں کہنے لگا۔ "غلام کیسا غبارہ نکلا! اگر کیا ہوا۔ میرے سامنے اسکی چالاکی کیا چیز ہے۔" پھر بلند آواز سے "میں لانڈ آکیٹوین میرڈیتھ سے اچھی طرح واقف ہوں... مگر ہاں یاد آ

وہ بھی آپ کی پوزیشن ہی کے لئے تھا کہ کچھ عرصہ پیشتر وہ ایک شخص سے ڈوئیل لڑا۔ اس موقع پر
وہ جہاز ہی کا نائب تھا۔"

"ڈوئیل! لارڈ اکٹیوین ہیریڈتھ!" کرسچن نے انداز حیرت سے کہا۔ اور اس کی خوشنما سیاہ آنکھیں
غیر معمولی طور پر چوڑی ہو گئیں۔ "نہیں مائی لارڈ۔ اس میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جو شخص
بہن کی خاطر ڈوئیل لڑا۔ اس کا نام لارڈ اکٹیوین ہیریڈتھ نہیں مسٹر ہیبل تھا۔"

"تمہاری بہن؟" ڈیوک نے پھر دل ہی دل میں کہا۔ اور اسے خیال آیا کہ اکٹیوین نے اپنے
اصلی امیری نام کو اس لئے اس فرضی نام کی تہ میں چھپایا ہے کہ حسین کرسٹینا کے سامنے اپنے
آپ کو غیر شادی شدہ ظاہر کرنے سے اسے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش میں سہولت
ہو۔ "پھر ملنا آوارہ ہے" اس نے کہا۔ "افسوس یہ ایک راز تھا جو بے خبری میں مجھ سے ظاہر ہو
گیا۔ دراصل جس شخص نے تمہاری بہن کی حمایت میں ڈوئیل لڑنا منظور کیا۔ وہ لارڈ اکٹیوین ہیریڈتھ
ہی تھا۔ ۲۲-۲۳ سال عمر۔ شکیل و خوشرو۔ اکہرا بدن۔ سر اور مونچھوں کے بال ہلکے بھورے۔"

"ہاں مائی لارڈ۔ آپ نے ان کا صحیح حلیہ بیان فرمایا ہے۔ یہی وہ شخص تھا۔" کرسچن نے اور
زیادہ متعجب ہو کر کہا۔

"اس میں حیرت زدہ ہونے کی بات نہیں" ڈیوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "لارڈ اکٹیوین
کا فرضی نام اختیار کر کے ڈوئیل لڑنا بعید از فہم نہیں۔ . . . اور ہاں مجھے یاد آگیا اس نے کہا بھی
تھا۔ کہ میں نے اس لئے فرضی نام ظاہر کیا ہے کہ دوسری صورت میں تمہاری بہن ڈوئیل
سے روکنے کی کوشش کرتی۔ میرا خیال ہے اس کے بعد وہ تم لوگوں سے ملنے بھی گیا تھا؟"

"جی ہاں ایک بار۔ . . صرف ایک بار" کرسچن نے جواب دیا۔

"تمہارے سامنے؟"

"ہاں میرے سامنے۔ وہ ہمارے پاس بہت کم ٹھیرے اور اسی رات ہم نے مکان
بدل لیا۔ اس کے بعد پھر کبھی لارڈ اکٹیوین سے ملنا نہیں ہوا۔ مگر کیا عجیب اتفاق ہے۔ کہ بہن
کو انہی کی بیگم کے ہاں ملازمت مل گئی ہے"

"واقعی" ڈیوک نے آہستہ سے کہا جسے اس بات کا پورا یقین تھا۔ کہ جو کچھ یہ سادہ لوح
لڑکی کہہ رہی ہے وہی اس کے دل میں ہے۔ اور اس کے ظاہر و باطن میں ذرا فرق نہیں۔
تھوڑی دیر اور یہ گفتگو جاری رہی۔ مگر ڈیوک نے مختلف سوالات کا اس انداز سے پوچھ

جیکہ کرسچن کو اس مطالبے میں شبہ نہ ہوسکا۔ کہ وہ ان باتوں کو کسی خاص مطلب کے لئے پوچھ رہا ہے اس گفتگو سے جو حالات ڈیوک کو معلوم ہوئے ان سے نیز کرسچن کے عادات اور بلند بھائی کی معاشرت سے اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مس ایشٹن حقیقت میں نہایت پاک باطن اور باعصمت لڑکی ہے۔ اور لارڈ آکلیٹون کے ارادے کچھ بھی ہوں۔ وہ بہرحال ان سے لاعلم ہے اور اپنی لاعلمی میں اس نے اس کے گھر رہنا منظور کیا ہے۔ علاوہ بریں اسے یقین ہوگیا کہ لارڈ آکلیٹون کے مکان پر جانے کے وقت تک اسے قطعی معلوم نہ تھا کہ پرسیول اور آکلیٹون ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔

آخرکار اس گفتگو کو ختم کرتے ہوئے ڈیوک نے کہا۔ "دیکھو کرسچن کبھی جو تمہاری لارڈ آکلیٹون سے ملاقات ہو تو اس سے یہ مت کہنا کہ تمہیں اس کے فرضی نام کی اصلیت کا علم میری زبانی ہوا تھا۔ تمہاری بہن خود ہی تم سے اس کا ذکر کرے گی۔ اس لئے تمہیں یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ مجھے اس حقیقت کا پہلے سے علم ہوگیا تھا۔"

"میں آپ کے قیمتی مشورہ پر حرف بحرف عمل کروں گا۔" کرسچن نے جواب دیا جس بظاہر اس میں کوئی نقص یا اعتراض نظر نہ آتا تھا۔

"خیر تو آج تمہارے لئے کوئی کام نہیں ہے۔" ڈیوک نے کہا۔ "اس لئے تم اپنا وقت اس مکان کے مختلف حصوں سے واقف ہونے میں صرف کر سکتے ہو۔"

اتنا کہکر ڈیوک اٹھا اور لائبریری سے رخصت ہوا۔ اس وقت اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ سہ پہر کو لارڈ آکلیٹون میر ٹیڈنڈ کے مکان پر جاکر اگر ممکن ہوا تو ضرور مس ایشٹن کی صورت دیکھوں گا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ اس ارادہ پر اس نے پوری طرح عمل کیا یعنی وہ لارڈ آکلیٹون کے مکان پر گیا اور وہاں اس نے کرسٹینا ایشٹن کو بھی دیکھا۔ اور اس ملاقات و دید کا نتیجہ یہ ہوا کہ لالہ مس پر بہیئو حسینہ پر اتنا وارفتہ ہوگیا۔ جس قدر کوئی انتہائی شخص ہو سکتا ہے

جس وقت کہ کرسچن اپنے کمرہ کی طرف جاتا تھا تو زینہ پر سے ایک حسین لڑکی نظر آئی جس کے ساتھ ایک خواص تھی۔ اس کو دیکھتے ہی کرسچن نے جان لیا کہ یہ لیڈی ۲۳ سال کے قریب۔ وہ نہایت خوش وضع اور بلند سخت خوش اندام تھی۔ چمکیلے سنہری بال شانوں پر لہراتے تھے۔ ادنیٰ قد تو خوشنما چہرہ پر فکر و ملال کی جھلک اس کے حسن و ملکوتی اور دوبالا کرتی تھی۔ اسے آتے دیکھ کر کرسچن ادب سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور جھک کر سلام کیا۔

انہیں اتفاق تھی ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے وہ نازنین اس کی طرف مشفقانہ نظر سے دیکھ کر ہلکی زیر لب تبسم ریختہ میں کہنے لگی۔ کیا تمہیں بتایا ہے کہ انہوں نے خاص فوٹمین کی جگہ مقرر کیا ہے؟ کریچن نے ادب سے جھک کر اثبات میں جواب دیا۔

"مجھے امید ہے تم اس گھر میں آرام و آسائش سے رہو گے" خاتون نے کہا۔ اور ایک آہ سی کھینچ کر وہ آگے کی طرف چلنے لگی۔

رات کھانا کھانے کے بعد کریچن تفریح کی غرض سے لائبریری میں چلا گیا۔ جہاں اس نے مختلف کتابوں کی خوشنما جلدوں کو دیکھتے ہوئے ایک پرزہ کاغذ پر بعض کے نام لکھے کہ فرصت میں ایک ایک کر کے ان کا مطالعہ کروں گا۔ ایسا کرتے ہوئے اس نے ایک کتاب کو اٹھایا۔ تو کاغذ کا ایک ٹکڑا کتاب سے نکل کر فرش زمین پر گر گیا۔ کریچن نے اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کسی پرانے اخبار کا کٹا ہوا کالم ہے۔ ہر چند کاغذ اثرات زمانہ سے میلا ہو گیا تھا۔ تاہم چھاپے کے حروف صاف پڑھے جاتے تھے۔ اور بالائی حصہ پر چھپی ہوئی تاریخ ظاہر کرتی تھی کہ جس اخبار سے یہ کاٹا گیا وہ کوئی ۱۰ سال پیشتر چھپا تھا۔ کریچن اس کاغذ کو پھر وہیں رکھنا چاہتا تھا۔ کہ ناگاہ اس کی نظر مارچ مونٹ کے نام پر جا پڑی۔ اور اب جو اس نے استعجاب کی راہ سے اس کا مضمون پڑھا۔ تو معلوم ہوا کہ اس میں کسی سابق ڈیوک آف مارچ مونٹ کے قتل پر انفرمرگ کی رپورٹ درج ہے۔ اس واقعہ نے کریچن کے لئے اور بھی دلچسپی کا سامان پیدا کیا۔ اور چونکہ اب وہ اسی خاندان کی ملازمت میں آ چکا تھا جس کے ایک فرد خاص کی موت کا حال اس کاغذ میں درج تھا۔ اس لئے وہ ساری تفصیل کو اور بھی توجہ سے پڑھنے کے لئے بیٹھ گیا۔ اور اس طرح پر اول مرتبہ ان واقعات سے خبردار ہوا جن کا ذکر اس قصہ کے آغاز میں ہو چکا ہے۔ اس مضمون کے مطالعہ سے اس کو معلوم ہوا کہ موجودہ ڈیوک نے مارچ مونٹ کی نوابی اپنے مقتول چچا کے بعد حاصل کی تھی۔ نیز یہ کہ قتل کا جرم موجودہ ڈیوک کے چھوٹے بھائی آنریبل مسٹر برٹرام ووین کے خلاف ناقابل تردید شہادت قرائن کی بنا پر ثابت سمجھا گیا۔ اور اس شہادت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتول ڈیوک کی بی بی اور برٹرام ووین مذکور میں ناجائز تعلق تھا۔ ان واقعات کو اس رنگین تفصیل کے ساتھ جس سے اخبارات کے ایڈیٹر عموماً کام لیا کرتے ہیں۔ پڑھ کر غریب کریچن سر سے پاؤں تک کانپ گیا۔

کاغذ کو دوبارہ اس کی جگہ رکھ کر اس نے کتاب کو الماری میں کھڑا کر دیا۔ اور ایک طرف

بیٹھ کر ان حالات پر جو اس نے پڑھے تھے غور کرنے لگا۔ خیال آیا موجودہ ڈیوک کتنے دنوں میں کہ
ناقابلِ تردید شہادت کی موجودگی میں بھی بھائی کے جرم پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں کی۔ کیونکہ جیسا
ناظرین کو معلوم ہے، ہیو موجودہ ڈیوک آف مارچ مونٹ نے اخرنگ کی عدالت میں ایسی
کوشش کی تھی اور انسپکٹر گرے نے اس کا ذکر اپنی رپورٹ میں کر دیا تھا
بہت دیر تک وہیں لائبریری میں ایک طرف بیٹھا ہوا کرسچن واقعہ
کی پراسرار نوعیت اور جرم کی اہمیت پر غور کرتا اور سوچتا رہا کہ آخر کار برٹرام اور ان کا ایک
ہوا اور وہ کہاں روپوش ہوئے۔ انہی تفکرات میں غنودگی سی طاری ہونے لگی۔ اس قسم کی
غنودگی جو بسا اوقات مطالعہ یا گہرے غور و فکر کی حالت میں انسان پر طاری ہوا کرتی ہے اور
جو اس وقت دماغ کی مصروفیت کا ایک حصہ معلوم ہوتی ہے۔ کرسچن اگر مطالعہ میں مشغول ہوتا
تو وہ اس حالت کو رفع کرنے کی کوشش کرتا۔ مگر چونکہ گدے دار کرسی پر آرام سے پیچھے جھکا بیٹھا
تھا اور آنکھیں مشغول کار نہ تھیں۔ نیز اس لئے کہ دماغ واقعات خارجہ کے مشاہدہ کی بجائے حالات
معلومہ کی تحقیق میں لگا ہوا تھا۔ اس لئے غنودگی کا احساس نامعلوم طور پر ترقی کرتا گیا۔ اور کرسچن
کی طرف سے اسے رفع کرنے کی مطلق کوشش نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر میں اس غنودگی نے خواب گراں
کی صورت اختیار کی۔ اور وہ اسی جگہ کرسی پر بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ چونکہ ایک روز پہلے ملازمت
کی تلاش و حصول کے سلسلہ میں ذہنی اور جسمانی تکان لاحق ہوئی تھی۔ اس لئے آج دماغ کے
مراجعت اشتہارات کی بدولت بے محل نیند آنا باعث حیرت نہ تھا۔ مگر وجہ کچھ بھی ہو۔ یہ امر واقعہ ہے
کہ وہ لائبریری کی آرام کرسی پر بیٹھا بیٹھا سو گیا۔ اس وقت رات کے دس بجے کا عمل تھا۔
اسے معلوم نہیں اس حالت میں کب تک سویا کیا۔ بہرحال آنکھ کھلی تو انتہا درجہ تاریکی چھائی
ہوئی اور اندھیرے میں دو شخصوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ نیند کھلتے ہی
کرسچن کو پہلا احساس جسمانی سردی اور ذہنی خوف کا ہوا۔ چونکہ لیمپ اور آگ دونوں بجھ چکے تھے
اس لئے بدن کا ٹھٹھر جانا قدرتی تھا۔ اور خوف کا موجب تاریکی کے علاوہ یہ خیال تھا کہ
معلوم نہیں میں کہاں ہوں۔ مگر رفتہ رفتہ دماغ کی رہبری سے یاد آیا کس طرح میں بے خبری میں
ڈیوک کی لائبریری میں سو گیا تھا۔ اور اب جو اس نے غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ باتیں کرنے والوں
میں سے ایک خود ڈیوک آف مارچ مونٹ ہے۔
"تم کیسی فضول باتیں کرتے ہو!" ڈیوک کسی سے کہہ رہا تھا۔ "مرا آدمی کیا اندھیرے میں [illegible]

ہے۔ میں تاکید کر رہا ہوں کہ اس جگہ ہم دونوں کے سوا کوئی نہیں۔ فی الحقیقت کسی کا یہاں ہونا قطعاً
غیر ممکن ہے۔ کیونکہ آدھی رات کبھی کی ہو چکی اور سب آدمی محو خواب ہیں۔ فیبین ڈیوٹی میں ہے،
اس لئے وہ ہماری باتیں نہیں سن سکتا۔ اور اپنے خادم خاص کو میں ابھی ابھی تمہارے سامنے
سو جانے کا حکم دے چکا ہوں۔ مجھے تم سے فقط چند الفاظ کہنے ہیں۔ یہاں کہہ دیئے تو کیا کسی دوسری
جگہ کہے تو کیا۔"

"مائی لارڈ اندھیرے میں ڈرنا بزدلوں کا شیوہ ہے اور میں بزدل نہیں ہوں" کسی نے جواب
دیا جس کی آواز سے کرچن گوش آشنا نہ تھا۔ "تاہم اسے تو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ کسی کو زبردستی
گھسیٹ کر اندھیری کوٹھڑی میں لے جانا۔ پھر دروازہ بند کر کے اس سے کہنا مجھے تم سے ایک اہم
معاملہ پر گفتگو کرنی ہے۔ کیا یہ عجیب اور حیرت خیز طرزِ عمل نہیں ہے؟..."

ڈیوک آف مارچ مونٹ نے ایک زوردار قہقہہ سے فقرہ منقطع کر کے جواب کہا "سٹینھوپ
ایسا بھی کیا اضطراب! جو آدمی ڈیل لڑنے کو آمادہ ہو سکتا ہے۔ وہ کیا تھوڑی دیر اندھیرے
میں کھڑا نہیں رہ سکتا؟"

"میں عرض کرتا ہوں مجھے اندھیرے میں کھڑا ہونے سے مفر نہیں ہے" دوسرے شخص نے
جو بظاہر مسٹر سٹینھوپ تھا کہا "پھر بھی..."

"پھر بھی تم اسے پسند نہیں کرتے۔ کیوں؟" اور یہ کہتے ہوئے ڈیوک نے پھر ایک بلند قہقہہ
لگایا۔ مگر یہ ہنسی قدرتی نہیں معلوم ہوتی تھی اور اضطراری تھی۔

"غور کیجئے۔ آپ کا طرزِ عمل کتنا عجیب اور پر اسرار ہے" مسٹر سٹینھوپ نے کہا "پہلے آپ نے
ایک تار دے کر مجھ کو بلایا تھا۔ اس کے بعد مجھے اس طرف لائے۔ ایسے حالات میں..."

"سنو اس میں گھبرانے کی بات نہیں۔" ڈیوک نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں نے پہلا جو دروازہ کھولا
وہ نیچے کمرہ کا تھا۔ جہاں نوکر لوگ ان موقعوں پر کہ رات کو مجھے دیر سے آنا ہو۔ روشنی کے علاوہ
شراب اور خاصا ناشتہ وغیرہ رکھ چھوڑتے ہیں۔ مگر جیسا تمہیں معلوم ہے۔ آج وہاں لیمپ روشن تھا
چونکہ بعض اوقات اس کمرہ کی بجائے وہ لوگ روشنی اور ماکول و مشروب کی چیزیں یہاں لائبریری میں رکھ
جاتے ہیں۔ اس لئے میں تمہیں وہاں سے اس جگہ لے آیا۔ سوء اتفاق سے آج یہاں بھی روشنی کا انتظام
نہیں ہے۔ اور چونکہ ہماری گفتگو کے لئے روشنی یا اندھیرے کی شرط نہیں۔ اس لئے میں نے سمجھا
لاؤ یہیں کہہ دوں۔ فی الحقیقت مجھے تم سے ایک نہایت اہم معاملہ کا ذکر کرنا ہے۔ یہ

ڈکنک نشست میں بھی ہو سکتا تھا۔ مگر خیال آیا شاید میرا خادم ابھی تک سویا ہوا اور حفاظت کی قسم سکا ہے جو مجھے اس کے کانوں تک پہنچانا منظور نہیں۔"

"مگر کیا عجب اس جگہ بھی کوئی ہماری گفتگو سن لے۔" سٹینہوپ نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں اس کا امکان نہیں۔" ڈیوک نے جواب دیا۔ "کیونکہ اس کمرہ کے دروازوں پر جو بنر بانات جڑھی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ سے کوئی شخص دوسری طرف کھڑا ہو کر یہاں کی بات نہیں سُن سکتا۔ مگر اب کیا تم میرا بیان سننے کو ہمہ تن گوش ہو؟"

"فرمائیے میں پوری توجہ سے سُن رہا ہوں۔"

"اچھا تو پہلی بات یہ ہے کہ آج رات تم نے جوئے میں ۱۲ ہزار پونڈ ہارے ہیں جنہیں میں تم سے جب چاہوں وصول کر سکتا ہوں۔" ڈیوک آف مارچ مونٹ نے اس انداز استقلال سے کہا گویا وہ اس موقعہ کی بدولت حریف ثانی سے بہر بات بآسانی منوا سکتا تھا۔

"اور میں یہ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ میرے پاس ۱۲ ہزار پونڈ تو کیا۔ ۱۲ ہزار شلنگ بھی حاضر نہیں ہیں۔" سٹینہوپ نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔" ڈیوک نے کہا "جس کے معنی یہ ہیں کہ تم میرے اختیار میں ہو۔"

"تا آنکہ اگر آپ اس راز کو لوگوں پر ظاہر کرنا منظور کریں تو میرے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ پستول کی نالی منہ میں لیکر گھوڑا دبا دوں۔ یا پرسک ایسڈ کے چند قطرے پی کر روح کو اس طرح تن سے جدا کر دوں۔ جیسے بجلی کی چمک بادلوں سے غائب ہو جاتی ہے۔" یہ الفاظ کہتے ہوئے آنریبل مسٹر سٹینہوپ کا لہجہ سراسر اس شخص کا تھا۔ جو زندگی کو پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہ دیتا ہو۔

"اور میں کہہ چکا ہوں کہ تمہارے لئے ان پسندیدہ طریقوں میں سے کسی پر بھی عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔" ڈیوک نے جواب دیا۔ "بشرطیکہ ۔ ۔ ۔"

"آہ! بشرطیکہ ۔ ۔ ۔" سٹینہوپ نے جلدی سے کہا۔ "کم بخت ذرا سے لفظ میں اسرار معانی کی ساری دنیا چھپی ہوئی ہے۔ اب خدا معلوم آپ کی شرطیں کیا ہیں۔ بہرحال اگر وہ اس صاف وسادہ امر سے مختلف ہیں کہ میں رقم مطلوبہ کے لئے آپ کو ایک رقعہ لکھ دوں۔ تو کیا وہ ایسی ہی خوفناک ہیں کہ ان کا ذکر کرتے ہوئے آپ روشنی میں آنکھ سے آنکھ ملانا منظور نہیں کرتے؟ اور اسی لئے مجھے اس قبر نما تاریکی میں ساتھ لائے ہیں؟"

"سٹینہوپ! ایسی باتیں ہرگز نہ کرو جو کبھی اصول راستی و صداقت مستقیم سے منحرف نہ ہوا ہو"

ڈیوک نے مشفقانہ لہجہ میں کہا۔ "ہم گذشتہ دو ڈھائی ماہ سے ایک دوسرے کے واقف ہیں۔ ہماری پہلی ملاقات مسٹر ڈویل ہی کے سلسلہ میں ہوئی تھی . . . ."

"جی ہاں - میں سمجھتا ہوں - فرمائیے -"

"اس دو ڈھائی ماہ کے عرصہ میں مجھے تمہارے کافی حالات معلوم ہو چکے ہیں - اور میں اتنا جان چکا ہوں . . ."

"خدا معلوم آپ میری ذات حقیر کی نسبت کیا کیا جان چکے ہیں"۔ مسٹر شیفرڈ نے مسکرا کر کہا۔ "بہرحال اتنا ضرور۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں عادی قمار باز ہوں - اور اپنی بے شمار دولت اسی علت میں برباد کر چکا ہوں . . . اُف ! اس واقعہ کی یاد سے خود اپنی پشیمانی کن ہے کہ بار بار جی میں آتی ہے آئندہ کے لئے تاش اور پانسے کو حرام سمجھنا شروع کر دوں - مگر عادت کی تحریص زبردست ہے - پھر اس کے علاوہ یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ خوش عیشی اور راحت طلبی میری فطرت کے جوہر ہیں - سوسائٹی میں مجھے ایک درجہ خاص حاصل ہے جسے میں کسی حال میں کھونا نہیں چاہتا - اور جس وقت مجھے اپنی آبرو میں فرق آتا نظر آیا - جان پر کھیل جانا میرے لئے معمولی بات ہوگی - یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہیں اور یہ بھی کہ میری بین چار گھنٹہ کی مسلسل بدنصیبی نے مجھے آپ کے رحم پر ڈال دیا ہے - اب میری عادت اور موجودہ تباہ حالی کو پیش نظر رکھ کر آپ مجھے کسی خاص کام کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں - کیوں یہی آپ کا مطلب ہے کیا ؟"

"بالکل یہی" ڈیوک آف مارچ مونٹ نے جواب دیا۔

"پھر اتنے الٹ پھیر کی کیا حاجت تھی ؟" مسٹر شیفرڈ نے قدرے تلخ لہجہ میں کہا۔ "یہی بات لیمپ کی روشنی میں شراب کا گلاس سامنے رکھ کر بہتر طرح بھی کہہ سکتے تھے -"

"میرا یہ خیال نہیں" ڈیوک نے کہا۔ "یہ مشورہ تاریکی میں ہی خوب ہو سکتا تھا - اور اسے تاریکی میں ہی کیا جانے گا - رہ گئی شراب - وہ کچھ ایسی متاع نہیں کہ تم اس کا ذکر اس قدر حقارت سے کرتے ہو - معاملہ سنو پھر میں تفصیل کرنے سے پہلے ہر طرح تمہاری تسکین کر دوں گا . . . "

"اچھا تو سنئے - یہ بات میں مختصر طریق میں صاف صاف عرض کر دیتا ہوں کہ ساری دنیا کا کوئی کام ایسا نہیں جس کی انجام دہی سے میں قاصر ہوں یا مجھے اس میں تامل ہو - بعض ایسے بھی جن میں شخص کو کسی ہی نوع بیت نجات نظر آتی ہو اور وہ اسی کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں - اگر پیشہ کا منتقل ہو جانے کا خطرہ ہے - جو دوسروں کی خاطر نہیں کرتا - مگر جیسے میرا مطلب محض ہے ؟

کی طرح زندہ رہنا نہیں۔ انسان گرچہ تو اسی ٹھاٹ سے جو کبھی اس کو حاصل تھا۔ یعنی اس شان سے کہ جیبیں زر و سیم سے پر ہوں عیش اس کا بندہ اور آرام اس کا غلام ہو۔ اوقات اسی طلب و راحت میں بسر ہوں جس کا وہ عادی تھا۔۔۔"

"یہ سب کچھ میں دوں گا۔" مارچ مونٹ نے قطع کلام کر کے کہا۔ فی الحقیقت وہ کام جو میں تمہارے لئے تجویز کیا چاہتا ہوں۔ اس قسم کا ہے کہ تمہاری شان امارت اور ترقی کرے گی۔ رضامندی کی صورت میں تمہیں مجھ سے قریبی تعلقات رکھنے ہوں گے۔ تم ہر روز میرے ہاں آؤ گے۔ ہفتہ میں تین چار بار میرے ساتھ شریک طعام ہوا کرو گے۔ اور ان موقعوں پر میں بھی گھر پر کھانا کھایا کروں گا۔ سہ پہر کو تم نے کمرہ نشست میں ڈچس سے ملکر اختلاط پیدا کرنا۔ جہاں تک ممکن ہو بے تکلفی سے پیش آنا۔ کبھی ناٹک دیکھنے گئی ہو تو اس کے بکس میں چلے جانا۔۔"

"ارے! تو کیا یہی وہ کام ہے جو آپ مجھ سے لینا چاہتے ہیں؟" سٹینہوپ نے انداز حیرت سے پوچھا۔ "اور کیوں بھلا ان سے آپ کا مطلب کیا ہے؟"

"مطلب جو کچھ ہے آپ ہی واضح ہو جائے گا۔" ڈیوک نے جواب دیا۔ "بہرحال تم ۱۲ ہزار پونڈ کے لئے میرے مقروض ہو۔ اگر میں وہ ۱۲ ہزار معاف کرنے کے علاوہ اتنی ہی رقم اور تمہارے حوالہ کر دوں اور کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہو۔۔"

"تو یقیناً کوئی بہت ہی بڑی خدمت ہو گی۔ جو آپ مجھ سے لینا چاہتے ہیں۔" سٹینہوپ نے سنجیدگی سے کہا۔

"اس میں کیا شک ہے۔" ڈیوک نے جواب دیا۔ "مگر تمہارے لئے اس میں کوئی امر دقت طلب نہیں۔ تمہیں ضمیر کی ملامت نہ سہنی ہو گی۔ تمہیں کسی خطرہ کا سامنا بھی نہ ہو گا۔ البتہ اس سے تمہاری شہرت و ناموری میں اضافہ ہو گا۔ سوسائٹی میں ہر شخص تمہارا فکر کیا کرے گا۔۔"

"مگر میں اب تک آپ کی تجویز کو نہیں سمجھا۔" سٹینہوپ نے کہا۔ "میرے لئے آپ کے معانی ایسے ہی تاریک ہیں جس قدر یہ کمرہ جس میں ہم کھڑے ہیں۔ کیا آپ معاملہ کو واضح نہیں کر سکتے؟ یہ گول گول طریقہ جو آپ نے اختیار کیا ہے۔ مجھکو پریشان کرتا ہے۔۔"

"سنو میں اس معاملہ کو مختصر لفظوں میں بیان کرتا ہوں۔" ڈیوک نے کہا۔ "جیسا میں نے پیشتر کہا تمہارا پہلا کام مجھ سے گہرے دوستانہ تعلقات اور ڈچس سے بے تکلفی پیدا کرنا ہو گا۔ تم نے اکثر میرے ہاں آنا۔ ڈچس سے میل جول رکھنا۔ پھر رفتہ رفتہ اس اختلاط کو ایسی ترقی دینا کہ ہر شخص کے منہ پر تمہارا

ہی نوکر ہو۔ اس عرصہ میں میں واقعات پیش آمدہ سے قطعی بے خبری ظاہر کروں گا۔ اور اگر دنیا مجھے اندھا سمجھے گی۔ تو اس کی بھی پروا نہ کروں گا۔ لیکن آخر کار ایک روز میں اس طرح اظہار حیرت کروں گا گویا اس وقت ہول مرتبہ میری آنکھیں کھلی ہیں۔ کوئی واقعہ اس قسم کا پیش آئے گا جس سے میرے دل میں شبہات پیدا ہوں گے۔ مثلاً کوئی خط جو تم نے ڈچس کے نام لکھا ہو۔ اور جس میں اظہار عشق کیا گیا ہو۔ وہ کسی طرح میرے ہاتھ آ جائے گا۔ اور اس خط کا مضمون اس قسم کا ہوگا کہ تم دونوں کے تعلقات باہمی کی مجرمانہ نوعیت قطعاً پوشیدہ نہ رہے گی۔ . .“

”مگر یہ جو کچھ آپ نے فرمایا۔ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ خود ڈچس کو بھی مجھ سے کشش ہو“ سٹینہوپ نے کہا۔ ”بالفرض وہ ابتدا سے ہی اظہار نفرت کرنے لگیں . . . ؟“

”اور یقین جانو کہ وہ نفرت ہی ظاہر کرے گی“ ڈیوک نے انداز سکون سے کہا۔ ”مگر بلا سے اس کا طرز عمل کچھ ہو۔ تم نے برابر یہاں آیا کرنا۔ اور اس کے بعد چند ماہ کے عرصہ میں اس کے نام ایک خط لکھنا جس کا مضمون اس قسم کا ہو۔ جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ اس خط کو کسی ذریعہ سے حاصل کر کے میں اس شوہر کا پارٹ ادا کروں گا جس کی بی بی نے اس کی عزت کو خاک میں ملایا ہو۔ اس کے بعد معمولی فوجداری مقدمہ ہوگا۔ جس پر تمہیں اس وجہ سے کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا کہ تم سے کوئی مچلکہ نہ لیا جائے گا۔ بہرحال میں اس سلسلہ میں ڈچس کو طلاق دے سکوں گا۔ تم اچھی طرح دیکھ سکتے ہو کہ کام ایسا بہت مشکل نہیں ہے۔ اور جب اس کی انجام دہی کے لئے ۴۲ ہزار پونڈ ساتھ ملتے ہوں تو اسے کرنے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے ؟ علاوہ بریں اس شہرت کا خیال کرو جو ایک ڈچس سے عشق رکھنے کی وجہ سے تم کو حاصل ہوگی۔ میں جانتا ہوں یہ شہرت ہی قیمت میں اس ساری دولت سے زیادہ ہوگی۔ جو تم جوئے میں ہار چکے ہو۔ فیشن کی دنیا تمہیں اپنے آسمان کا سب سے روشن ستارہ قرار دے گی۔ حسین و جمیل عورتیں تمہاری دید کو ترسا کریں گی۔ اور جس وقت سوشل جلسوں میں امیر زادیاں تمہیں پنکھے کی نوک سے چھیڑ کر مسکراتی ہوئی کہیں گی ”کتنا شریر تھا!“ اور تم ہنس کر ان کی طرف دیکھو گے تو کیا مرد رشک و حسد سے جل کر کباب نہ ہوا کریں گے ؟“

”حضرت اس مذاق کو چھوڑیئے“ سٹینہوپ نے یکایک کسی قدر سخت لہجہ میں کہا۔ ”مانا کہ میں اس وقت آپ کے اختیار میں ہوں۔ مگر اس سے کب لازم آتا ہے کہ آپ میری بدقسمتی کو سامان تضحیک بنائیں؟ یقیناً جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ ایک سنجیدہ مذاق کے سوا کچھ نہیں ہے . .“

"حالانکہ میں ہر ایک لفظ پوری سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں" ڈیوک آف مارچ مونٹ نے جواب دیا "لیکن مائی لارڈ یہ عجیب قسم کی سنجیدگی ہے۔ بہرحال میں اس وقت تک آپ کی باتوں کو قابل یقین نہ سمجھوں گا جب تک آپ ان کے حق میں کوئی اطمینان بخش ثبوت پیش نہ کریں۔ سب سے اول اسی کا کیونکر یقین ہو کہ یہ کوئی ناقابل فہم سازش۔ کوئی گہری چال۔ کوئی نامعلوم دام فریب نہیں ہے جس میں آپ مجھے پھنسانا چاہتے ہیں۔ علاوہ بریں یہ تاریک کمرہ . . ."

"تو یہ ہے! اس تاریک کمرہ کا ظن کسی طرح تمہارے ذہن سے خارج نہ ہوگا" ڈیوک نے بے صبری سے کہا۔ "وہ گیا ثبوت کا تقاضا۔ اس میں شک نہیں کہ میں کوئی خاص اور واضح ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ مگر ذرا غور سے کام لو تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ حالات بجائے خود کافی ثبوت مہیا کر سکتے ہیں یہ بیوی یعنی جس سے شادی کئے مجھکو پندرہ سال ہو گئے۔ مگر اب تک اس کے بطن سے ریاست اور جائداد کا وارث پیدا نہ ہوا۔ سوچو کیا ایسی شاندار امارت اتنی لاانتہا دولت اور ایسے قابل فخر لقب نوابی کو جو مجھے حاصل ہے۔ لاوارث چھوڑا جا سکتا ہے؟ شب و روز میں اسی غم میں گھلتا ہوں کہ میرے بعد اس شان و تجمل کا مالک کون ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ سوچ کر مجھے کسی حال میں خوشی نہیں ہو سکتی۔ کہ میرے انتقال پر کوئی دور افتادہ رشتہ دار۔ کوئی ایسا قرابتی جس کی شخصیت کا بھی مجھے علم نہیں ہے۔ اس دولت و جائداد پر قابض ہونے کے لئے کہیں سے نکل آئے گا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ لقب مارچ مونٹ کا آئندہ وارث کون ہو۔ کیا عجب کوئی گمنام فقیرزادہ نے طبقات کے قعر ذلت سے نکلکر دعوئے جانشینی پیش کرے۔ کیونکہ اکثر امیر گھرانوں میں اس کی مثالیں بارہا بیشتر دیکھی جا چکی ہیں۔ مگر کیا یہ خیال کسی طرح میرے لئے باعث اطمینان ہو سکتا ہے کہ کوئی حقیر و رذیل شخص جس سے مجھے زندگی میں چھونا بھی منظور نہ ہوتا۔ میرے بعد مارچ مونٹ کا نواب کہلائے اور ان شاندار محلات کا مالک بنے جنہیں میں نے شب و روز کی مسلسل کوشش اور جانکاہی سے آراستہ کیا ہے؟ کہو سٹینہوپ کیا ایسی عورت کو طلاق دینے کا ذریعہ تلاش کرنے میں جس سے تولید کی امید قطعاً منقطع ہو چکی ہے۔ میں حق بجانب نہیں ہوں؟ کیا میری تجاویز کی اہمیت اور درستی کا اس بیان سے زیادہ کوئی ثبوت درکار ہے؟"

ایک منٹ سے زیادہ عرصہ تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد مسٹر سٹینہوپ نے آہستہ سے کہا۔ "بے شک اب مجھے آپ کی بات کا یقین آیا۔"

"شکر ہے کہ جلد یا بدیر آیا تو سہی" ڈیوک نے کہا۔

"جہاں تک وارث کے سوال کا تعلق ہے رہیں آپ کے بیان کی اہمیت کا قائل ہوں" سٹینہوپ نے کہا۔ "پھر بھی وہ سخت تدابیر جنہیں آپ اختیار کرنا چاہتے ہیں ..."

"ان کی سختی یا نرمی کا تعلق میری ذات سے ہے۔" ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔ "تمہارا کام فقط اس سوال کا جواب دینا ہے۔ کہ کیا تم ان پر عمل کر کے انہیں پایہ تکمیل کو پہنچانا منظور کرتے ہو؟ مدعا فقط ان کی تکمیل ہے۔ خواہ یہ اس طریق پر ہو جو میں نے بیان کیا ہے۔ خواہ قدرے ترمیم کے ساتھ۔"

"خیر تو میں آپ کے سوال کا جواب اثبات میں دیتا ہوں۔" سٹینہوپ نے کہا۔ "ضروریات سے مجبور ہو کر میرے لئے ان پر کار بند ہونے کے سوا چارہ کار نہیں۔"

"پھر معاملہ ختم ہے۔" ڈیوک نے کہا۔ "ہال میں لیمپ جل رہا ہے۔ اور یہاں سے ہم دونو کھانا کھانے کے کمرہ میں چلتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت آگ کا انتظام مشکل ہے ..."

"اور اس کی ضرورت بھی نہیں۔" سٹینہوپ نے جلدی سے کہا۔ "میرا خون ابھی تک بازی کے جوش سے گرم ہے۔ اس لئے اگر شراب مل جائے تو آگ کی حاجت نہیں۔"

"چلو میں شراب حاضر کرتا ہوں۔"

اتنی گفتگو کے بعد کرسچن کو لائبریری کا دوہرا دروازہ بند ہوتا سنائی دیا۔ دروازہ کے کھلنے اور بند ہونے کے درمیانی وقفہ میں ہال کی روشنی جو کسی قدر اندر آئی۔ تو اس میں دو شخصوں کی صورتیں صاف طور پر دکھائی دیں۔ دروازہ بند ہونے کے ساتھ ہی پھر اندھیرا ہو گیا۔

مگر واقعات کا سلسلہ جاری رکھنے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جتنا عرصہ یہ گفتگو ہوتی رہی کرسچن کیونکر چپ چاپ سنا کیا۔ در اصل جب وقت اس نے اول مرتبہ لائبریری میں دو شخصوں کو باتیں کرتے سنا۔ تو وہ کسی حد تک خوف زدہ ہو گیا تھا۔ اور خوف کا یہ احساس کچی نیند سے بیدار ہونے کی وجہ سے دفعتاً رفع نہ ہو سکا۔ جب اول بار اسکی آنکھ کھلی تو اندھیرے نیں ان آوازوں کو سُن کر اُسے یہی خیال پیدا ہوا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ کچھ تو اس گمان اور کچھ سردی اور خوف کے احساس نے اس کے جملہ قوا کو عارضی طور پر مسلوب کر دیا۔ لیکن آخر کار جب اسے پوری طرح ہوش آیا۔ تو اسے ڈیوک کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ آدھی رات سے زیادہ جا چکی ہے۔ اور گھر کے سب آدمی آرام کر رہے ہیں۔ اس سے معاً اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر ڈیوک کو معلوم ہو گیا میں نے پہلے ہی گھر میں بے قاعدگی شروع کر دی ہے۔ تو زجر و توبیخ کی نوبت آئے گی۔ بلکہ عجب نہیں ملازمت

ہی سے موقوف کر دیا جاؤں۔ اس خیال سے وہ بے حد سہمگین ہوا۔ حیران تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ اودہر وہ اس دبدھا میں حرکت کرنے یا زور سے سانس لینے کی بھی جرأت نہ کر سکتا تھا اودہر ڈیوک اور مسٹر سٹینہوپ میں گفتگو کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔ پھر جیسا ناظرین کو معلوم ہے گفتگو اس قسم کی تھی کہ ڈیوک کو اس کا کسی کے کان تک پہنچنا ہرگز منظور نہ تھا۔ پس اس وقت کرسپن کی حالت جیسی ناگوار تھی۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ معاملہ کی اہمیت سے خبردار ہوتے ہوتے گفتگو اس حد تک پہنچ گئی۔ کہ اب اس کے لئے اپنی موجودگی کا راز افشا کرنا خود اپنے حق میں کانٹے بونے کے برابر تھا۔ کیونکہ اس کے عذر کا ہرگز کسی کو یقین نہ آتا۔ اور ڈیوک کے دل میں ضرور یہ بدگمانی پیدا ہوتی۔ کہ وہ کسی فاسد نیت سے اس جگہ چھپا ہوا تھا۔ اس کی طرف سے یہ سوال پیدا ہونا قدرتی تھا کہ تم نے فوراً ہی اپنی موجودگی کیوں ظاہر نہ کی؟ ناچار وہ اس امید پر چپ چاپ اور بے حرکت بیٹھا رہا کہ یہ گفتگو جلد ختم ہو جائے گی۔ اور ڈیوک اور اس کا ساتھی اس کمرہ سے رخصت ہو کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے۔ مگر ایسا ہونے کی بجائے گفتگو کا سلسلہ وہیں جاری رہا۔ اور اس سے بتدریج ایسے حیرت خیز اور ہولناک اسرار کا اظہار ہوا کہ کرسپن کو اپنی موجودگی ظاہر کرنے کی قطعاً جرأت نہ ہو سکی۔ اس کی خوفناک دلچسپیوں نے ایسی ترقی کی کہ وہ بے خبری میں اسے اول سے آخر تک بغور سنتا رہا۔ غرض حالات کے ایک عجیب مجموعہ کے زیر اثر کچھ مجبوری اور کچھ معذوری سے اس نے ساری گفتگو سنی اور اس سے اتنا متاثر ہوا کہ ڈیوک اور سٹینہوپ کے چلے جانے پر بھی دیر تک آزادی سے سانس لینے کی جرأت نہ کر سکا۔

اور وہ گفتگو جو کرسپن نے اتفاقیہ طور پر لائبریری میں سنی۔ کتنی عجیب اور حیرت خیز تھی! کس قدر خوفناک سازش کا حال اتفاقاً سے معلوم ہوا۔ اور ملازمت کے پہلے ہی روز اس کے آقا کا چلن کس ہیبت بخش عریانی کے ساتھ ظاہر ہو گیا! قدرتی طور پر اسے خیال آیا کہ جو کچھ ہوا۔ ضرور اس میں قادر مطلق کا اپنا ہاتھ ہے۔ اسی نے مجھ کو ایسی خوفناک شیطنت سے خبردار کر کے مجھے اس کی تکمیل میں رخنہ انداز ہونے کا ذریعہ بنایا ہے!

ایک بار اس کے جی میں آئی کہ لائبریری سے نکل کر سیدھا کھانے کے کمرہ میں جاؤں اور دونو سازشیوں سے صاف صاف کہہ دوں کہ تمہاری ابلیسانہ چال کی مجھے خبر ہو گئی ہے۔ اور اس کے بعد یہاں سے رخصت ہو کر سب حال کسی مجسٹریٹ سے یا ڈنیس کے رشتہ داروں کو ڈھونڈھ کر ان سے کہہ دوں۔ یہ خیال اس مضبوطی سے اس کے ذہن نشین ہوا۔ کہ وہ اس پر عمل کرنے کو آمادہ بھی ہو گیا

مگر فوراً ہی ایک اور اندیشہ پیدا ہوا جسکے زیر اثر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر پھر وہیں بیٹھ گیا۔ اندیشہ یہ تھا۔ کہ اگر میں نے اس تجویز پر عمل کیا۔ تو کیا اس میں کامیابی ہوگی؟ کیا میری بات کا کسی کو یقین آجائے گا؟ اور کیا ڈیوک اور سٹیفہپ دونو یہ کہہ کر اس بیان کی سختی سے تردید نہ کر دیں گے کہ یہ ایک مجذوب نوجوان کی بڑ یا فتنہ پرداز ملازم کی غرضمندانہ چال ہے؟ صاف ظاہر تھا۔ کہ اس صورت میں دنیا اس کی بات پر ان دو شخصوں کے بیان کو ترجیح دے گی۔ جنہیں سوسائٹی میں بلند مرتبہ حاصل ہے۔ سب لوگ یہی کہیں گے کہ جو کچھ یہ کہتا ہے وہ محض اس شخص کو بدنام کرنے کے لئے ہے۔ جس نے پچھلے دنوں اس کی بہن کو چھیڑا تھا۔ ان خیالات کے زیر اثر وہ پھر رُک گیا۔ اور اس نے سوچنا شروع کیا۔ کہ یہ نہیں تو اور کیا کرنا چاہیئے؟ سخت پریشانی کی حالت میں تھا۔ جذبات کا ہیجان سکون و اطمینان سے کوئی بات سوچنے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اسی اضطراب میں لائبریری سے نکلا۔ اور اندھیرے میں رستہ ٹٹولتا عقبی زینہ تک گیا۔ وہاں سے وہ چپ چاپ گربہ قدم چلکر اپنے کمرہ میں جا پہنچا۔

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جس وقت سب لوگ سو گئے تو مسٹر اور مسز کیملوٹ کو خیال ہوا کہ کرسچن بھی اپنے کمرہ میں چلا گیا ہے۔ اس کا نہیں گمان تک نہ ہوا کہ روشنی اور آگ بجھ جانے کے بعد بھی وہ لائبریری میں ہی سوتا رہا ہے!

باب ۲۲۔

دُبدھا

چند گھنٹوں کی بے چین نیند کے بعد کرسچن بیدار ہوا تو موسم سرما کی صبح تاریک اور دھندلی تھی۔ فوراً چارپائی سے اُٹھنے کی بجا اس نے لیٹے لیٹے اپنے خیالات پریشان کو مجتمع کیا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ جو کچھ اس وقت ذہن پر حاوی ہے۔ وہ امر واقعہ ہے یا کسی خواب متوحش کی یاد کا اثر۔ مگر تھوڑی فکر سے معلوم ہو گیا کہ شب گذشتہ کے واقعات خیالی نہیں اصلی تھے اس لئے انسداد کے طور پر جو کچھ کرنا ہو اسے بہت جلد کرنا چاہیئے۔

متعدد وجوہ سے جن کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے۔ اور جو بات ہی اس کے ذہن میں پیدا ہوئی تھیں۔ اس کے لئے حالات پیش آمدہ کو الم نشرح کرنا غیر ممکن تھا۔ مگر دوسری طرف

یہ خیال بھی رہ رہ کر دل میں چٹکیاں لیتا تھا۔ کہ ایک ایسے سیاہ کار، اور بد باطن شخص کی ملازمت میں رہنا جیسا کہ ڈیوک ہے۔ قابل برداشت نہیں۔ اس کے ساتھ ہی اگر فوراً ملازمت ترک کی جائے تو ڈچس کو دام تزویر سے بچانے اور اس کی تباہی کی سازش کو آغاز ہی میں کچلنے کا واحد ذریعہ ہاتھ سے نکلا جاتا تھا۔ پس سارے حالات پر غور کر کے وہ آخر کار اسی نتیجہ تک پہنچا کہ خواہ کچھ ہو سردست مجھے اسی جگہ رہ کر واقعات کی رفتار کا مشاہدہ کرنا چاہیئے۔ ایک بار پھر یہ خیال اس کے ذہن میں تازہ ہوا کہ خدا نے ہی اپنی حکمت کاملہ سے مجھے اس ناپاک سازش کی ناکامی کا ذریعہ بنانا پسند کیا ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ ایک بے گناہ خاتون کی حفاظت اور اس کے دشمنوں کی تباہی کے فرض کو اپنے اوپر لیکر اس مطلب کے لئے تاحد امکان کوشش کروں۔ پھر کیا ڈچس سے اس کا ذکر کر دیا جائے؟ نہیں۔ یہ غیر ممکن ہے کہ وہ میری بات پر یقین کریں۔ اگر مجھے اس گھر میں رہتے کئی سال۔ کم از کم کئی ماہ ہو گئے ہوتے تو اور بات تھی۔ لیکن میں ان کے لئے سراسر اجنبی۔ ان سے میری پہچان ایک لمحہ کی۔ اس گھر میں میرا عرصہ ملازمت قلیل۔ پس میری زبانی اپنے شوہر کے خلاف کوئی بات سن کر وہ میرے ہی خلاف بدگمان ہوں گی۔ انہیں اپنی سچائی کا یقین دلانے کی کوشش دیوانگی کے برابر ہوگی۔ ایسے حالات میں بہتر یہی ہے کہ چپ رہ کر واقعات کی رفتار دیکھی جائے۔ اور معاملات جو صورت اختیار کریں۔ اس کے مطابق عمل ہو۔

لیکن اب اس کے دل میں ایک اور سوال یہ پیدا ہوا کہ میں ڈیوک کے روبرو سکون و ادب کا انداز کیونکر قائم رکھوں گا؟ جس شخص کو میں خوب جانتا ہوں کہ سیاہ کار مجرم ہے جس کے لئے میرے دل میں ذراسی عزت بھی نہیں ہے۔ اس کے سامنے سر تعظیم خم کرنا کس طرح ممکن ہوگا؟ کرسچن کو ریا سے نفرت تھی۔ گندم نما جو فروشی اسے ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ اس کے اصول راست اور اخلاق بلند تھے۔ صدق و ایمان کے جادہ مستقیم پر چلنا اس کا معیار ذہنی تھا۔ عادات حسنہ کے اعتبار سے مردوں میں اسکی ذات ویسی ہی قابل فخر تھی جیسی عورتوں میں اسکی بہن کی۔ ان حالات میں اس کے لئے مارچ مونٹ ہوس میں رہنے کی صورت یہی ہو سکتی تھی۔ کہ باطن کو ظاہر کے پردہ میں چھپاتا نمائش سے کام لیتا۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ سے اس طرح پیش آتا۔ گویا اس کے خلاف اسے کوئی برائی معلوم نہیں۔ صورت سے اطمینان و قناعت اور چہرہ سے امتنان و مسرت کا اظہار کرتا۔ مختصر یہ کہ ایسی دورخی چلتا جس سے باطناً اسے سخت نفرت اور کراہت تھی۔ اپنی کامل راست شعاری سے مجبور ہو کر کرسچن ایشٹن ضرورت کے سامنے جھکنا نہیں جانتا تھا۔ پھر کنٹی ڈچس

کی بہتری کی خاطر اس نے ایسا کرنا منظور کیا۔ ایک بے گناہ خاتون کو ان ابلیسانہ چالوں سے محفوظ کرنے کے لئے جو اسکی بربادی کے لئے اختراع کی گئی تھیں۔ اس نے راستی اور ایمان کو بھی قربان کرنا منظور کیا۔ کیونکہ بے غرضانہ بھلائی کا درجہ ہر بات سے افضل سمجھا گیا ہے۔

دس بجے کے قریب وہ ڈیوک سے لائبریری میں ملا۔ جس نے اسے صبح کی ڈاک کے خطوں کا جواب لکھنے کا حکم دیا۔ یہ خط زیادہ تر کاروباری حیثیت کے تھے۔ بعض ڈیوک کی ریاستی املاک کے منتظمین کی طرف سے تھے۔ بعض مزارعین کی جانب سے جن میں پٹہ کی تجدید یا بقایا لگان کی معافی کی درخواستیں تھیں۔ کچھ خطوط دیہاتی شرفا کے لکھے ہوئے بھی تھے جن میں انہوں نے اپنے بیٹوں یا رشتہ داروں کو سرکاری ملازمت دلانے کے لئے ڈیوک سے سفارش کی استدعا کی تھی۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ ڈیوک نے ان میں سے اکثر کی پشت پر جواب کا خلاصہ لکھ دیا تھا۔ جسے کرسچن نے خط کی صورت میں تحریر کیا۔ ہر ایک خط لکھ کر وہ ساتھ کا ساتھ ڈیوک کو دیتا جاتا تھا۔ جو بظاہر اپنے خاص نویس کے کام سے ہر طرح مطمئن تھا۔ اسی طرح دو گھنٹے گذر گئے۔ اتنے میں دوپہر ہو گئی۔ اور اس وقت ایک خادم چاندی کے بہت بڑے اور نہایت خوشنما قاب پر ایک ملاقاتی کارڈ رکھ کر لایا۔

"کون۔ مسٹر ہائیڈ!" ڈیوک نے کارڈ کو سرسری دیکھ کر کہا۔ "آنے دو۔ میں نے کل ہی اسے طلب کیا تھا۔"

نوکر چلا گیا۔ اور کرسچن بھی اس خیال سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہ میرا کام ختم ہوا اور اب شاید حاضری کی ضرورت نہیں۔ مگر ڈیوک نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جانے کی حاجت نہیں۔ میں چاہتا ہوں تم اس ملاقات میں حاضر رہو کہ مسٹر ہائیڈ کے جانے پر اس گفتگو کی یادداشت لکھ سکو۔ یہ شخص عجیب قماش کا ہے۔ گھڑی میں ماشہ۔ گھڑی میں تولہ اور میں اسے اپنے وعدوں کا پابند بنانا چاہتا ہوں۔ جس کے بغیر میں کبھی اسے اپنے حلقہ کی قائمقامی نہ دوں گا۔" ذرا رک کر اس نے کہا۔ "یہ شخص مسٹر ہائیڈ پارلیمنٹ کا ممبر ہے۔"

اس وقت دروازہ کھلا اور نوکر نے بلند آواز سے ملاقاتی کی آمد کی اطلاع دی۔ نو وارد مسٹر فنڈک فنیکن ہائیڈ ممبر پارلیمنٹ علاقہ ووین ڈیل قریباً ۴۰ سال عمر کا متوسط القامت۔ لاغر اندام شخص تھا۔ جس کی نگاہ اور تقریر سے تصنع اور اطوار و آداب سے تملق ظاہر ہوتا تھا۔ لباس عمدہ گو نیلا کوٹ۔ پھولدار۔ ریشمی ویسکٹ۔ سیاہ پتلون اور پاؤں میں پیٹنٹ چمڑے کے بوٹ۔

گلے میں رومال نہایت خوش اسلوبی سے بندھا ہوا۔ ہاتھوں میں کڈلیدر دستانے۔ ایسے تنگ کہ مصافحہ کی امید میں دائیں ہاتھ کو ننگا کرتے وقت خاصی وقت پیش آئی۔ اور واسکٹ پر سونے کی زنجیر معلق تھی۔ کمرہ میں داخل ہو کر وہ تعظیم فنی بے تکلفی کے مشترکہ انداز سے ڈیوک کی طرف بڑھا۔ مگر حق یہ ہے کہ لباس کی ٹیپ ٹاپ۔ لمبے سیاہ بالوں کی آرائش اور گیسوؤں میں تیل لگا کر چمک پیدا کرنے کی کوشش کے باوجود یہ شخص خوش وضع یا قبول صورت نہ تھا۔ خوشامد و چاپلوسی کا اظہار اس کی صورت اور ہر ایک حرکت سے ہوتا تھا۔ صاف نظر آتا تھا۔ کہ وہ اس قماش کے لوگوں سے ہے جنہیں ان امرا اور رؤسا کی حاضری میں جن کی خدمت گذاری ان کا منصب ہو۔ دن کو رات کہنے سے بھی دریغ نہیں ہوتا۔ جو اپنی ہستی ناپاک کا مدار ایسے شخصوں کے منہ سے نکلی ہوئی سانس پر سمجھتے ہیں مگر اس ذلت و رسوائی کے باوجود اپنی غلامانہ حیثیت کو ایسی اکڑ فوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اجنبی ان کو نواب صاحب کا بے تکلف نہیں تو منہ لگا مصاحب ضرور سمجھنے لگتا ہے۔

لیکن اگرچہ فنوک فنیکن ہائیڈ جیسا بیان کیا گیا ہے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا کر ڈیوک کی طرف گیا۔ مگر امیر موصوف نے خیال تک نہیں کیا۔ اور سرد مہری سے ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے بیٹھنے کے لئے کہا۔ مسٹر ہائیڈ اس عجیب استقبال پر حیرت زدہ ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ برش کی ہوئی صاف ٹوپی اتار کر زانو پر رکھ لی۔ اور رکر و مصنوعی آواز سے کہنے لگا۔ "فرمائیے حضور کا مزاج عالی تو بخیر ہے؟ صحت ماشاء اللہ خوب ہے۔ بخدا آپ کا نیاز حاصل کر کے ایسی مسرت ہوئی کہ۔۔۔"

مگر ڈیوک نے ان تکلفات کے جواب میں سر کو بے صبری سے حرکت دی اور سرد مہری کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "مسٹر ہائیڈ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ چند باتیں دریافت طلب تھیں۔۔۔"

"میں سمجھا۔ حضور کا مدعا اس خادم کی زبانی یہ معلوم کرنا تھا کہ سیاسی دنیا کا کیا حال ہے۔ مگر۔۔۔" اور اس نے فقرہ کو نا تمام ہی چھوڑ کر سیمن کی طرف استفہامی نظر سے دیکھنا شروع کیا

"یہ نوجوان میرا خاص نویس ہے" ڈیوک نے مسٹر ہائیڈ کا مطلب سمجھ کر کہا۔ "اور اس کے سامنے گفتگو کرنے میں ہرج نہیں۔ علاوہ بریں جیسا تم دیکھ سکتے ہو۔ وہ خط لکھنے میں اتنا مصروف ہے کہ ہماری گفتگو کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔"

"بہت اچھا۔ بہت اچھا۔" مسٹر فنوک فنیکن ہائیڈ نے کہ سیمن کی طرف دیکھ کر لبوں پہ فیاضانہ تبسم پیدا کر کے کہا۔ "واقعی اگر حضور کو اعتراض نہیں تو میں اس پر حرف گیری کرنے والا کون ہوں ... ہاں تو کل صبح اخبارات آپ کے مطالعہ سے گذرے ہیں حضور نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ لوگ موجودہ

"، تصور فرمائیے
وزارت کی کیسی زوردار مخالفت کر رہے ہیں۔ بخدا مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے . . . ظاہری
تب مجھے معلوم ہے۔" ڈیوک نے سخت اور معنی خیز لہجہ میں کہا "اور میں چاہتا ہوں کہ دارالعوام
کے بعض اراکین بجائے خود اس مخالفت میں کوتاہی نہ کریں۔ کیوں مسٹر ہائیڈ کیا یہ صحیح ہے کہ چند دن
پیشتر تم نے ووین ڈیل کے جلسہ انتخاب کنندگان میں ایک تقریر کی تھی؟"

"جی ہاں صحیح ہے۔" مسٹر ہائیڈ نے تسلیم کیا۔ "اس موقعہ پر حلقہ مذکور کے آزاد و خود مختار انتخاب
کنندگان نے آپ کے خادم کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد کیا تھا۔ گو اس کا بہت افسوس ہوا کہ
حضور نے کرسی صدارت کو زینت نہ بخشی۔ مگر یقین فرمائیے حاضرین جلسہ میں حیرت خیز جوش
تھا۔ بخدا حیرت خیز" اور یہ کہتے ہوئے مسٹر فنوک فنیکن ہائیڈ نے بلا اطمینان سے آہستہ آہستہ
اپنے چکدار گلچھڑوں پر ہاتھ پھیرا۔ گو اس موقعہ پر کوئی شخص نظر غور سے دیکھتا تو اسے معلوم ہو جاتا
کہ وہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کے سامنے اسی حالت اضطراب میں بیٹھا ہے جیسے استاد کسی طالب علم
کو سرزنش کے لئے بلائے اور وہ پٹنے کے خوف سے ہراساں ہو۔

"مسٹر ہائیڈ مجھے معلوم ہے کہ تم ووین ڈیل کے ایک جلسہ عام میں شریک ہوئے جس میں اس
علاقہ کے ۲۰۹ ووٹروں میں سے راسخ الاعتقاد ٹوری جماعت کے ۱۴۵ آدمی موجود تھے۔" مارچ مونٹ
نے بدستور سخت لہجہ میں تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "قدرتی طور پر یہ جماعت اپنی رائے، ضمیر اور
خیالات کو میرے اشارہ پر چلانا فرض سمجھتی ہے۔ اس لئے کہ یہ علاقہ میری ملک ہے۔ اور کوئی
شخص جس پر مجھے اعتماد نہ ہو ایک دن کے لئے بھی ان کی قائمقامی نہیں کر سکتا۔"

"جی ہاں۔ بجا ارشاد ہوا" ممبر پارلیمنٹ نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ اس نے چہرہ
پر اس قسم کا اطمینان پیدا کرنے کی کوشش کی۔ گویا معلوم ہو وہ اس کنایہ کو اپنی طرف منسوب
نہیں کرتا۔ اور ڈیوک کو اس کی ذات پر حقیقتاً اسی قدر اعتماد ہے۔ جتنا ہونا چاہیئے۔

"اچھا تو اگر تم اس اصول کو تسلیم کرتے ہو۔" مارچ مونٹ نے سلسلہ بیان جاری رکھ کر کہا۔ "تو
شاید یہ معلوم کرنا تمہارے لئے باعث حیرت نہ ہوگا۔ کہ اگر تم نے اپنے طریق عمل میں مناسب اصلاح
نہ کی۔ تو آئندہ انتخاب میں ووین ڈیل کے متعلق اپنی قائمقامی کا خاتمہ سمجھو۔ تمہاری اس تقریر میں
جو جلسہ مذکور میں ہوئی بعض فقرے صریحاً قابل اعتراض تھے . . ."

"بخدا حضور کا ارشاد باعث حیرت ہے۔" مسٹر ہائیڈ نے انداز تعجب سے دونوں ہاتھ اوپر کو
اٹھاتے ہوئے کہا۔ "واقعی اگر آپ ان حیرت کی آواز سنتے جو میری تقریر پر دیئے گئے تھے . . ."

چیز گئے جہنم میں؟" مارچ مونٹ نے انداز نخوت سے کہا "ممکن ہے جلسہ مذکور میں میرے تعلقہ کے بعض انتہا پسند مزارعین یا حامی انقلاب ووٹ کاشتکاروں کی طرف سے اس قسم کی کارروائی عمل میں آئی ہو۔ یہ لوگ میرے اختیارات سے منحرف ہو کر ایسا کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ گو میں بااصرار کہتا ہوں کہ میری رائے کے خلاف چلکر وہ بہت عرصہ ایسا نہ کریں گے۔ لیکن جیسا میں نے کہا ہے اس قسم کے چیز کی مجھے ذرا پرواہ نہیں۔ بہر صورت اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ تمہاری تقریر یہ غدارانہ تھی۔ اور اس قسم کی افواہ بھی میرے کانوں میں پہنچ چکی ہے۔۔ جسے میں صاف صاف بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔۔۔ کہ تم آزاد خیال وہگ پارٹی میں شامل ہو گئے ہو۔۔"

"بخدا یہ عجیب بات ہے۔ نہایت عجیب بات ہے!" ممبر صاحب نے اپنے پسندیدہ جملہ کو دہراتے ہوئے کہا۔ "حیرت کا مقام ہے کہ حضور نے اس قسم کی افواہوں کو قابل تسلیم سمجھا۔"

"خیر تو میں تم کو خبردار کرتا ہوں کہ ایسی خبریں کسی حال میں صحیح ثابت نہ ہونی چاہئیں۔" ڈیوک نے کہا "مسٹر ہائیڈ یاد رکھو میں نے ہی زمانہ انتخاب میں تمہارے اخراجات ادا کر کے تمہیں ممبر بننے کا موقعہ دیا تھا۔ پس جن شرطوں پر تمہارا انتخاب عمل میں آیا۔ اور جن حالات میں تم نے تین پارلیمنٹوں میں میرے تعلقہ کی نیابت کی۔۔ ان کی تفصیل تمہارے ذہن میں قائم رہنی چاہیئے۔ ورنہ اگر تم نے مجھ سے فریب کیا تو یاد رکھو اگلے انتخاب میں پارلیمنٹ سے نکلوا دوں گا۔۔ ضرور نکلوا دوں گا۔ مجھے اس حلقہ کی طرف سے اپنے داروغہ یا خانساماں۔ یہاں تک کہ اپنے کسی نہایت ادنٰے خادم کو منتخب کرانا منظور ہے۔ لیکن یہ کبھی منظور نہیں کہ ہیرا آدمی مجھی پر وار کرے۔ امیدوار بننے کے موقعہ پر تم نے باقرار صالح کہا تھا کہ میں ہر بات میں کلیسا اور ریاست کی حمایت کروں گا۔ میں لوگوں کو جاہل و نابکار قرار دوں گا۔ خصوصاً مزدور پیشہ جماعت کی سخت مذمت کروں گا۔ فی الجملہ تم نے عہد کیا تھا کہ ترقی کی قسم سے ہر بات کی مخالفت کرتا ہوا امرا کے حقوق کی تائید کرنا نصب العین سمجھوں گا۔ صاف اور واضح معاملات میں پوری قدامت پرستی کا ثبوت دیا کروں گا۔ اور جن مسائل میں کسی طرح کا شک ہو ان میں تمہیں میری رائے پر عمل کرنے سے دریغ نہ ہوگا۔ یہ وہ شرطیں تھیں جن پر تمہارا انتخاب پارلیمنٹ مبنی تھا۔ مگر کیا گذشتہ اجلاس میں تم نے ان پر عمل کیا؟ بالکل نہیں۔ اس وقت میں خاموش رہا مگر اب ووین ڈیل میں تم نے جو تقریر حال میں کی ہے۔ اس سے میرے شکوک پھر مضبوط ہو گئے ہیں۔ اور افواہوں سے ان کی اور تائید ہوتی ہے۔ پھر اب تمہیں بتاؤ کہ میں کیا سمجھوں اور کیا خیال کروں؟"

"مائی لارڈ اپنے خادم کے خلاف آپ کسی خیال کو دل میں جگہ نہ دیجیے اور نہ یہی تصور فرمایئے کہ میں آپ کی ہدایت کی خلاف ورزی کی جرأت کر سکتا ہوں۔" مسٹر فونک فنیگن ہائنڈ نے ظاہری اطمینان سے مسکراتے اور تملق آمیز لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "بہرحال اتنا تو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ ان کو گاہ بگاہ اپنی آزادی کے اظہار کی اجازت ہونی چاہیے۔۔۔"

"آزادی گئی جہنم میں!" ڈیوک نے خشمناک ہو کر کہا۔ "وین ڈیل کا حلقہ میرا ذاتی ہے۔ اور اسی طرح ماٹن ٹون اور ہونگروں کے حلقے بھی۔ اور میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان کی نسبت میرا فیصلہ ہر حال میں ناطق ہو گا۔ آزادی!" اس نے انداز نفرت سے کہا۔ اور پھر سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "دار العوام میں میرے حلقہ کی پانچ نشستیں میری ذاتی ملک ہیں۔ اور میں انہی شخصوں کو ان پر کام کرنے دوں گا۔ جو میرے حکم پر چلنا منظور کریں۔ میں پوچھتا ہوں۔ اگر تمہارے ایسے شخصوں کو خود مختاری دے دی جائے۔ اور انہیں اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کا اختیار ہو تو پھر آئین حکومت کا کیا حشر ہو گا؟ پس کان کھول کر سنو۔ اور یاد رکھو کہ میرے حلقہ میں میرے اثر سے منتخب ہو کر آزادی کا خیال دل میں لانا غیر ممکن ہے! اس کے باوجود میں دیکھتا ہوں کہ تم نے علانیہ آزاد خیال وہگ پارٹی کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ تم نے اپنے آپ کو ان کا آلہ کار بنانا چاہا۔ مگر انھوں نے بے رخی برتی تو اب تم پھر میری طرف رجوع کرتے ہو۔ لیکن یاد رکھو میں بھی چشم بینا رکھتا ہوں۔ میں ایسا غافل نہیں کہ حقیقت حال کو نہ سمجھوں۔ خیر اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ اپنے گذشتہ اعمال سے توبہ کر کے میری ہدایات پر عمل کرنے کا عہد کرو۔ تو میں پھر تم کو معاف کر دوں گا۔"

"حضور اپنے خادم پر بے جا سختی کرتے ہیں۔" مسٹر ہائنڈ نے شرمساری کے آثار کو مصنوعی تبسم میں چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے۔ "حیرت ہے کہ ایسی جھوٹی افواہیں آپ کے کانوں تک پہنچتی کیونکر ہیں۔ بجز اسخت حیرت ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں کسی طرح آپ کو ناراض کرنا نہیں چاہتا اور آپ اگر دست شفقت پھیلاتے ہیں۔ تو میں بخوشی اس کو قبول کرتا ہوں۔"

"بس تو اس صورت میں۔" مارچ مونٹ نے کہا۔ "جس وقت پارلیمنٹ کا تازہ اجلاس شروع ہو اولین موقعہ پر ایک تقریر کے ذریعہ ان خیالات کی جن کا اظہار تم نے چند دن گذرے وین ڈیل میں کیا تھا تردید کرنا۔"

"بہت اچھا۔ کر دوں گا۔" ممبر پارلیمنٹ نے عرض کیا۔ "فی الحقیقت وہ کونسا کام ہے جسے مجھ کو حضور کی خوشنودی کے لئے کرنے سے تامل ہو گا۔ میں ایک ایسی تقریر کروں گا کہ آپ کے

دل سے ہر قسم کی بدگمانی رفع ہو جائے گی۔"

"اور میں بطور امداد چند زوردار فقرے نقل کرکے تمہیں بھیج دوں گا جنہیں تم نے وزارت کے خلاف تقریر میں استعمال کرنا۔ صرف تھوڑی سی فرصت کا انتظار ہے . . ."

"ازراہ کرم ضرور ایسا کیجئے۔" بدنصیب ممبر نے انتہائی چاپلوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میں اس توجہ کو داخل عنایت سمجھوں گا۔ واقعی مسائل حاضرہ پر حضور کی معلومات مکمل اور فیصلہ اطمینان بخش ہوتا ہے۔ بخدا حضور کے ذہن رسا کی تعریف کس منہ سے کی جائے . . ."

اور یہ کہتے کہتے مسٹر فنوک فنیگن ہائنڈ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس مرتبہ ڈیوک نے دست مبارک کو مصافحہ کے لئے پیش کیا۔ جسے ممبر موصوف نے دلی ارادت و عقیدت سے دبایا اور مودبانہ سلام کر کے رخصت ہوا۔

اس کے چلے جانے پر ڈیوک آف مارچ مونٹ نے کرسچن سے کہا۔ "اس وقت اس شخص سے جس قدر گفتگو ہوئی۔ اس کا خلاصہ جو تمہیں یاد ہے لکھ لو۔ اس کام سے فارغ ہو کر آج کے لئے چھٹی ہے۔ کیونکہ اب میں باہر جا رہا ہوں۔"

اتنا کہہ کر ڈیوک آف مارچ مونٹ لائبریری سے رخصت ہوا۔ مگر کرسچن کو واقعہ پیش آمدہ پر جو حیرت تھی۔ وہ اس کے چلے جانے پر بہت عرصہ قائم رہی۔ اب تک وہ یہی سمجھے ہوئے تھا کہ ایک ایسے آزاد ملک میں جیسا کہ برطانیہ ہے سب ممبران پارلیمنٹ آزاد۔ ایماندار اور صاحب ضمیر ہیں۔ مگر آج کے واقعہ نے اس خیال کی سختی سے تردید کی۔ اور اسے یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ ایسے زرداروں کا اثر کتنا غالب ہے۔ اور کس طرح وہ اپنی مرضی کے آدمی کو پارلیمنٹ کی آزاد خیال جماعت میں بھی داخل کر سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ حیرت ونفرت اسے یہ جان کر ہوئی۔ کہ مسٹر ہائنڈ کی طرز کے آدمی آزادی ضمیر کو کن سستے داموں فروخت کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں انتہائی غلامانہ انداز اختیار کرنے سے بھی دریغ نہیں ہوتا۔ جلد قوں کر کے اس نے اس گفتگو کا خلاصہ ایک تختہ کاغذ پر قلمبند کیا۔ اور اس کے بعد قصر نوابی سے اسی خیال سے روانہ ہوا کہ سیر کرتے ہوئے کرسٹینا کی طرف چلے۔

وہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی خصلت پر عموماً اور شب گزشتہ کے واقعہ پر خصوصاً غور کرتا ہوا ہائنڈ پارک کی راہ سے ریجنٹس پارک کی طرف جا رہا تھا۔ اور جیسا کہ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے خیالات مجموعی طور پر خوشگوار نہ تھے۔ کہ اس نے ایک دراز قامت مرد شریف کو

اپنی طرف آتے دیکھا۔ اس کے لبادہ سے کرسچن نے پہچانا کہ مسٹر ریڈکلف ہے۔ دونو سامنے کی طرف سے آرہے تھے۔ اور دونو کی رفتار ذہنی خیالات کی وجہ سے نسبتاً سُست تھی۔ چونکہ ہوا سرد چل رہی تھی۔ اس لئے ریڈکلف نے لبادہ کو اور بھی احتیاط سے لپیٹا ہوا تھا۔ کالر اُٹھا ہوا اور ٹوپی چہرہ پر آگے کی طرف جھکی ہوئی تھی۔ بادی النظر میں اس نے کرسچن کو نہیں دیکھا۔ اور قریب تھا کہ پاس ہو کر گذر جائے کہ نوجوان نے آگے بڑھ کر ادب سے سلام کیا۔

"آہ! مجھے افسوس ہے کہ تمہیں پہلے نہیں دیکھا" مسٹر ریڈکلف نے کہا۔ اور اس کے ساتھ مصافحہ کے لئے ہاتھ پیش کیا۔ پھر کہنے لگا۔ "تم سے ملے ایک مدت ہو گئی تھی۔"

"جی ہاں قریباً دس ہفتے ہو گئے۔" کرسچن نے جواب دیا۔

"مجھے یاد آگیا۔" ریڈکلف نے جلدی سے کہا۔ "یہ جبھی کا ذکر ہے کہ تم نے اپنی بہن سے مل کر ایک غریب مستحق عورت سے فیاضانہ سلوک کیا تھا..."

"جس کی زندگی کے آخری لمحوں کی تلخی آپ کی عنایات سے رفع ہوئی تھی۔" کرسچن نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کی صورت اور انداز سے مسٹر ریڈکلف کے متعلق عزت واحترام کا اظہار ہوتا تھا۔

اچھا تو آجکل کس جگہ مقام ہے؟" مسٹر ریڈکلف نے جیسا اس کی عادت تھی۔ جلدی سے پوچھا "اور تمہاری ہمشیرہ کا مزاج کیسا ہے؟ کئی بار تمہارا خیال آیا۔ اور مسز میکالے سے پوچھنے کا ارادہ بھی ہوا مگر کسی نہ کسی وجہ سے بات ہر بار ذہن سے اُتر گئی۔"

میں اس ذرہ نوازی کا بدل شکر گذار ہوں" کرسچن نے ازراہ اخلاق کہا "بہن آجکل لیڈی آکٹیویا میریڈتھ کے ہاں رہتی ہے..."

"تو کیا تم دونو یعنی تمہاری بہن اور تم ایک جگہ نہیں رہتے ہو؟" مسٹر ریڈکلف نے نوجوان کی طرف نظر غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی نہیں۔ حالات نے ہمیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے پر مجبور کر دیا۔ اب ہم جدا جدا روزی کماتے ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ بہن ہر طرح آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتی ہے۔"

"اور تم؟" ریڈکلف نے پوچھا۔

"میں آج کل ڈیوک آف مارچ مونٹ کا خاص نویس ہوں" کرسچن نے جواب دیا۔

"آہ! مسٹر ریڈکلف کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اور پھر جلدی ہی اس نے کہا "مگر کیا بات

ہے۔ تم صرف اپنی بہن کی آسائش کا ذکر کرتے ہو۔ کیا تم اس جگہ رہ کر خوش نہیں ہو۔ یا تمہارا تقرر محض عارضی ہے؟"

"واقعی مجھے اس جگہ رہ کر اطمینان نہیں۔ گو اس کی وجوہ کچھ اور ہیں۔ ۔ ۔"

کرسچن فقرہ کو ناتمام ہی چھوڑ کر چپ ہو گیا۔ اور اسے افسوس ہوا کہ میں نے اس قدر بھی کیوں کہا۔ اسے رکتے دیکھ کر ریڈکلف نے پوچھا۔"ہاں تو وہ وجہ کیا ہے؟ کیا ڈیوک آف مارچ مونٹ کو تمہارا کام پسند نہیں۔ یا انہوں نے تم کو جواب دیدیا؟"

"جی نہیں۔" کرسچن نے ایسے جوش کے ساتھ کہا جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس نے اپنی طرف سے ادائے فرض میں کوتاہی نہیں کی۔ اور حقیقت میں ڈیوک اُسے علیحدہ کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ خود اس سے الگ ہونے پر آمادہ ہے۔

"شائد تمہاری موجودہ تنخواہ ناکافی ہے!" ریڈکلف نے استفہامی انداز سے کہا۔ اور کرسچن نے دیکھا۔ کہ اس کی سیاہ فام آنکھیں پوری توجہ سے اس کے چہرہ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔

"جناب عالی۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ میں بوجوہ اپنے موجودہ شغل سے مطمئن نہیں ہوں۔" نوجوان نے جواب دیا۔"اور گو ممکن ہے۔ عارضی طور پر اس کام کو جاری رکھوں۔ تاہم۔ ۔ ۔"

اس جگہ پہنچ کر وہ پھر رک گیا۔ کیونکہ دل میں خیال آیا۔ کیا عجب مسٹر ریڈکلف ڈیوک کے شناسا ہوں جس صورت میں انہیں مفصل حالات سے آگاہ کرنا یقیناً خلاف مصلحت ہو گا۔

اسے پھر ایک بار متامل دیکھ کر مسٹر ریڈکلف نے جو بظاہر اس بات کو سمجھ گیا تھا کہ نوجوان کو کس لئے تامل ہے کہا۔"ڈرو نہیں۔ بلکہ جو بات ہو کہہ دو۔ میں ڈیوک آف مارچ مونٹ سے قطعاً واقف نہیں ہوں۔ اور اگر ہوتا بھی تو یہ میری عادت میں داخل نہیں۔ کہ ایک کے راز کو دوسرے کے کانوں تک لے جاؤں۔ فی الحقیقت مجھے تم سے ایک طرح کا انس ہو گیا ہے۔ اور اگر تم مجھے دوست سمجھنے لگو۔ تو یقین جانو۔ کہ مجھے ہر طرح قابل اعتماد پاؤ گے۔ میرا خیال ہے میں نے کہیں سنا تھا کہ تم دونو بہن بھائی توام اور یتیم ہو۔ اور تمہاری موجودہ گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہیں گذارہ کے لئے خود محنت کرنی پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں یقیناً تمہیں کسی دوست کی مشورت کی ضرورت ہو گی گو ممکن ہے موجودہ صورت میں تمہیں کسی مالی امداد کی ضرورت نہ ہو۔ بہرحال میری طرف سے دونو صورتوں میں انکار نہیں۔"

کرسچن نے اپنے محسن کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اور اسے یہ محسوس کر کے بہت خوشی ہوئی

کہ مجھے ایک ایسے شخص کی مروت کے شکریہ کا موقعہ ملا۔ جس کے خصائل کا وہ پیشتر ہی مداح تھا۔
"میرے نوجوان دوست" مسٹر ریڈکلف نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ نہ سمجھو میں کسی بے جا استعجاب کی وجہ سے تمہارے حالات جاننا چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔"
"جی نہیں۔ اس کا خیال تو میں ایک لمحہ کے لئے بھی دل میں نہیں لا سکتا" کرسچن نے جلدی سے کہا۔
اچھا تو سنو" ریڈکلف نے کہا۔ "ایک ایسے کمسن نوجوان کے لئے جیسے تم ہو خصوصاً اس حالت میں کہ کوئی بزرگ رشتہ دار یا قرابتی نیک صلاح دینے کو موجود نہ ہو۔ گاہ بگاہ زیادہ سن اور تجربہ کار آدمی کے مشورہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو اس وقت تمہیں اس کی اشد ضرورت ہے۔ تمہاری بہن کو آسائش کی جگہ مل گئی ہے۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ لیکن تمہاری اپنی حالت ابھی معلوم نہیں ہوتی۔ میں اس بات کو پوری طرح محسوس کرتا ہوں کہ تم ڈیوک آف مارچ مونٹ کے ہاں رہ کر خوش نہیں ہو۔ یا شاید کوئی خاص واقعہ اس قسم کا پیش آیا ہے ۔ ۔ ۔"
"جی ہاں آپ کا خیال صحیح ہے۔ حقیقت میں ایک واقعہ اسی قسم کا ظہور میں آیا ہے۔ جس کی طرف آپ اشارہ فرماتے ہیں۔" کرسچن نے دردبھری آواز سے کہا۔ اور ذرا تامل کے بعد وہ آہستہ اور فکر کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "واقعی اس وقت مجھے کسی تجربہ کار شخص کے مشورہ کی ضرورت ہے میں سخت تشویش کی حالت میں ہوں۔ اور نہیں جانتا کہ اس موقعہ پر کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہیئے۔ ایک طرف ایک بے گناہ خاتون کو تباہی سے بچانا ضروری ہے۔ اور دوسری جانب اس فرض کی ادائیگی میں جس ریا اور ظاہرداری سے کام لینا پڑتا ہے۔ وہ بھی ناگوار ہے ۔ ۔ ۔"
"کرسچن تمہارے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ نہایت سنگین ہے۔" مسٹر ریڈکلف نے کہا۔ "میری رائے میں بہتر ہو کہ ہم دونو سیر کرتے ہوئے کسی تنہا مقام کی طرف چلیں۔ جہاں اطمینان سے باتیں کر سکیں۔ اس کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر تم کسی معاملہ میں مجھکو رازدار بنانا منظور کروگے تو اس پر کسی حال میں متاسف نہ ہونا پڑے گا۔"
اس کے بعد مسٹر ریڈکلف اور وہ نوجوان دونو پارک لین سے جہاں یہ ملاقات ہوئی تھی۔ ایک طرف کو روانہ ہوئے اور سیر کرتے ہوئے میدان کی طرف نکل گئے۔ رستہ میں کرسچن نے مسٹر ریڈکلف سے اپنے لائبریری میں اتفاقاً سو جانے اور اس کے بعد جاگ کر بحالت مجبوری ڈیوک

آف مارچ مونٹ اور آنریبل مسٹر سٹینہوپ کی باتیں سننے کا سب حال بیان کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے
کہا کہ گو میں نے ڈچس کے خلاف اس ناپاک سازش کو شکست و ہزیمت کرنے کے لئے عارضی طور پر
اسی گھر میں ٹھیرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تاہم اس کے لئے مجھے اس قسم کی ظاہرداری جو میری طبیعت
کے خلاف ہے۔ برتنی پڑتی ہے۔ بہرصورت اس کا میں عہد راسخ کر چکا ہوں کہ جب مجھے اپنے ارادوں
کی تکمیل میں کامیابی ہو گئی۔ تو ایک لمحہ کو بھی ڈیوک کے ہاں رہنا گوارا نہ کروں گا۔ بلکہ کسی دوسری
جگہ ملازمت کر لوں گا۔

مسٹر پڈکلف نے ان حالات کو بڑی توجہ سے سُنا۔ اور جب تک کرسچن بیان کرتا رہا۔ کامل
سکوت برقرار رکھا۔ اس اثنا میں وہ آنکھوں کو فرش زمین کی طرف جھکائے اس کے ساتھ ساتھ
چلتا رہا۔ آخر جب اس کی داستان ختم ہوئی۔ تو پہلے ایک منٹ تامل کیا۔ اس کے بعد آہستہ اور
دبی آواز میں اس انداز سے گویا جو کچھ کہہ رہا ہے وہ انتہائی غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ اس نے کہا۔

"یہ واقعات فی الجملہ تشویشناک ہیں اور تم نے ان کے متعلق جو رائے قائم کی ہے۔ وہ تمہاری
ذکاوت و انصاف پرستی پر دال ہے۔ واقعی تمہارے لئے ان حالات کو علم نشرح کرنا غیر ممکن ہے
کیونکہ نہ صرف کوئی تمہاری بات کو قابل یقین نہ سمجھے گا۔ بلکہ قانون تمہیں ازالہ حیثیت وغیرہ کے الزام
میں سزا بھی دے سکتا ہے۔ دوسری طرف سردست ڈچس کو اس بارہ میں خبردار کرنا ناقابل عمل ہے
کم از کم ہے جو اطلاع ملے وہ تمہارے منہ سے نہ ملنی چاہیئے۔ پھر اس کی بھی ضرورت ہے کہ تم اپنی
موجودہ آسامی پر قائم رہ کر ڈیوک آف مارچ مونٹ کی ہر ایک حرکت کا بغور مشاہدہ کرو۔ اور گو
بظاہر یہ عمل معیوب ہے۔ تاہم مصلحتاً اس کی بھی ضرورت ہے کہ جب موقعہ ملے ڈیوک اور مسٹر
سٹینہوپ کی باہمی گفتگو سننے کی کوشش کی جائے۔ اب میرا مشورہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں جس قدر
حالات کا تمہیں علم ہو۔ ان سب کی اطلاع برابر مجھے دیتے رہا کرو۔ میں ایک سچے مشیر اور وفادار
دوست کا فرض انجام دوں گا۔ اس کی بھی میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ دن یا رات جس وقت تمہیں
کوئی اہم خبر معلوم ہو۔ بے تامل میرے مکان پر آ کر اس کی اطلاع دے سکتے ہو۔ کرسچن ایسٹن میں تمہارے
اوصاف حسنہ کا بدل مداح ہوں۔ اور مجھے تمہاری ذات سے گہری دلچسپی ہو گئی ہے۔ اس سلسلہ
میں میں تم سے اس کا بھی وعدہ کرتا ہوں کہ جب وقت آنے پر تم اس ناگوار اور بیہودہ ملازمت کو ترک
کر دو گے۔ تو تمہارے روزگار کی فکر کرنا میرا فرض ہو گا۔ اس لئے مستقبل کی فکر کو دل میں جگہ نہ دو۔
سردست میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ بہرحال میری صلاح پر حرف بحرف عمل کرتے رہنا تمہیں واجب

اتنا کہہ کر مسٹر ریڈکلف نے کرسچن کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبایا اور وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ اس مشورہ سے نوجوان کے دل کا بوجھ بڑی حد تک ہلکا ہو گیا تھا۔ اس لئے اب جو وہ ریجنٹس پارک کی طرف چلا تو سابقہ فکر و پریشانی باقی نہ تھی۔ بہن کے مکان پر پہنچا تو وہ وہیں تھی۔ دونو محبت سے بغلگیر ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں کرسچن نے اس بات سے خبردار ہونے کا بھی ذکر کر دیا کہ لارڈ آکٹیوین اور مسٹر پرسیول ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ دوسری طرف کرسٹینا نے بھائی سے وہ سب گفتگو کہہ سنائی جو اس میں اور لارڈ آکٹیوین میں ہوئی تھی۔ اور ضمناً ان وجوہ کا بھی ذکر کیا جن سے مجبور ہو کر اس نے زو کو آکٹیوین سے اپنی سابقہ واقفیت سے خبردار نہ کیا تھا۔ کرسچن نے معاملہ کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ اور کہا کہ واقعی ایسے حالات میں یہی طرز عمل واجب تھا۔ آخر میں کرسٹینا نے ڈیوک آف مارچ مونٹ کی آمد کا حال کہا اور بیان کیا کہ "وہ نہایت شریف آدمی ہیں۔ تمہارا ذکر عنایت آمیز لفظوں میں کرتے تھے"!

کرسچن نے اس بات کا پورے طور سے فیصلہ کر لیا تھا کہ بہن کو ان واقعات سے آگاہ نہ کروں گا۔ جنہیں وہ پیشتر مسٹر ریڈکلف سے کہہ چکا تھا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بہن کو یہ حالات سن کر نیز اس خیال سے کہ بھائی ایک ایسی جگہ رہنے پر مجبور ہے جس سے اس کو بالطبع نفرت ہے۔ سخت رنج ہوگا۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی تعریف میں جو الفاظ اس نازنین نے بے خبری میں کہے۔ وہ یقیناً کرسچن کے لئے جو معاملہ کے دوسرے پہلو سے خبردار ہو چکا تھا۔ باعث تشویش و اضطراب ہوتے۔ مگر مسن اتفاق سے اس وقت زیکرہ میں داخل ہوئی۔ اور اس نے کرسچن کا پر جوش لفظوں میں خیر مقدم کیا۔ بہن کے ساتھ گھنٹہ دو گھنٹے باغ کی سیر کرنے کے بعد وہ بلگریو سکوئر والے مکان پر واپس ہوا۔

باب - ۲۳

واردات Accident

جس روز کے واقعات سطور بالا میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ اسی کی رات کو ۹ اور ۱۰ بجے کے درمیان تین آدمی مختلف اطراف سے چلتے ہوئے عمارات کے اس بے ترتیب مجموعہ میں جو واٹرلو اور ویسٹ منسٹر کی سڑکوں میں حائل ہے۔ سمڈلے زرکوب کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ ان میں سے

ایک بارنے وی برکر تھا۔ دوسرا اس کا شاگرد رشید بل سکاٹ اور تیسرا اس جماعت شیطانی کا رکن صغیر بم۔ بارننے ان دونو کو اطلاع دے دی تھی کہ تم نے وقت مقررہ پر سمڈلے کے مکان پر آجانا کہ اس جگہ ایک کارخاص میں تم سے امداد درکار ہے۔ مگر اس مختصر اطلاع سے زیادہ اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔

رات سرد اور اندھیاری تھی۔ اس طرح کی سرد نکھری ہوئی رات نہیں جیسی عموماً ماہ دسمبر میں ہوا کرتی ہے۔ بلکہ ایسی تاریک اور نمناک کہ اس کی سیلن سر اور منہ کے بالوں کے ساتھ ساتھ کپڑوں اور بدن کے اندر ذہن پر بھی اثر انداز ہوتی تھی۔ وہ ایسی رات تھی۔ جب بازار میں چلتے ہوئے مرد اپنے اوورکوٹ اور عورتیں اپنے شال کو زیادہ مضبوطی سے بدن پر لپیٹ لیتی ہیں۔ اور کم پوش مزدور یا عریاں تن غریب بچے سردی کے اثر کو بدن سے خارج کرنے کے لئے تیز چلنے یا دوڑنے لگتے ہیں۔ گو اس جگری اثر کو ان کی سرعت رفتار بھی رفع نہیں کرسکتی۔ وہ ایسی رات تھی کہ خوانچہ فروش معمول سے تیز تر آواز میں "گرما گرم آلو" کی صدا لگاتے ہیں۔ اور پا برہنہ فقیروں کے لئے مکانوں کے دروازوں میں بیٹھے یا سڑکوں پر کھڑا کر چلتے ہوئے بھیک مانگتے وقت اپنی شکل بصورت مصیبت زدہ بنانے کو کسی تصنع کی حاجت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اکثر حالتوں میں وہ فی الحقیقت سردی سے نیم مردہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ سردی کے اثر سے بازاروں میں لمپوں کی روشنی بھی دھندلی ہو گئی تھی۔ اور قصابوں اور کوئلہ فروشوں کی دوکانوں پر گیس کی لو معمول سے بہت مدھم نظر آتی تھی۔ ایسی تلخ تاریک اور طوفانی رات میں بارنے وی برکر کوٹ کا کالر کانوں تک اونچا کئے میلے چیکٹے گلوبند کو لبوں کے ساتھ لگائے دونو ہاتھ کوٹ کی کھلی جیبوں میں ڈالے تیز چلتا ہوا ایک رستہ سے سمڈلے کے مکان کی طرف جا رہا تھا۔ اور دونو بھائی سکاٹ سردی سے کانپتے اور دانت بجاتے اوورکوٹ اور گلوبند کی آسائش سے محروم۔ مفلس و محتاج فقیروں کی حالت میں جو بارنے دی برکر کو قصداً مرغوب تھی کہ اس ذریعہ سے وہ بھولے مسافروں کی جیبوں کو بآسانی قطع کرسکتے تھے۔ اور جس میں ان کی شب گذشتہ کی کمائی نے بھی اصلاح نہ کی تھی۔ دو مختلف سڑکوں سے اسی منزل مقصود کی طرف چلے جاتے تھے۔

بارنے سب سے اول زرکوب کے مکان پر پہنچا جس میں وہ اسی گلی کی راہ سے جو گرجا کے پہلو میں بنی ہوئی تھی داخل ہوا۔ اس کے چند منٹ بعد سکاٹ بھائیوں میں سے بڑا بھی اسی راستے وارد ہوا۔ اور ذرا دفعہ دے کر چھوٹا بھی ادھر ہی سے آگیا۔ تینوں سابق کی طرح برتن دھونے

کے کمرہ میں میاں بی بی سمڈلے اور مسز ویبر کے پاس جمع ہوئے۔ میز پر شراب کے گلاس اور بوتلیں حاضر کی گئیں۔ گرم پانی اور شراب کا مرکب تیار ہوا۔ اور اس کے اثر تیز سے گفتگو میں بھی بہت جلد بے تکلفی داخل ہو گئی۔

"بس تو کل کوئی خاص بات نہیں ہوئی؟" آخرکار برکر نے اصل معاملہ کی طرف آتے ہوئے کہا "میں کل ہی آتا مگر تم نے جیک" اس نے سمڈلے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "تم سکاٹ سے اتفاقاً ملکر اس کی زبانی ممانعت کر بھیجی تو رک گیا۔"

"شاید تم اس فیصلہ کو بھول گئے۔" مسز سمڈلے نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا "جو ہم نے اس بارہ میں کیا تھا۔ کہ مسٹر سمتھ جو خط لکھ کر بھیجنا چاہتا ہے۔ اُسے روکا جا سکے۔ تو روک لینا چاہیئے . . ."

"نہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے۔" برکر نے جواب دیا "تو غالباً اس نے وہ خط بھیجا نہیں۔"

"ہاں۔ کل نہیں بھیجا۔" مسز سمڈلے نے کہا۔ "کہتا تھا میں اسے کل پر ملتوی کرتا ہوں!"

"اور میں نے دیکھا وہ معمول سے زیادہ پریشانی کی حالت میں تھا۔" بوڑھی مسز ویبر نے رائے زنی کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں؟" برکر نے لمبی آواز سے کہا۔ اور اس کے بعد پانی ملی ہوئی گرم شراب کا ایک گلاس منہ سے لگا کر کہنے لگا "میری رائے میں اضطراب و پریشانی کا اس سے بہتر علاج آج تک دریافت نہیں ہوا۔ شراب کافی ہو تو دنیا کا کونسا کام ایسا ہے جو نہیں ہو سکتا؟ . . . مگر ذکر اس خط کا تھا آخر اس میں لکھا کیا ہے؟"

"کچھ بھی نہیں۔" جیک سمڈلے نے لاپروائی سے کہا۔ "مگر تو خود ہی دیکھ کر کیوں نہ اندازہ کر لو . . اے خط کہاں ہے؟ کیوں بیب تمہارے پاس ہے کیا؟ ذرا بارنے کو دو کہ اسے پڑھ لے"

"اگر اس کا خط ایسا ہی خراب ہے۔" برکر نے جواب دیا۔ "تو مجھ سے اسے پڑھنے کی فرمائش ویسی ہی ہے جیسے بھینس کو بین بجانے کے لئے کہنا۔ تم جانتے ہو۔ میری تعلیم کا پیمانہ تو ایک انگشتانہ کے برابر ہے۔ اور اس سے بھی کم۔ کیونکہ اسے اس میں داخل کر کے بھی جوان عورت اپنی انگلی میں پہن سکتی ہے۔"

"مگر نہیں خط کچھ ایسا برا بھی نہیں ہے جیسی کہ اتنے عصبی مزاج کمزور دل شخص سے امید ہو سکتی تھی۔ جیسا ہمارا کرایہ دار ہے" بیب سمڈلے نے کہا۔ "میرا خیال ہے تم اسے آسانی سے پڑھ لو گے"

یہ کہکر اس نے وہ خط جو غریب کرایہ دار نے کہیں بھیجنے کے لئے ان لوگوں کو دیا تھا۔ مگر ان کمبختوں نے رستہ میں ہی روک لیا۔ نکالا۔ اور برکر کو پیش کیا جس نے اپنے علم کو تیز شراب کے جرعہ دراز سے تیز تر کر کے سکون و غور سے پڑھنا شروع کیا۔

سارا خط پڑھ کر وہ کہنے لگا "اس میں تو کوئی بات کام کی نظر نہیں آتی۔ کیوں نہ اس سے پائپ جلانے کا کام لیا جائے؟"

"نہ۔ نہ ایسا کبھی نہ کرنا۔" بیب نے خط اس کے ہاتھ سے چھینتے ہوئے کہا "میں اس خط کو اپنے پاس رکھوں گی۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کسی روز اس سے کیا فائدہ حاصل ہو۔"

"تم جانو۔ رکھ لو۔" برکر نے کہا "مگر دیکھو کہیں اسے دوبارہ بند کر کے کل صبح وہاں نہ بھیج دینا۔ جہاں اس نے پتہ دیا تھا۔"

"واہ! کیا میں ایسی ہی بیوقوف ہوں!" مسز سمڈلے نے جواب دیا۔

"بے شک نہیں۔ پھر بھی احتیاط شرط ہے۔" بارنر نے کہا "ظاہر ہے کہ اگر کوئی اس خط کو لے گیا تو کیا عجب اس گھر کا آدمی یا نوکر اس کو پہچان لے۔ اور اس کے بعد جب کسی شخص کے عدم پتہ ہونے کا شور مچا۔ . . گو اس خط میں کسی کا نام اور پتہ بالکل درج نہیں ہے۔ . . ."

"پھر بھی اس سے اتنا تو ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی پورا بدمعاش ہے۔" جیک سمڈلے نے کہا۔

"مگر یہ کیوں نہ کریں۔" مسز وبیبر یکایک کہنے لگی "ہم اس کی نقدی زبردستی چھین لیں۔ اور کہیں ہم لوگ سب حال سے واقف ہو گئے ہیں۔ اب جو تمہارے جی میں آتی ہے کر لو۔ . . ."

"نہیں نہیں۔" بیب سمڈلے بولی "یوں کام نہ چلیگا۔ ہم کیونکر جان سکتے ہیں۔ کہ اس نے کوئی کام ایسا کیا ہے جس سے ڈر کر وہ ہمارے خلاف قانون کی امداد نہیں لے سکتا۔ ہم اگر اسے بدمعاش یا خائن سمجھتے ہیں تو محض قیاس سے ورنہ خط کی تحریر سراسر مبہم اور بے معنی ہے۔"

"واقعی ممیتہم!" برکر نے مسز وبیبر کی طرف منہ کر کے کہا "ایسے کام ادھورے نہ کرنے چاہئیں۔ اس شخص مسمتعد نے کچھ بھی کیا ہو۔ بہر صورت اگر ہم نے اس سے نقدی چھیننے کی کوشش کی تو وہ شور و غل مچا کر ہمسایہ کے لوگوں کو جمع کرے گا۔ جس کے بعد ہمارا جیل کے سوا کوئی ٹھکانا نہیں۔ پس یہ کام محفوظ طریقہ پر ہی کرنا لازم ہے۔"

"بے شک" بیب سمڈلے نے اور زیادہ اصرار سے کہا "بارنر سچ کہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص پورا بدمعاش اور مسلمہ مجرم ہو۔ . . ."

"جس صورت میں اسے اس کی بدمعاشی اور جرم کی قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے۔" برکر نے قطع کلام کرکے کہا۔ پھر اپنی خوفناک آنکھوں کو بیب سمڈلے کے چہرہ پر جما کر جس کی رائے کو وہ بظاہر اس گھر میں سب سے زیادہ اہمیت دیتا تھا۔ اس نے کہا "غالباً تم نے آج رات کے لئے مصمم ارادہ کر لیا ہے؟"

"ہاں یہ کام آج رات نہ ہوا تو کبھی نہ ہوگا" اس نے جواب دیا۔ "کیونکہ کل تک تو وہ یہاں سے رخصت ہو جائے گا۔"

"واقعی" مسز ویبر نے بھی کہا "ذرا دیر پہلے میں اس کا کھانا لیکر گئی تو اپنا سامان اسی کمرہ کے بیگ میں بند کر رہا تھا۔"

"سنو لڑکو" برکر نے شراب کا ایک اور گلاس پر کرکے سکاٹ اور اس کے بھائی کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے کہا "آجتک میں نے تمہاری تربیت کا جتنا انتظام کیا ہے۔ اتنا شاید تمہارے والدین بھی زندہ ہوتے تو نہ کرتے۔ چونکہ تم نے ابتدائی امور میں حسن لیاقت کا ثبوت دیا ہے۔ اس لئے میں آج رات ایک اور سبق دے کر تمہیں اس سے اونچے درجہ میں جگہ دینا چاہتا ہوں۔ اسی لئے میں نے تم کو یہاں بلایا ہے۔"

دونوں بھائی چپ رہے۔ مگر اتنا ان کی صورت سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سمجھتے ہیں آج کوئی خاص ہی قسم کا خوفناک جرم ہونے والا ہے۔ بل سکاٹ کی بڑی بڑی موٹی آنکھیں برکر کے چہرہ پر انداز توصیف سے لگی ہوئی تھیں جیسے وہ بظاہر استاد زماں و معلم دوراں سمجھتا تھا۔ اور چھوٹے کے منہ پر استہزا کی ایسی ہولناک علامات نمودار تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہ صرف معاملہ کی نوعیت سمجھتا بلکہ اس میں تا حد امکان شرکت کے لئے آمادہ ہے۔

اس کے بعد برکر اور بیب سمڈلے تھوڑی دیر سرگوشیاں کرتے رہے۔ پھر انہوں نے جیک سمڈلے اور اس کی ساس یعنی بیب کی نار کو بھی اپنے مشوروں میں شریک کر لیا جس کے بعد تھوڑی دیر میں ان کی تجاویز ہر طرح پختہ ہو گئیں۔ کوئی ساڑھے دس بجے کے قریب مسز ویبر ایک جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لے کر اس کمرہ سے رخصت ہوئی۔ مگر جلدی ہی واپس آگئی۔ اور دروازہ کو احتیاط سے بند کرکے کہنے لگی۔ "میں اس سے دریافت کرنے گئی تھی کہ کوئی اور چیز درکار ہے یا نہیں۔ وہ نفی میں جواب دے کر کہنے لگا۔ اب میں آرام کرتا ہوں۔"

"تم نے اس سے کہا نہیں کہ ہمارے ہاں کچھ مہمان آئے ہوئے ہیں جو بہت جلد تمہارے

لیے ولیا ہے کر آئیں گے ؟" برکر نے خوفناک استہزا کے آثار پیدا کر کے پوچھا۔

مگر بوڑھی عورت نے ان الفاظ کی طرف جن سے ایک نہایت خوفناک جرم کے متعلق روح فرسا سرد مہری کا اظہار ہوتا تھا۔ توجہ نہ دیتے ہوئے کہا۔ "اس نے کہا تھا مجھے بہت سویرے جگا دینا۔ میں نے وقت پوچھا تو کہنے لگا۔ کوئی چھ بجے کے قریب کیونکہ معلوم ہوتا ہے وہ دن نکلنے سے پہلے ہی رخصت ہونا چاہتا ہے۔ میرا خیال ہے ایک بار روانگی کا ارادہ کر کے اب وہ اسے جلد تر عمل میں لانے پر تلا ہوا ہے۔"

"روانگی!" بارنز نے اپنے خوفناک لہجہ استہزا کو برقرار رکھتے ہوئے کہا۔ "اس کی روانگی امید سے جلد تر عمل میں آنے والی ہے۔ اور رستہ بھی اس قدر لمبا ہے کہ اس کے خواب و خیال میں نہ ہو گا۔"

"کہتا تھا براعظم یوروپ کو جاؤں گا۔" مسز ویبر نے کہا۔

"خیر یہ اسکی مرضی ہے کہ روحوں کی دنیا کا نام یوروپ رکھے یا کچھ اور"

"میرے چلے آنے پر اس نے دروازہ بند کر لیا۔"

"کر لینے دو۔ میں بند دروازوں کو کھولنا خوب جانتا ہوں۔" برکر نے کہا۔ "میرے پاس بیسیوں کنجیاں ہر وقت موجود رہتی ہیں۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے جیب سے ایک سوتی رومال نکالا جس میں ان کنجیوں کو اس لیے باندھا ہوا تھا۔ کہ چلتے وقت جھنجھناہٹ نہ ہو۔

"مگر بارنے یہ کنجیاں اس موقعہ پر کیا کام دے سکتی ہیں؟" مسز ویبر نے کہا۔ "وہ دروازہ بند کر کے کنجی کو قفل ہی میں لگا رہنے دیتا ہے جس سے دوسری کنجی باہر سے داخل نہیں ہو سکتی۔ اس کے ساتھ ہی میں دروازہ توڑنے کی بھی صلاح نہیں دیتی۔ کیونکہ اس صورت میں وہ شور و غل مچا کر ہمسایہ کے لوگوں کو خبردار کر دے گا۔"

"کیوں نہ ہم لوگ کھڑکی کی راہ سے ہو کر جائیں۔" جیک سمڈلے نے مشورہ پیش کیا۔ "وہ عقبی صحن کی طرف کھلتی ہے۔ . . ."

"رہنے بھی دو۔ بڑی تجویز پیش کرنے آئے ہیں۔" برکر نے انداز حقارت سے کہا۔ "اگر وہ شخص غافل ہو کر نہیں سوتا تو کھڑکی کھلنے کی آواز سے ہی بیدار ہو جائے گا۔ اور اگر اس کے اندر چٹخنی بھی ہو تو ہاتھ ڈالنے کے لیے شیشہ کاٹتے وقت اس کے ٹوٹنے اور آواز پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس لیے یہ کام یوں نہ ہو گا۔ اس کے باوجود میں تم کسی طرح کی فکر نہ کرو۔" اس نے خصوصیت

کے ساتھ مسز وبیر کی طرف منہ کر کے کہا۔ "میں وہ کنجی جو قفل میں لگی ہوئی ہے۔ نکال لوں گا۔ اور بڑی آسانی سے!"

"آخر کس طرح؟" جیک سمڈلے نے پوچھا۔

"پوچھنے کی حاجت نہیں دیکھتے جاؤ کام کس طرح ہوتا ہے۔ مگر ابھی اس کی نیند پختہ ہونے دو گھنٹہ سوا گھنٹہ انتظار کرو۔ اتنی دیر لاؤ کچھ پی کر تھوڑا دھواں اور اڑا لیں۔"

ڈیڑھ گھنٹہ یہ لوگ شراب پیتے اور مروتمبا کو نوشی کرتے رہے۔ آخر جب آدھی رات ہو گئی تو برکر نے پائپ کی چلم جھاڑ دی اور گلاس میں جتنی شراب باقی رہ گئی تھی اسے لاجرعہ پی گیا۔ اس کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ کر کہنے لگا "اب آؤ کام شروع کریں۔ جیک تم میرے ساتھ چلو مگر احتیاطاً ہم بوٹ اتار دیں تو اچھا ہے۔" پھر مسز سمڈلے سے اس نے کہا۔ "اور تم میڈم شمع ہاتھ میں لے لو" مسز وبیر اور اپنے دونوں شاگردوں کو اس نے وہیں ٹھیرنے کا اشارہ کیا۔

جس وقت بارنے اور جیک سمڈلے بوٹ اتار چکے۔ تو مسز سمڈلے شمع ہاتھ میں لے کر آگے چلنے لگی۔ تینوں بڑی احتیاط کے ساتھ کسی طرح کی آہٹ پیدا نہ کر کے بالائی منزل تک گئے اور اس عرصہ میں بوڑھی مسز وبیر اور دونوں لڑکے نیچلے کمرہ میں رہے۔ برکر اور میاں بی بی سمڈلے ایسی احتیاط اور آہستگی کے ساتھ زینہ پر چڑھے کہ مجال نہیں ذرا بھی آہٹ ہوئی ہو۔ بیب نے اس کا بھی خیال رکھا۔ کہ اس کے کپڑے دیوار کے ساتھ لگ کر سرسراہٹ پیدا نہ کریں زینہ کو طے کرنے کے بعد برکر نے مسز سمڈلے سے شمع کو کنجی کے سوراخ کے پاس لے جانے کے لئے کہا۔ مگر ساتھ ہی تاکید کی کہ اپنے ہاتھ سے اس طرح سایہ کئے رکھنا کہ روشنی سوراخ کی راہ سے اندر نہ جانے پائے۔ یہ کہہ کے اس نے کواڑ میں بنے ہوئے کنجی کے سوراخ کے ساتھ کان لگایا۔ اور کمرہ کے اندر کی آواز سننے لگا۔ کوئی کم تجربہ کار شخص اس قدر آسانی سے معلوم نہ کر سکتا۔ کہ کمرہ کے اندر کا شخص حالت خواب میں ہے۔ یا بیدار مگر اس شیطان بصورت انسان کے لئے ایسی معلومات حاصل کرنا دشوار نہ تھا۔ تجربہ اور مشاہدہ سے یہ شخص نقب زنی کے مختلف اصناف پر کامل عبور حاصل کر چکا تھا۔ اور فن سیاہ کاری کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جس کی تفصیل اس کو معلوم نہ ہو۔ ایک لمحہ اس حالت میں کھڑے رہنے کے بعد اس نے سوراخ سے کان ہٹا کر ایک پرمعنی اشارہ سے اپنے ساتھیوں کو یقین دلایا کہ کرایہ دار محو خواب ہے۔ اور حقیقت میں آدھی رات کے وقت جب ساری مخلوق بے خبر سوتی تھی۔ یہی تین شیطان سیرت آدمی

ایک بے گناہ کی جان کے درپے ہو کر اب تک بیدار تھے۔

جیسا مسز دیبر نے بیان کیا تھا کنجی قفل کے اندر ہی لگی ہوئی تھی اور بار نے تھوڑی تحقیق کے بعد معلوم کیا۔ کہ اسے ایسے طریق پر گھمایا ہوا ہے۔ کہ خارجی سوراخ سے دھکا دے کر اُسے کمرہ کے اندر نہیں گرایا جا سکتا۔ گو ایسا کرنا ممکن بھی ہوتا تو وہ شاید اس خیال سے اس کی جرأت نہ کرتا۔ کہ ایسا نہ ہو کنجی گرنے کی آواز سے ہی سونے والا بیدار ہو جائے۔ کنجی کا سرا دروازہ کے باہر کی طرف سوراخ سے ذرا سا نکلا ہوا تھا۔ برکر نے بیب کو خاص انداز سے شمع پکڑنے کی ہدایت کر کے کارروائی شروع کی۔ سب سے اول اس نے جیب سے ایک مضبوط تار کا ٹکڑا نکالا۔ اور اسے کنجی کے نکلے ہوئے سرے کے ساتھ کس کر باندھ دیا۔ اب کنجی کو ایسے طریق پر گھما لینا بہت مشکل نہ تھا۔ کہ سیدھی ہونے کی صورت میں اسے باہر سے دھکا دے کر کمرہ کے اندر گرا دیا جاتا۔ اور چونکہ اس میں تار کا سرا مضبوط باندھ دیا گیا تھا۔ اس لئے گرنے کے بعد اس کا فرش زمین تک پہنچنا یا دروازہ کے ساتھ ٹکرانا بھی غیر ممکن تھا۔ گویا آواز پیدا ہونے کے خلاف جس قدر احتیاطیں عمل میں لائی جا سکتی تھیں۔ وہ سب اختیار کر لی گئیں۔ ان کے بعد ایک اور مصنوعی کنجی باہر سے قفل میں داخل کر کے اُسے حرکت دی گئی۔ تو فوراً دروازہ کھل گیا۔

اب بار نے اشارہ سے بیب کو پرے ہٹ کر کھڑا ہونے کے لئے کہا۔ کہ شمع کی خفیف ترین روشنی بھی کمرہ کے اندر نہ جانے پائے۔ اس کے بعد اس نے پھر کان لگا کر سننا شروع کیا۔ دفعتاً دروازہ بند کر کے اس نے اس قسم کی حرکت کی۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ کرایہ دار جاگنے لگا ہے۔ اس سے جیک سمڈلے بہت گھبرایا۔ اور ایک ہاتھ سے برکر اور دوسرے سے اپنی بی بی کو پکڑ کر انہیں واپس لے جانے کے خیال سے کھینچنے لگا۔ بیب تو اس بارہ میں کوئی فیصلہ نہ کر سکی کہ یہیں ٹھیرنا چاہیئے۔ یا واپس جانا مگر برکر نے چہرہ پر تندی کے آثار پیدا کر کے پرجوش اشارو سے ظاہر کیا کہ اب پیچھے ہٹنے کا وقت نہیں۔ معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے۔ کہ اب اسے ضرور تکمیل تک پہنچانا چاہیئے۔ مگر جیک سمڈلے کی حالت نہایت زار تھی۔ چہرہ لاش کی طرح زرد اور بدن کانپ رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس خوف کا اثر اس کی بی بی کی ذات میں بھی منتقل ہونے لگا برکر بدستور پرجوش اشارے کر رہا تھا۔ اور اس کی نگاہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ جیک سمڈلے کو حد درجہ قابل نفرت و حقارت سمجھتا ہے۔

بجھائی جانے دو۔ نہیں تو ہمسایہ کے سب لوگ بیدار ہو جائیں گے۔" سمتھ نے آواز دبا کر برکر کے کان میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی پھر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"آہ! یہ کیا آواز تھی؟" کسی نے اندر سے کہا۔ اس کے ساتھ دروازہ کی دستی گھومنے کی آواز آئی۔ اور اصلی کنجی جو تار کے ساتھ بندھی ہوئی اندر کی طرف لٹک رہی تھی دروازہ کے ساتھ بزور ٹکرائی۔

یہ حالت دیکھ کر بار نے دروازہ کو زور سے دھکا دے کر کھولا۔ اس کے بعد کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔ اور اندر سے مدد۔ مدد کی آوازیں آنے لگیں۔ برکر نے فوراً جیب سے پستول نکال کر اس کا سرا زور سے کرایہ دار کے سر پر دے مارا۔ اور اب بیبی سمتھ نے بھی حوصلہ کر کے شمع ہاتھ میں لیئے اندر گھس گئی۔ روشنی میں دیکھا۔ تو غریب کرایہ دار خون میں لت پت فرش زمین پر پڑا ہوا درد سے کراہتا تھا۔ مگر جیسے ہی بے رحم برکر نے پستول کا دوسرا وار اس کی پیشانی پر کیا۔ اس کے منہ سے ہر قسم کی آوازیں آنی بند ہو گئیں۔ قتل کی واردات مکمل ہوئی۔ اور نامعلوم کرایہ دار اس لمبے سفر پر روانہ ہو گیا جس کا برکر نے اس بے رحمی سے ذکر کیا تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ بھیسر بھیسر کی آوازیں سن کر اس غریب کی آنکھ کھل گئی تھی اور وہ حقیقت حال معلوم کرنے کو چارپائی سے اٹھا تھا۔ چنانچہ جلد جلد پتلون پہن کر وہ دروازہ کھول کر معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ معاملہ کیا ہے کہ اتفاقاً اس کا ہاتھ کنجی میں بندھی ہوئی تار کے ساتھ لگا جس سے اس کے اندیشوں کی تصدیق ہو گئی۔ برکر کا دھکا لگنے سے وہ بے بس ہو کر گر گیا۔ اور اب اس کمرہ کے فرش پر اس کی لاش اس حالت میں پڑی تھی۔ کہ پستول کے واروں سے کھوپڑی ٹوٹ گئی۔ اور مغز بہنے لگا۔

"بے وقوف آگے کیوں نہیں آتا؟" بیبی سمتھ نے اپنے شوہر سے کہا۔ "بزدلوں کی طرح وہیں کھڑا کانپ رہا ہے۔"

"بیب میں بزدل نہیں ہوں" جیک نے جس کی دلیری خطرہ کا وقت گذر جانے سے عود کر آئی تھی جواب دیا۔ "وہ ایک عارضی احساس تھا جو رفع ہو چکا۔ اب آؤ روپیہ تلاش کریں۔"

"بے شک یہ کام پہلے ہونا چاہیئے۔ لاش کو بعد میں ٹھکانے لگایا جا سکتا ہے۔" برکر نے کہا۔ "مقام شکر ہے کہ سارا کام بڑی صفائی سے ہو گیا۔ اگرچہ ماسٹر جیکس انصافاً کہنا پڑتا ہے

کہ تم نے اس موقعہ پر گڑبڑ کرنے میں کمی نہیں۔ اس سے پہلے بھی ایک دو موقعوں پر ہم نے مل کر کام کئے ہیں۔ مگر ایسی بزدلی کا اظہار تمہاری طرف سے پیشتر نہ ہوا تھا۔"

سڈلے کو یہ طعنے بہت ناگوار معلوم ہوتے تھے۔ مگر وہ ان کی موزونیت کو سمجھتا تھا کہنے لگا "بلر نے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں بزدل نہیں صرف محتاط ہوں۔ اس وقت بھی میرا منشا یہی تھا کہ ایسا نہ ہو شور و غل سے ہمسایہ کے لوگ بیدار ہو جائیں۔"

"اور وہ ضرور بیدار ہو جاتے اگر میں نے وقت پر سب کام نہ کر دیا ہوتا۔" برک نے وحشیانہ لہجہ میں کہا "تیرا جواب کہ سارا کام ہو چکا ہے۔ اس بحث کی ضرورت نہیں۔ اور ... آہ! روپیہ بھی مل گیا!"

گفتگو کرتے ہوئے یہ شخص مقتول اجنبی کی پتلون کی جیبیں ٹٹول رہا تھا۔ دفعتاً ان میں کوئی وزنی چیز محسوس ہوئی تو اس کی زبان سے آخری کلمہ مسرت نکلا اور ساتھ ہی اس نے جلدی سے دو بٹوے برآمد کئے۔ کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک میں روپیہ کی قلیل تعداد مگر دوسرے میں قریباً پانسو پونڈ رکھے ہوئے ہیں۔ یہ رقم اتنی زیادہ تھی۔ کہ وہ بدبخت اپنی دیرینہ امید میں بھی اس کا خیال نہ کر سکتے تھے۔ پس یہ جان کر انہیں جو خوفناک مسرت ہوئی۔ اس کا اندازہ کرنا دشوار نہیں

اتنے میں برک نے کہا "ایک آدمی جا کر مسز ویبر کو یہاں بھیج دے کہ وہ فرش کے داغ دھبوں کو فوراً صاف کرے۔ نہیں تو ان سے راز فاش ہونے کا احتمال ہے۔ اور تم بیب لڑکوں کے پاس جا کر انہیں چور دروازہ اٹھانے کے لئے کہو۔ میں اور جیک لاش لے کر آتے ہیں۔ سب کام جس قدر جلد ہو جائے اچھا ہے۔"

مسز سڈلے نے جلتی ہوئی شمع ایک الماری پر رکھ دی اور زینہ کی راہ سے تیز چلتی نیچے اُتری۔ اس کے تھوڑی دیر بعد اس کی بڈھی ماں گرم پانی کا ڈول اور فلالین کا ٹکڑا ہاتھ میں لئے آ پہنچی۔ کمرہ میں بہت زیادہ خون نہ گرا تھا۔ اور جو تھا بھی وہ چٹائی کے اس ٹکڑے تک نہ پہنچا تھا جو چارپائی کے پاس بچھا ہوا تھا۔ بدقماش عورت نے کمرہ میں آتے ہی لاش کی طرف ایک ڈالی جس سے اس کے بدن پر لرزہ خفیف پیدا ہوا۔ جیسا کہ ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ اس کی وجہ محض وہ کراہت تھی جو لاش کو اس کی بگڑی ہوئی حالت میں دیکھ کر ہوئی۔ ورنہ اس میں احساس رحم و تاسف کو ذرا بھی دخل نہ تھا۔ اس کے سوا اس کی طرف سے کسی جذبہ دلی کا اظہار نہیں ہوا۔ پانی اور فلالین کی مدد سے بہت جلد فرش صاف کر دیا گیا جس کے بعد اس زن محجبہ

نے شمع اپنے ہاتھ میں لی۔ اور جیک لنڈر برکر لاش اٹھا کر زینے سے اُترنے لگے۔

تھوڑی دیر میں یہ لوگ اس کمرہ میں پہنچ گئے جہاں بیب اور دو نوڈ کے سکاٹ ان کے منتظر تھے۔ اور اب اول مرتبہ برکر کے ان دو قابل شاگردوں کو اس قسم کی انسانی لاش دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں کسی زندہ اور صحیح سلامت شخص کو قتل کے سیاہ کارانہ عمل سے بے جان کیا گیا تھا۔ ایک لمحہ ... صرف ایک لمحہ کے لئے۔ وہ اس نظارہ کو دیکھ کر خوف زدہ ہوئے۔ صرف ایک لمحہ کے لئے ان کے دلوں کو صدمہ خفیف پہنچا۔ اس کے بعد پھر ان کے اوسان بحال ہو گئے ان کی وحشیانہ خصلت عود کر آئی۔ ان کے ناپاک جذبات احساسات لطیف پر غالب آ گئے۔ برکر نے ان دونو کو دزدیدہ نظروں سے دیکھا۔ اور معلوم کیا کہ ان کے دلوں میں کیا خیالات گذر رہے ہیں۔ اور آخرکار اسے یہ جان کر اطمینان ہوا کہ دونو پوری طرح میرے تابع فرمان اور پابند وفا ہیں۔ اس کے خوفناک چہرہ پر یہ دیکھ کر مسرت و امتنان کا تبسم پیدا ہوا کہ میں نے ان پر اپنے اثر کی جو زنجیر ڈالی۔ وہ محفوظ اور مضبوط ہے۔ اور یہ کسی حال میں اس سے بچ نہیں سکتے۔

کمرہ میں آکر انہوں نے اس چھوٹی سی میز کو جو وسط میں رکھی ہوئی تھی ایک طرف ہٹا دیا اس کے نیچے دری کا ایک چوکور ٹکڑا بچھا ہوا تھا۔ اسے بھی اٹھا دیا جس کے بعد فرش زمین میں ایک چور دروازہ نمودار ہوا۔ اس چور دروازہ کو کھولنے سے ایک شگاف نمودار ہوا۔ جس کے اندر سے سیلن کی ناخوشگوار بو آرہی تھی۔ اس گڑھے میں اُترنے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ چنانچہ بارنے دی برکر اور جیک سمڈلے لاش کو تھامے ہوئے ان سیڑھیوں کی راہ سے تہ خانہ میں اُترنے لگے۔ دونو عورتیں یعنی بیب سمڈلے اور اس کی ماں مسز ویبر نیز دونو لڑکے وہانہ پر کھڑے ہوئے شمع کی دھندلی روشنی میں اس خوفناک منظر کو دیکھتے رہے۔ نظارہ جس قدر بھیانک تھا وہ محتاج بیان نہیں۔ برکر کا ڈراونا چہرہ مقتول شخص کی بگڑی ہوئی صورت پر اس طرف جہاں پیشانی اور سر کے اگلے حصہ میں خوفناک گھاؤ نظر آتا تھا۔ جھکا ہوا تھا۔ اور وہ اپنے ناہنجار ساتھی جیک سمڈلے کی مدد سے اس بدنصیب کی لاش کو خطرناک غار کے اندر اتار رہا تھا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ یکایک بیب سمڈلے نے گھبرا کر کہا "چپ! کوئی شخص اوپر کے زینہ پر چلا آرہا ہے!"

"کیا بہکی ہوئی باتیں کرتی ہو" برک نے غرا کر کہا۔ "سب دروازے بند ہیں۔ ایسی حالت میں کوئی کیونکر اندر آسکتا ہے۔ اور آیا تو ہم اس کو بھی مردہ بنا دیں گے"

"چپ بھی کرو!" مسز سمڈلے نے خوف و اضطراب ظاہر کرتے ہوئے کہا "میں یقیناً کہہ سکتی ہوں کہ کوئی شخص زینہ پر چل رہا ہے۔ اس کے پاؤں کی چاپ صاف طور پر سنائی دیتی ہے"

یہ الفاظ اس نے ایسے یقینی لہجہ میں کہے تھے۔ کہ ہر شخص دم بخود ہو کر جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔ سب نے کان لگا کر سننے کی کوشش کی۔ مگر کوئی آواز۔ کوئی چاپ سنائی نہ دی جس سے بالآخر مسز سمڈلے کو بھی یہی ماننا پڑا کہ جو کچھ میں نے سنا وہ محض واہمہ تھا۔ لیکن دفعتاً بالائی زینہ پر کسی کے تیز چلنے کا عجیب شور ان کے کانوں میں پہنچا۔ جس کو سن کر لاش برک کے ہاتھ سے گر پڑی اور جیک سمڈلے جو مقتول کے پاؤں تھامے ہوئے تہ خانہ میں آگے آگے اتر رہا تھا۔ دھکا کھا کر گرا۔ لاش اس کے اوپر جا گری۔ اور دونوں ڈھک کر زینہ کے نیچے یعنی تہ خانہ کے فرش پر گر گئے۔ پھر اس جگہ سے جیک سمڈلے کی خوفناک چیخ سنائی دی۔ جس کے ایک لمحہ بعد وہ دیوانوں کی طرح بے تحاشا دوڑتا تہ خانہ کے زینہ کی راہ سے اوپر آیا۔ سر کے بال فرط خوف سے سیدھے کھڑے تھے۔ چہرہ پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ ہونٹ سپید ہو گئے تھے۔ اور آنکھوں سے انتہائی سراسیمگی کا اظہار ہوتا تھا۔

باہر نکلتے ہی اس کی بی بی نے اس کا بازو بزور پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے کہا "بیوقوف یہ کیا حماقت ہے! کیا اس واقعہ کو سارے زمانہ میں مشہور کرو گے؟"

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ بارنے دی برک نے لاش کو ہاتھ سے چھوڑا۔ تو اس کی وجہ خوف یا اضطراب نہ تھی۔ بلکہ محض یہ کہ وہ اس عجیب آواز کو سن کر جو ہر شخص کو سنائی دی۔ یہ جاننے کے لئے دوڑ کر اوپر جانا چاہتا تھا۔ کہ زینہ پر کون چل رہا ہے۔ مگر جس وقت اس نے کمرہ کا دروازہ کھول کر غور سے سننے کی کوشش کی۔ تو ہر طرف خاموشی تھی۔

کہنے لگا۔ "ذرا موم بتی دو۔ کہ میں تمہارے اطمینان کے لئے دیکھ بھال کر لوں تم میں سے ہر شخص سخت ہی دہشت زدہ نظر آتا ہے"

اس کے شاگردوں میں سے ایک نے جلتی ہوئی شمع پیش کی۔ اور جس وقت وہ اسے ہاتھ میں لے کر کمرہ سے باہر نکلا تو کسی کے تیز چلنے کی وہی آواز پھر سنائی دی۔ اب جو اس شمع کی روشنی میں دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ ایک قد آور بلا جو دروازہ کے باہر پائے انداز پر بیٹھا ہوا تھا

تیز دوڑ کر اوپر کے زینہ پر چڑھ گیا۔ یہ دیکھ کر بر کرنے زور سے قہقہہ لگایا۔ اور دوبارہ برتن دھونے کے کمرہ میں واپس آکر دروازہ بند کرتے ہوئے کہنے لگا: "ہم بھی کتنے بے وقوف تھے۔ ارے وہ تو محض ایک بڑا سا کالا بلا تھا جو کسی طرح مکان کے اندر گھس آیا۔"

"میں سمجھی۔ یہ وہی بلا ہے جسے پاس کے شراب خانہ والوں نے پال رکھا ہے۔" بیب سمڈ نے کہا۔

ندکوب اب تک کھڑا نمایاں طور پر کانپ رہا تھا۔ کہنے لگا: "اگر یہ واقعی بلے کی آواز تھی۔ تو کیا یہ امر حیرت خیز نہیں کہ وہ کم بخت گھر کے اندر یوں اندھا دھند دوڑتا پھر رہا ہے؟ میرا خیال ہے وہ بھی اس بات کو سمجھ گیا ہے۔ کہ اس گھر میں کیا کارروائی عمل میں آئی ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے گوشے کے دہانہ کی طرف دیکھا۔

"میں کہہ سکتا ہوں ان جانوروں کی عقل حیوانی بہت تیز ہوتی ہے۔" بر کرنے انداز سکون سے کہا "لیکن چونکہ بلیوں کو بولنے کی طاقت حاصل نہیں۔ اس لئے غنیمت ہے کہ وہ کسی راز کو ظاہر نہیں کر سکتیں۔ پس ہمارے لئے اس معاملہ میں فکر کرنے کی حاجت نہیں۔ جیک تم ذرا ادھر آکے برانڈی کے دو گھونٹ پیو۔ اور اس طرح بیوقوفوں کی مانند نہ ڈرو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ آج تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ کہ ہر بار ایسی بزدلی کا اظہار کرتے ہو۔ بخدا ان لڑکوں کے سامنے تم نے اچھی مثال قائم نہیں کی۔ بتاؤ چونا کہاں ہے؟"

"تہ خانہ میں ہر چیز موجود ہے۔" بیب سمڈ نے کہا۔ پھر اپنے شوہر کی طرف منہ کرکے اس نے وحشیانہ غصہ سے کہا: "یہ لو برانڈی پی کر مرد بنو۔ تم نے تو آج مردوں کا نام ہی بدنام کیا ہے۔"

ندکوب نے بی بی کے ہاتھ سے شراب کا گلاس لیکر جرعہ پیا جس سے اس کی ہمت کسی حد تک بحال ہو گئی۔

اتنے میں بر کا اپنے شاگردوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: "لڑکو۔ تم دونو میرے ساتھ رہو۔ میں چاہتا ہوں تمہیں بھی لاش کو ہاتھ لگانے کی عادت ہو جائے۔ جیک تم بھی چلو۔"

ندکوب اور بر کر دونو ایک جلتی ہوئی شمع لیکر تہ خانہ میں اترنے لگے۔ اور دونو بھائی سکاٹ ٹیری اور پھرتی سے ان کے ساتھ ہو لئے۔ تہ خانہ میں ایک پھاوڑا اور کدال موجود تھی۔ فوراً ایک گڑھا کھودا گیا۔ جس میں لاش کو دفن کرنا مطلوب تھا۔ اس میں لاش ڈال کر اوپر بہت

سا چونا اور مٹی ڈال دی گئی۔ جس کے بعد زمین کو ہموار کر دیا گیا۔ اس طرح یہ ناپاک کام ختم ہوا۔ تہ خانہ سے نکلکر ان لوگوں نے چور دروازہ کو بند کر دیا۔ اوپر دری کا وہی ٹکڑا بچھایا اور اس کے اوپر میز رکھ دی۔ اسی میز پر شراب کی بوتلیں اور گلاس رکھ کر ان بدبختوں نے اس جگہ کے عین اوپر جہاں ایک بے گناہ شخص کو ہلاک کر کے دفن کیا گیا تھا۔ شغل میخواری شروع کیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد بر کر اور بیب سمڈلے اس کمرہ میں گئے جہاں واردات ہوئی تھی۔ اور اجنبی کے بیگ کو الٹ پلٹ کر دیکھا مگر ہر قسم کی تلاش کے باوجود نہ نقدی اور نہ کسی طرح کے کاغذات برآمد ہوئے۔ البتہ الماری کے اوپر انہیں ایک نہایت خوشنا گھڑی۔ ایک سونے کا بنا ہوا پنسل کیس اور دو تین انگوٹھیاں نظر آئیں۔ انہیں لے کر یہ دونوں پھر وہیں آ گئے۔ جہاں ان کے ساتھی موجود تھے۔ وہیں مال غنیمت تقسیم ہوا۔ سب نے مل کر اور شراب پی۔ اور آخر کار رات کے ۲ بجے کے قریب بر کر اور اس کے دونوں شاگرد تھوڑی تھوڑی دیر کے وقفہ سے مکان کے عقبی حصہ سے نکلکر گرجا کے پاس والی تنگ گلی سے ہوتے ہوئے رخصت ہوئے۔

ان کے چلے جانے پر جب میاں بی بی سمڈلے اپنے کمرہ میں تنہا رہ گئے تو بیب نے شوہر سے کہا۔ "آج تم نے ایسی حماقت کا ثبوت دیا جسے میں عمر بھر معاف نہ کر سکوں گی"

زکوبیس نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ اور کہنے لگا "کیا بتاؤں آج مجھے کیا ہو گیا۔ جب ہم تینوں دروازہ کے باہر کھڑے تھے۔ تو دفعتاً مجھ پر ناقابل فہم ہراس طاری ہو گیا۔ پھر اس کے بعد تہ خانہ میں جو واقعہ پیش آیا۔ اس نے میرے رہے سہے اوسان خطا کر دیئے۔ کسی کی لاش کا بہنے اوپر گرنا۔ تم ہی خیال کرو کتنا ہولناک واقعہ ہے۔ . . . اور بیب میں کہہ سکتا ہوں۔ آج تم نے بھی اس ثابت قدمی کا ثبوت نہیں دیا۔ جس پر تمہیں فخر ہے۔ ایک بار تم دروازہ کے باہر خوف زدہ ہوئی تھیں۔ اس کے بعد کم بخت بلے کے شور سے ڈر گئیں . . ."

"خیر جو ہوا ہو گیا" عورت نے جو شوہر کی زبانی اس طرح کی راست بیانی سننا پسند نہ کرتی تھی۔ جلدی سے کہا۔ وہ بھی دل میں محسوس کرتی تھی کہ آج واقعی میری طرف سے کمزوری کا اظہار ہوا ہے

"سنو بیب اتنا میں پھر تم سے کہتا ہوں" زکوبیس نے عصبی اضطراب سے کمرہ کے چاروں طرف دیکھ کر خوف سے دبی ہوئی آواز میں کہا۔ "آج رات بلے کا واقعہ ٹھیک نہ تھا۔ جو کچھ ہوا میں اسے سخت منحوس سمجھتا ہوں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ جانور اصل حقیقت کو جان گیا ہے"

تب چپ بھی کروگے یا نہیں ؟" بیب سٹڈلے نے شوہر کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر اس وقت اس کا اپنا چہرہ حد درجہ زرد تھا۔ اور جس وقت ان کی آنکھیں چار ہوئیں تو وزرکیب نے معلوم کیا کہ اس کی نگاہ میں بھی تو ہمانہ خوف کا وہی اثر موجود تھا جو اس کے اپنے دل کو پریشان کر رہا تھا۔

باب - ۲۴

راز کی باتیں

واقعات مذکورہ کو ایک ہفتہ گذر گیا۔ اس عرصہ میں آنریبل ولسن سٹینہوپ تین چار مرتبہ مارچ مونٹ ہوس میں گیا۔ اور دو بار اس نے ڈیوک کے ہاں کھانا بھی تناول کیا۔

اس شخص کی عمر ۳۵ سال کے قریب تھی۔ دیکھنے میں شکیل لیکن وضع رندانہ اور طبیعت لاابالی تھی۔ چند سال رسالہ کی ملازمت کرنے کے بعد اس نے مالی ضرورتوں سے مجبور ہو کر اپنا عہدہ افسری تو فروخت کر دیا۔ مگر فوجی انداز ایک حد تک اب بھی قائم تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ فوج سے جدا ہونے کے بعد بھی اس نے اینٹھی ہوئی مونچھوں کا شوق جاری رکھا۔ خط وخال ابھرے ہوئے اور نمایاں لیکن متناسب تھے۔ اور چہرہ سے جذبات شہوانی کا اظہار ہوتا تھا۔ بالوں کی رنگت ہلکی۔ آنکھیں موٹی اور حسین عورتوں کی طرف دیکھتے ہوئے ان میں غیر معمولی تیزی اور چمک پائی جاتی تھی۔ جس سے کامل اوباشی کا اظہار ہوتا تھا۔ انتہا درجہ عیاش۔ عادی قمارباز۔ کامل فضول خرچ اور غائت درجہ بداخلاق۔ بے اصول اور عصمت ریز ہونے کے باوجود سوسائٹی نے اس شخص کو اب تک حلقہ فیشن سے جدا کرنا ضروری نہ سمجھا تھا۔ اور یہ اس لئے کہ اس جماعت کے اصول وآداب مخصوص اور زمانہ بھر سے نرالے ہیں۔ ان کی پابندی کرتا ہوا کوئی شخص دنیا کے مسلمہ ضوابط کی خلاف ورزی کرے تو بھی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا۔ مثلاً کوئی شخص ہزار ہا تاجروں سے دغا فریب کرے۔ اس سے قطعاً بازپرس نہیں ہوتی۔ لیکن اگر وہ دوڑیں ہاری ہوئی شرط یا جوئے میں برباد کی ہوئی رقم حسب وعدہ ادا کرنے سے قاصر رہ جائے تو پھر اس حلقہ شرافت ونجابت سے فوراً خارج ہو جاتا ہے جسے پرستاران فیشن نے خود قائم کر رکھا ہے۔ وہ بیسیوں ناتجربہ کار شریف ومعصوم عورتوں کو صدہا طریقوں سے ورغلا کر منزل عصمت سے گرا دے

معمولی بات ہے کیونکہ اس کے بعد بھی وہ مرد شریف کہلاتا اور فخر و غرور سے سر اٹھا کر چل سکتا ہے۔ لیکن اپنے طبقہ میں اگر اس سے ایفائے عہد میں خفیف سی لغزش بھی سرزد ہو تو اس کی عزت فوراً سلب ہو جاتی ہے۔ یہ دنیائے فیشن کے رواج و ضوابط ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مسٹر سٹینہوپ جیسا شخص زمانہ بھر کے گناہ اور جرم کر کے بھی بڑے اطمینان سے گردن اٹھا کر چل سکتا ہے۔ اور کوئی اسے حلقہ تمدن سے خارج کرنے یا خارج قرار دینے کی جرات نہیں کر سکتا۔

جیسا ناظرین کو معلوم ہے یہی وہ شخص تھا جسے ڈیوک آف مارچ مونٹ نے ڈچس کی تباہی عمل میں لانے کے کام پر مامور کیا۔ اس ایک ہفتہ کے عرصہ میں جو ان اخوان الشیاطین کے عہد کے بعد گذرا۔ ڈیوک کے قصر نوابی میں اس کی آمد و رفت ایک حد تک بے تکلفانہ ہو چکی تھی اور ان موقعوں پر ڈچس نے جو حقیقت حال سے قطعاً بے خبر تھی ہر بار اس سے موزون اخلاق کا سلوک کیا تھا۔ اس کے ناپاک ارادوں کی طرح وہ اس کے رندانہ مشرب سے بھی لاعلم تھی۔ اور گو مختلف اوقات میں اس نے اڑتی سی خبر سنی تھی۔ کہ یہ شخص قدرے شگفتہ مزاج ہے۔ تاہم اس شگفتہ مزاجی کی نوعیت یا وسعت سے وہ اب تک محض نابلد تھی۔ علاوہ بریں خود اخلاق حسنہ اور عادات پسندیدہ رکھنے کے باوجود وہ اچھی طرح محسوس کرتی تھی کہ اگر میں نے مسٹر سٹینہوپ کی طرز کے سبھی مردوں سے میل جول ترک کر دیا۔ تو فیشنبل سوسائٹی میں ایک شخص بھی ایسا باقی نہ رہے گا جس سے اختلاط روا ہو پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ وہ ہر معاملہ میں اپنے شوہر کی مرضی کے تابع رہنا پسند کرتی تھی۔ اس کے احکام کی خلاف ورزی اس کی عادت میں داخل نہ تھی اپنے شوہر ڈیوک آف مارچ مونٹ کا تغافل ہی اس کے لئے کیا کم سوہان روح تھا۔ کہ وہ اس کی خواہشات میں حائل ہو کر موجودہ ناچاقی کو تنفر کی صورت دینا منظور کرتی۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی کشیدہ خاطری سے پوری طرح آگاہ اور خبردار تھی۔ محض ڈیوک کی خوشنودی مزاج کے لئے وہ اس کے دوستوں کو اپنا دوست سمجھنے لگی تھی جس شخص کی مدارات کا اس کا شوہر حکم دیتا۔ اس کی تقدیم اس پر فرض ہوتی تھی۔ ایسے حالات میں اگر اس نے ایک ایسے مسلمہ بدمعاش اور بے اصول شخص سے اختلاط منظور کیا۔ جیسا کہ سٹینہوپ تھا تو اس میں کوئی بات غیر معمولی یا باعث حیرت نہیں سمجھی جا سکتی۔

جو واقعہ ہم اب بیان کرتے ہیں۔ اس کی توضیح کے لئے اس کوٹھڑی کا کچھ حال لکھنا بھی ضروری

ہے۔ جو لائبریری سے ملحق تھی۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ یہ ایک نہائت تنگ حجرہ تھا جس میں صرف ایک کھڑکی تھی۔ اور جس میں ایک ہی شخص آرام کر سکتا یا زیادہ سے زیادہ دو آدمی شراب کی بوتل سامنے رکھ کر باتیں کر سکتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے اس کوٹھری کو بنایا ہی اس غرض سے گیا تھا کہ اگر کوئی شخص لائبریری میں مطالعہ کرتے کرتے تھک جائے تو ذرا دیر کے لیے اس میں جا کر آرام کر سکے۔ اور اسی لیے اس میں داخل ہونے کے دو دروازے تھے۔ ایک لائبریری کی طرف اور دوسرا سمت مخالف میں مگر جب ڈیوک آف مارچ مونٹ نے اس مکان میں سکونت اختیار کی تو اس نے یہ دروازہ بند کرا کے اس کے آگے بھی کتابوں کی الماریاں رکھوا دیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ڈیوک نے اس قدر زیادہ کتابیں خرید لیں۔ جتنی لائبریری میں بمشکل آ سکتی تھیں۔ گو یہ خریداری اس لئے نہ ہوئی تھی کہ اسے حد سے زیادہ علمی انہماک تھا۔ کیونکہ واقعہ میں یہ شخص چند اخبار۔ نئے ناول۔ متعدد سیاسی رسائل یا پارلیمنٹ کے کاغذات دیکھنے کے سوا کسی چیز کے مطالعہ کا شوق نہ رکھتا تھا۔ پس ان کتابوں کو جن کی خوشنما مطلا جلدیں بندھی ہوئی تھیں محض اس وجہ سے خرید لیا گیا تھا۔ کہ ان سے کمرہ کی زیبائش ہو جائے گی جس طرح ان گلدانوں سے مکان کی آرائش مطلوب تھی جو زینہ پر اور غلام گردش میں جا بجا رکھے ہوئے تھے۔ یا ان تصاویر سے جو متفرق کمروں کی دیواروں پر جگہ جگہ آویزاں تھیں۔ پس جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اس نے محض کتب خانہ کی شان دلآویزی میں اضافہ کی غرض سے اتنی کتابیں خرید لیں جو اس جگہ بمشکل سما سکتی تھیں۔ اور اس کے بعد اس خیال سے کہ انہیں بند الماریوں یا صندوقوں میں مقفل نہ رکھنا پڑے۔ اس کوٹھری کے دروازہ کے سامنے نئی شیشہ دار الماریاں چنوا کر ان میں رکھوا دیا۔

ایک روز اسی کوٹھری میں بیٹھے ہوئے کرسچن نے معلوم کیا کہ دروازہ بند ہونے کے باوجود لائبریری کی ہر قسم کی آوازیں بڑی آسانی سے اس جگہ سنی جا سکتی ہیں۔ عام حالات میں وہ کبھی دروازہ سے لگ کر کسی کی گفتگو سننے کو آمادہ نہ ہوتا۔ مگر اس موقعہ پر مسٹر ریڈکلف نے اس کو مشورہ دیا تھا کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کے حرکات سکنات و الفاظ کا پورے طور سے خیال رکھنا اور وہ ضرورت سے مجبور ہو کر اس ہدائت پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

اس ایک ہفتہ کے بعد جس کا ذکر سطور بالا میں کیا گیا ہے۔ ایک روز سہ پہر کو کرسچن لائبریری میں ڈیوک آف مارچ مونٹ کے پاس بیٹھا ہوا کام کر رہا تھا کہ ایک خادم نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ

مسٹر آرمیٹیج ملاقات کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ کرسچن نے دیکھا کہ یہ نام سنتے ہی ڈیوک کے چہرہ پر اضطراب وکلفت کے آثار نمودار ہوگئے۔ یہ علامات کچھ اس قسم کی تھیں کہ گو ڈیوک کے چہرہ پر ان کا اثر محض عارضی تھا۔ تاہم کرسچن کے ذہن میں ان کی یاد بہت عرصہ قائم رہی۔ اسے معلوم تھا کہ مسٹر آرمیٹیج لیڈی آکٹیوین میریڈیتھ کا باپ ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کا لارڈ اور لیڈی آکٹیوین میریڈیتھ کے یہاں اکثر جانا رہتا ہے۔ ایسے حالات میں قدرتی طور پر اسے اس بات پر سخت حیرت تھی کہ ایک ایسے معروف نام سے ڈیوک کو اس قدر پریشانی کیوں ہوئی۔ بہن سے اثنائے گفتگو میں اسے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ مسٹر آرمیٹیج کو کئی سال پیشتر ڈیوک آف مارچ مونٹ کے ہاں کسی قسم کی ملازمت حاصل تھی۔ اور اس شخص کی موجودہ دولت کا آغاز وہیں سے ہوا تھا۔ اس صورت میں ڈیوک آف مارچ مونٹ کو اپنے ایک قدیم ملازم اور موجودہ شناسا سے کدورت ہونا باعث حیرت تھا۔

جب نوکر مسٹر آرمیٹیج کو لانے کے لئے چلا گیا تو ڈیوک نے کرسچن سے کہا "بس اب تم جاؤ۔ آج کے لئے کوئی اور کام نہیں ہے۔ اس لئے میں تمہیں چھٹی دیتا ہوں۔"

کرسچن سلام کر کے لائبریری سے رخصت ہوا۔ مگر باہر نکلتے ہی اس کے قدم بے اختیار اس کوٹھری کی طرف گئے۔ جہاں اس نے دو تین کتابیں مطالعہ کے لئے نکال کر میز پر رکھی ہوئی تھیں حالات پیش آمدہ میں ناظرین بآسانی اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ نوجوان ایشٹن کو ڈیوک آف مارچ مونٹ کی ہر ایک پر راز حرکت عجیب کارروائی کس قدر اہم معلوم ہوتی تھی۔ علاوہ بریں مسٹر ریڈکلف کی یہ نصیحت رہ رہ کر اس کے ذہن میں تازہ ہوتی تھی کہ اسے ڈیوک کے تمام حرکات وسکنات کا بغور مشاہدہ کر کے اسے نتیجہ سے خبردار کرتے رہنا چاہیئے۔ کلیمنٹ ریڈکلف کی دیانت اور خلوص نیت پر اسے کامل اعتماد تھا۔ پس اس بات پر غور نہ کر کے کہ میری بہم پہنچائی ہوئی اطلاعات کی بنا پر وہ اس خوفناک سازش کو جو ڈچس کے خلاف عمل میں لائی جا رہی تھی روکنے کے کونسے وسائل اختیار کرے گا۔ کرسچن نے اس امر خاص کو ذہن نشین کر لیا کہ ڈیوک کے معاملات کی نسبت اسے جتنی زیادہ معلومات مہیا کی جائیں گی۔ اتنا ہی مسٹر ریڈکلف کی ان تجاویز میں جو وہ ڈچس کے بچاؤ اور اس کے دشمنوں کی شکست کے لئے سوچ رہا تھا بہتر امداد مل سکے گی۔ ان حالات میں اگر اس موقعہ پر اس نے ڈیوک آف مارچ مونٹ اور مسٹر آرمیٹیج کی گفتگو سننے کے لئے بند دروازہ کے پیچھے کھڑا ہونا پسند کیا تو اسے اس کے لئے معذور و مجبور سمجھا جا سکتا ہے۔

لائبریری میں آتے ہی مسٹر آرمیٹج نے ڈیوک سے کہا۔ "میں آپ سے اس بے جا دخل اندازی کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ مگر امید ہے سارے حالات سن کر آپ . . ."

"سب سے پہلے یہ بتاؤ۔" ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اس آمد کا تعلق کسی تازہ رعایت . . . کسی جدید مطالبہ سے تو نہیں ہے؟"

"معاف کیجیے" آرمیٹج نے جواب دیا۔ "معاملہ کچھ اسی قسم کا ہے۔"

"اچھا تو جلدی بیان کرو کہ کیا ہے۔ ابھی چھ سات ماہ کا عرصہ گذرا میں نے ایک خاص معاملہ میں تمہارا کہنا منظور کیا تھا۔"

جیسا کہ ناظرین سمجھ سکتے ہیں اس جگہ ڈیوک کا اشارہ اس تحریک کی طرف تھا۔ جو اس نے آکٹیوین ہیرنڈنہ کو زو سے شادی کرنے کے معاملہ میں کی تھی۔

"مائی لارڈ۔ میں آپ کی عنایات سے بے خبر نہیں ہوں۔" آرمیٹج نے جلدی سے کہا۔ "اس موقعہ پر آپ نے میرے حال پر جو توجہ کی میں اس کے لئے بدل شکر گذار ہوں۔ مگر اب میں جس ضرورت سے مجبور ہو کر حاضر ہوا ہوں وہ آپ کی فیاضی اور سخاوت کا تازہ ثبوت چاہتی ہے۔"

"بخدا آرمیٹج۔" ڈیوک نے گھبرا کر کہا۔ "تمہارے الفاظ سے پایا جاتا ہے کہ یہ نئی درخواست بہت ہی غیر معمولی ہے۔"

"جی ہاں میرے لئے غیر معمولی سمجھئے۔" آرمیٹج نے کہا۔ "گو آپ کے نزدیک وہ بالکل حقیر ہے۔"

"اچھا تو مطلب بیان کرو۔" ڈیوک نے مختصر طور پر کہا۔ "مجھے ابھی کئی کام کرنے ہیں۔"

"میں عرض کرتا ہوں۔" آرمیٹج نے جواب دیا۔ "درخواست فقط اتنی ہے کہ خادم کو پچاس ہزار پونڈ عطا کیجیے۔ مجھے ان کی اشد ضرورت ہے۔"

"پچاس ہزار پونڈ!" مارچ مونٹ نے انداز حیرت سے کہا۔ اس وقت بند دروازہ کے پیچھے کھڑے ہوئے کرسچن کو معلوم ہوا کہ ڈیوک کی آواز سے انتہائی سراسیگی ظاہر ہوتی تھی۔

"جی ہاں پورے پچاس ہزار۔ نہ اس سے کم نہ زیادہ۔" آرمیٹج نے ایسے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا۔ جو نوجوان ایشٹن کے لئے اور بھی حیرت خیز تھا۔

"لیکن آخر یہ کیا مذاق ہے۔" ڈیوک نے قدرے جوش کے ساتھ کہا۔ "تم ایک مالدار آدمی ہو کر . . ."

"پہلے میری گذارش سن لیجیے" مسٹر آرمیٹج نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "اس کے بعد

فیصلہ کیجیے۔ قریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا۔ ایک شخص جس پر مجھے کامل اعتماد تھا۔ یکایک اپنے کاروبار کو اس قدر بگڑی ہوئی حالت میں چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ کہ ہر شخص نے اس کو دیوالیہ قرار دیا۔ اس نے واپس آکر دیوالیہ کی درخواست نہیں دی فی الحقیقت وہ یوم فرار سے اب تک عدم پتہ ہے۔ بہر صورت تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ اس درجہ تباہ ہو گیا تھا۔ یا یوں خیال فرمایئے کہ اس نے اپنے اثاثہ کی قلت کو محسوس کر کے قرض خواہوں کو ایسے موثر طریق پر دھوکا دیا۔ کہ انہیں پونڈ میں ایک شلنگ بھی ملنے کی امید نہیں۔ لیکن معاملہ اسی پر ختم نہیں ہوتا۔ فرار ہونے سے پہلے اس نے تیس ہزار پونڈ کی رقم کے لئے جعلسازی کی۔ اور بد قسمتی سے یہ تمام جعلی ہنڈیاں میرے ہاتھ سے گذری ہیں۔ ان پر میرے دستخط موجود ہیں۔ اور کل یوم ادائیگی کو ہر شخص مجھی سے ان کا روپیہ طلب کرے گا۔ یہ نقصان کیا کم تھا۔ کہ مجھ پر بیس ہزار کی ایک اور رقم کا بوجھ پڑ گیا۔ جو اسی شخص مسٹر پرسٹن کے پاس جمع تھی۔ . . .“

”پرسٹن! . . . پرسٹن!“ ڈیوک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”کیا وہی جو تمہارے قریب کسی جگہ رہتا تھا؟“

”جی ہاں اس کا مکان ریجنٹس پارک میں میرے مکان سے بالکل قریب تھا۔“

”مجھے یاد آ گیا۔ وہی شخص جس کے پاس اینشٹن کا روپیہ جمع تھا . . . ؟“

”جی ہاں وہی“ آرمیٹیج نے کہا۔ ”اس نام کی ایک لڑکی میری بیٹی کے پاس ملازم ہو گئی ہے۔ اور اس کا بھائی آپ کے ہاں نوکر ہے۔ معلوم ہوتا ہے ان دونوں کا کچھ روپیہ اس کے پاس جمع تھا۔ جو سب کا سب اس کے فرار سے ضائع ہو گیا۔“

”خیر مگر سوال یہ ہے۔ کیا حقیقت میں تمہیں اس طرح کی مالی دقتیں درپیش ہیں۔ کہ وہ میری امداد کے بغیر رفع نہیں ہو سکتیں؟“ ڈیوک نے اس انداز سے کہا جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ آرمیٹیج کا مطالبہ اس کے لئے سخت ہی ناگوار ہے۔

”میں نے حقیقت حال آپ سے عرض کر دیا۔“ مسٹر آرمیٹیج نے جواب دیا۔ ”اب حضور کو اختیار ہے اس کو غلط سمجھیں یا صحیح۔ بہر صورت اس بحث میں جس قدر وقت صرف ہو رہا ہے وہ محض رائگاں جاتا ہے۔“

”پھر بھی پچاس ہزار پونڈ کی رقم بہت ہے۔“ ڈیوک نے کہا ”میرے اخراجات آمدنی سے زیادہ نہ سہی۔ کم بھی نہیں ہیں۔ پس دفعتاً اتنی بڑی رقم کی فراہمی سخت دشوار ہے۔ مجھے اندیشہ ہے

کہ ساہوکار سے ہاں میرے دس ہزار پونڈ سے زیادہ جمع نہ ہوں گے۔"

"لیکن کیا مضائقہ ہے۔ حضور کے نام نامی کی بنا پر ساہوکار پچاس ہزار تو کیا ایک لاکھ بھی بلا تامل حاضر کر دیں گے۔" آرمیٹج نے ایسے لہجہ میں جواب دیا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ آسانی سے کلمہ انکار قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ اور نہ کسی طرح کی مشکلات کا ذکر اسے خوف زدہ کر سکیگا۔

"یہ تم ٹھیک کہتے ہو۔" ڈیوک نے کہا۔ "مگر ساہوکاروں سے لین دین ان کے ہاں روپیہ جمع کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ ان سے قرض اٹھانے کے لئے نہیں۔"

"اگر یہ بات ہے۔ تو میں حضور کا تعارف شہر کے ایک ایسے شخص سے کرا دوں گا۔۔۔"

"کیا؟ کسی سود خوار سے؟" مارچ مونٹ نے غصہ اور نفرت کے لہجہ میں کہا۔

"ہاں مگر یہ پہلا موقعہ نہ ہوگا۔ کہ آپ کا سود خواروں سے تعلق ہو۔" آرمیٹج نے کہا۔ "جن دنوں حضور کا نام فقط لارڈ کلینڈن تھا۔۔۔"

"بس ٹریورس بس!" ڈیوک نے سختی کے لہجہ میں کہا۔ "میں اس انداز گفتگو کو پسند نہیں کرتا۔"

"مائی لارڈ معاف کیجیے۔" آرمیٹج نے جلدی سے کہا۔ "حالت اضطراب میں آپ کے منہ سے ایک ایسا نام ادا ہو گیا ہے جسے میں بہت مدت گذری ترک کر چکا ہوں۔"

"اوہ کیا ایسا ہوا ہے!" ڈیوک نے گھبرا کر کہا۔ "خیر مسٹر آرمیٹج اس کے لئے میں تم سے معذرت چاہتا ہوں۔ بہرحال روپیہ کی وصولی کا تمہیں کوئی اور انتظام کرنا ہوگا۔۔۔"

"نہیں مائی لارڈ اپنے موجودہ وسائل سے میرے لئے ایسا کرنا غیر ممکن ہے۔ خیال فرمایئے اگر میں بذات خود کسی ساہوکار سے روپیہ قرض لینے جاؤں۔ تو ہر شخص اس کا ذکر کرنے لگیگا۔ اور میں تباہ اور برباد ہو جاؤنگا۔ لیکن آپ کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ اگر آپ اپنے ساہوکار سے روپیہ لینا نہیں چاہتے۔ اور نہ سود خوار سے لین دین منظور ہے۔ تو اپنے ہاتھ سے مجھے ایک ہنڈی لکھ دیجیے۔ میں اس کی بنا پر خود روپیہ حاصل کر لوں گا۔"

"اور اس کی ادائیگی کی صورت کیا ہوگی؟" ڈیوک نے پوچھا۔ "آخر پچاس ہزار پونڈ کی رقم کچھ کم نہیں ہے۔"

"آپ بجا فرماتے ہیں۔" زو کے باپ نے تسلیم کیا۔ "مگر اطمینان فرمایئے کہ مناسب وقت پر اس رقم کی واپسی کا انتظام کر دیا جائے گا۔ مجھے اس سال اکثر شرفا و امرا سے کئی ایک رقوم

وصول کرنا ہیں ۔ ۔ ۔ "

" تو پھر کیوں تم ان کفالتوں کی بنا پر روپیہ حاصل نہیں کرتے ؟" مارچ مونٹ نے آرمیٹج کے مطالبہ سے بچاؤ کا نیا پہلو دیکھ کر جلدی سے کہا۔

" اس لئے مائی لارڈ کہ اگر میں ان کفالتوں کو دوسرے ساہوکاروں کے ہاتھ فروخت کردوں تو گاہک ہمیشہ کے لئے مجھ سے ترک تعلق کرلیں گے ۔" آرمیٹج نے جواب دیا۔ " قدرتی طور پر ان کا لین دین آئندہ کے لئے انہی سود خواروں سے ہوجائے گا۔ جن کے پاس میں ان کی ہنڈیاں گرو رکھوں گا۔"

" مگر دیکھو ٹریورس ۔ ۔ ۔ "

" غور فرمائیے ۔ آپ بار بار وہی نام استعمال کر رہے ہیں۔" آرمیٹج نے اعتراض کیا۔

" اوہ ! مگر اس میں قصور سراسر تمہارا اپنا ہے ۔ کیونکہ تمہیں نے اس زمانہ کی یاد تازہ کی ہے جب تم یہ نام رکھتے تھے ۔ اور تمہاری حالت موجودہ حالت سے مختلف تھی۔ سوچو میں نے تم پر کیا کیا احسانات نہیں کئے ہیں ۔ ۔ ۔ "

" آپ کے احسانات سے کس کافر کو انکار ہے ۔" آرمیٹج نے قطع کلام کرکے کہا۔ " مگر اس وقت امر بحث طلب یہ ہے کہ آپ میری موجودہ ضرورت رفع کر سکتے ہیں یا نہیں ؟"

" اور اگر میں اس کا جواب بصورت انکار دوں تو ۔ ۔ ۔ ؟"

" تو پھر سمجھئے کہ میں برباد ہو گیا ۔ اور کسی برباد شخص کے لئے اس دنیا میں کہیں ٹھکانا نہیں" نو کے والد نے جلدی سے جواب دیا۔" اس لئے میں تو پستول کی نالی منہ میں لیکر اپنا بھیجا اُڑا لوں گا ۔ لیکن ایسا کرنے سے پہلے " اس نے آواز کو حد درجہ دبا کر کہ اس کے الفاظ بمشکل کرسچن کے کانوں تک پہنچے کہا۔ " ایسا کرنے سے پہلے میں اپنی داستان زندگی کے تمام تر واقعات بصورت تحریر چھوڑ جاؤں گا ۔"

اس کے بعد دیر تک خاموشی رہی اور آخر ڈیوک آف مارچ مونٹ نے ہی اس مہر سکوت کو توڑا ۔

کہنے لگا ۔ " روپیہ آج کس وقت تک ملنا چاہیئے ؟"

" شام کو ۵ بجے تک میرے ساہوکاروں کو پہنچ جانا لازم ہے ۔" آرمیٹج نے جواب دیا۔

" پہنچ جائے گا ۔" ڈیوک نے جواب دیا اور اس کے تھوڑی دیر بعد مسٹر آرمیٹج وہاں سے رخصت

ہوگیا۔

اس قدر گفتگو سننے کے بعد۔ زو کے والد کی رخصت سے خبردار ہوکر سچن جھٹ اس کوٹھڑی سے جس میں وہ اب تک چھپا ہوا تھا نکلا۔ اور سیدھا اپنے کمرہ میں جاکر واقعات پیش آمدہ پر غور کرنے لگا۔ سب سے اول اس بارہ میں احساس ملال ہوا کہ میں نے کیوں کسی کی گفتگو چھپ کر سنی۔ زیادہ تاسف اس وجہ سے بھی ہوا۔ کہ اس گفتگو کا اس سازش سے جو ڈچس آف مارچ مونٹ کے خلاف کی گئی تھی کچھ بھی تعلق نہ تھا۔ پس اس کو یہ سوچکر ندامت ہوئی۔ کہ میں نے رفع استعجاب کے لئے کیوں یہ باتیں سُنیں۔ حیران تھا کہ ان واقعات کی خبر مسٹر ریڈکلف کو دینی چاہیئے یا نہیں۔ بہت دیر کشمکش و پیچ کی حالت میں رہنے کے بعد آخر کار اس نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ میں چونکہ ایک مدعائے خاص کو پیش نظر رکھ کر یہ گفتگو سننے بیٹھا تھا۔ اس لئے سب حال بے کم وکاست مسٹر ریڈکلف سے کہہ دینا چاہیئے۔ اسی سلسلہ میں یہ قیاس بھی اس کے ذہن نشین ہونے لگا۔ کہ عجب نہیں مسٹر ریڈکلف اس ذریعہ سے ڈیوک کی نسبت بعض راز کی باتیں معلوم کرکے ان کے دباؤ سے اس کو بدنصیب ڈچس سے انصاف پر مجبور کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

دل سے مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ "اگر مسٹر ریڈکلف کا مقصد یہی ہے تو سمجھنا چاہیے کہ ڈیوک اور مسٹر آربیج کی گفتگو سننا فائدہ سے خالی نہیں ہوا۔ کم از کم مجھے اس بات کا اطمینان حاصل ہے کہ میں کار خیر میں حق وانصاف کی خاطر سینہ سپر ہوا ہوں۔ میری واحد آرزو ایک پاکباز اور نیک دل خاتون کو ادنٰے اور شرمناک سازش سے محفوظ رکھنا ہے۔ اس مطلب کے لئے میں اور مسٹر ریڈکلف جن حربوں کے استعمال پر مجبور ہوں۔ سب جائز اور مناسب ہیں۔"

اس خیال سے اس کی پژمردگی بڑی حد تک رفع ہوگئی۔ اور وہ کھانا کھاکر سیدھا مارٹیمر سٹریٹ کیونڈش سکوئر کی جانب روانہ ہوا۔ جب سے بہن بھائی نے اس مکان کی سکونت ترک کی۔ وہ صرف ایک بار وہاں گیا تھا۔ اور وہ بھی مسز میکابے سے اس بارہ میں مشورہ کرنے کی غرض سے کہ کیا ہمارے لئے ان مصائب و مشکلات سے نجات کی کوئی صورت ہوسکتی ہے۔ جو اس زمانہ میں بہن بھائی کو درپیش تھیں۔

مکان پر پہنچکر اس نے کنڈی ہلائی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد خود مسز میکابے آکر دروازہ کھولا۔ کیونکہ وہ اپنے کمرہ نشست کی کھڑکی سے اس کو آتے دیکھ چکی تھی۔ اسے خوش پوش اور آسودہ حال دیکھ کر دوراندیش اور زمانہ ساز عورت نے پرجوش خیر مقدم کیا۔ اس کی ظاہری

فراغ بالی سے اس کو اطمینان ہو گیا تھا۔ کہ اب کی بار وہ روپیہ قرض لینے نہیں آیا اور آتا بھی تو اس کے پاس معقول عذرات ہر وقت تیار تھے۔ جھٹ کہہ دیتی۔ مجھے اس بات کا سخت رنج ہے کہ تمہاری امداد نہیں کر سکی۔ میں بخوشی ایسا کرتی۔ مگر افسوس کہ آج ہی گھر کے مالک کو کرایہ کی رقم ادا کی ہے۔ کچھ اور روپیہ بڑے دنوں کا میرے ذمہ چلا آتا تھا۔ وہ بھی آج کل میں دیا گیا ہے۔ اس سے اب میرے پاس کچھ نہیں بچا۔ اس قسم کے عذرات ہر وقت اس عیار عورت کو یاد رہا کرتے تھے۔ مگر چونکہ کرسچن اس موقعہ پر کسی امداد کی تلاش میں نہ آیا تھا۔ اس لئے مسز میکالے کو دروغ بیانی کی ضرورت نہیں ہوئی۔

نوجوان سے سرگرمانہ مصافحہ کے بعد وہ کہنے لگی "کہئے مزاج تو بخیر ہیں؟ اور ہاں تمہاری بہن کا اب کیا حال ہے؟ تم دونو مجھے بارہا یاد آتے ہو اور کئی مرتبہ خواہش ہوئی ہے کہ تم سے ملکر ایک پیالی چاء نوش کروں۔ دو ایک موقعوں پر یہ بھی ارادہ ہوا کہ مسز گارڈنر سے ملکر تمہارا حال معلوم کروں۔ مگر عدیم الفرصتی کا برا ہو کہ ایک لحظہ کی مہلت نہیں پا سکی۔ جن کمروں میں تم رہا کرتے تھے۔ وہ اسی روز سے ایک عمر رسیدہ میاں بی بی نے کرایہ پر لے رکھے ہیں۔ گو اصل حقیقت یہ ہے۔" اس نے آواز دبا کر پر اسرار لہجہ اختیار کرتے ہوئے اس طرح کہا گویا اسے اپنا محرم راز بنانا چاہتی تھی۔ "یہ لوگ بہت فرومایہ ہیں۔ مسٹر جانسن یعنی مرد ہمیشہ برانڈی کی بوتلیں مقفل رکھتا ہے۔ اور مسز جانسن گھی کی اس احتیاط سے حفاظت کرتی ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ بتاؤ یہ کمینگی نہیں تو کیا ہے؟"

اس قسم کی باتیں کرتی مسز میکالے نوجوان کو ساتھ لئے اپنے کمرہ نشست میں گئی۔ جہاں پہنچکر کرسچن نے اس بیہودہ سوال کے جواب سے بچنے کے لئے جس پر اس کی طویل تقریر ختم ہوئی تھی۔ دریافت کیا۔ "تو کہئے مسٹر ریڈکلف گھر پر ہیں یا باہر گئے ہوئے ہیں؟"

"وہ اس وقت کہیں گئے ہیں" مسز میکالے نے جواب دیا۔ "مگر امید ہے جلد واپس آجائینگے تم اتنے بیٹھ کر ایک گلاس شراب کا پی لو۔"

"میں اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں" کرسچن نے کہا۔ "مگر میں عادتاً دوپہر کو شراب نہیں پیتا"

"اور واقعی تم بہت اچھا کرتے ہو۔" مالک مکان عورت نے کہا۔ "شراب حقیقتاً دوپہر کو نہ پینی چاہیئے۔ اور میں خود بھی نہیں پیتی۔ سوا اس صورت کے کہ ہمسایہ میں کوئی شخص پیش کرے یا کسی کرایہ دار کی بوتل کے پیندے میں ذرا سی باقی رہ جائے۔ گو اس کا میں تمہیں یقین دلاتی

ہوں کہ میاں بی بی جانسن کبھی ایک قطرہ نہیں چھوڑتے۔ وہ تو پورٹ شراب بھی آخری قطرہ تک پی جاتے ہیں۔ بتاؤ اس سے زیادہ کمینہ حرکت کیا ہو سکتی ہے؟ مگر تم مسٹر ریڈکلف سے ملنا چاہتے ہو ان سے کچھ کام ہے کیا؟"

"جی ہاں قریباً ایک ہفتہ پیشتر ان سے ملاقات ہوئی تھی۔" کریچن نے جواب دیا۔ "اس موقعہ پر انہوں نے مجھ سے یہاں آنے کے لئے کہا تھا۔"

"یہ شخص مسٹر ریڈکلف بہت نیک باطن اگرچہ قدرے عجیب الفطرت ہے۔" مسز میکالے نے کہا۔ "مگر میں کہہ سکتی ہوں کہ اس سے بہتر کرایہ دار کبھی میرے مکان میں نہیں رہا۔ کھانے کی چیزوں میں جو باقی رہ جائیں وہ کبھی ان کی پروا نہیں کرتا اور نہ یہی کہتا ہے کہ انہیں دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھو۔ یہ عادت مجھے بہت پسند ہے۔ نہ اس لئے کہ ذاتی منفعت کا خیال ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ دنیا میں ہر شخص کا اصول یہی ہونا چاہیئے کہ آپ زندہ رہو اور دوسروں کو بھی رہنے دو۔ مسٹر ریڈکلف کا مقولہ یہی ہے۔ علاوہ بریں وہ تکلیف بہت کم دیتا ہے اور اس کے برابر کم گو شخص تو شاذ ہی میرے دیکھنے میں آیا ہوگا۔ نہ خود کسی سے ملتا ہے۔ نہ کوئی اس سے ملنے آتا ہے۔ غرض کہ سب سے زیادہ اسے خلوت پسند ہے۔ اور ایک روز تو میرے دل میں خیال آیا تھا۔ شاید یہ شخص کند ذہن بھی ہے۔ بات یہ ہوئی۔ کہ سوئے اتفاق سے اس روز میرے پاس رات کے کھانے کی کوئی چیز نہ تھی... لیکن یہ واقعہ خارج از بحث ہے۔ مختصر یہ کہ اس کا کھانا بھیجکر میں خود بھی پیچھے چلی گئی اور بڑے اخلاق سے کہا۔ مسٹر ریڈکلف آپ دن بھر تنہا بیٹھے رہا کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ کی طبیعت اکتا جاتی ہوگی۔ پس میں نے مناسب جانا کہ آدھ گھنٹہ کی گفتگو سے آپ کا جی بہلاؤں۔ اس لئے چلی آئی۔ مگر وہ جھٹ میری بات کو قطع کر کے کہنے لگا نہیں مجھے تو خلوت ہی پسند ہے اور میں نہیں چاہتا تم میری خاطر اپنے کام میں ہرج کرو۔ میرا خیال تھا وہ مجھے شریک طعام ہونے پر مجبور کرے گا۔ مگر ایسے فیصلہ کن جواب کے بعد میں وہاں کیا ٹھیرتی ناچار واپس چلی آئی۔ مگر سچ جانو اس سے میرے دل کو سخت صدمہ ہوا خصوصاً اس لئے کہ میں اپنی بہترین گون اور نئی ٹوپی پہن کر گئی تھی۔ اور میری شکل وصورت بھی کچھ ایسی بری نہیں۔ اب بتاؤ کیا یہ شخص عجیب الخصلت ہے یا نہیں؟"

کریچن اگر چاہتا تو اس کے جواب میں کہتا۔ کم از کم اس موقعہ پر مسٹر ریڈکلف کے طریق عمل میں کوئی بات عجیب نہ تھی۔ مگر اس نے مسز میکالے کے جذبات کو مجروح کرنا پسند نہ کیا۔ اس لئے

بات ٹالنے کی غرض سے کہنے لگا۔ "میری رائے میں تو وہ بہت فیاض اور مخیر ہیں۔"

"شاید تم پر کوئی احسان کیا ہوگا"۔ مسز ہیکالے نے جلدی سے کہا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہوئی" کرسچن نے جواب دیا۔ "کم از کم گذشتہ ملاقات پر کوئی بات ایسی نہیں ہوئی۔ اس سے پہلے جیسا آپ کو معلوم ہے ہم بہن بھائی سخت مصیبت میں مبتلا تھے۔ مگر دفعتاً تقدیر نے پلٹا کھایا اور ہم دونوں کو ایک ہی روز دو جداگانہ ملازمتیں مل گئیں مجھے ڈیوک آف مارچ مونٹ کے خاص نویس کی اور کرسٹینا کو لیڈی آکٹیوین میریڈیتھ کی سہیلی کی۔"

"سچ!" مسز ہیکالے نے انداز حیرت سے کہا۔ اور اب دفعتاً وہ زیادہ اخلاق آمیز لہجہ اختیار کر کے کہنے لگی۔ "واقعی یہ خوش نصیبی قابل رشک ہے! ... مگر آپ تھوڑی سی شراب کیوں نہیں پیتے۔ چلنے سے یقیناً پیاس لگی ہوگی۔ ٹھہرو میں ایک ذرا سا ٹکڑا کیک کا بھی لاتی ہوں۔ میں امید کرتی ہوں اگر کبھی میرے مکان کا کوئی حصہ خالی ہوا تو آپ ضرور اس کے متعلق کسی ممبر پارلیمنٹ سے سفارش کریں گے۔ اور میں اس کی مستحق بھی ہوں۔ کیونکہ آپ کو یاد ہے۔ میں نے مختلف اوقات میں جہاں تک ممکن تھا آپ سے اور آپ کی بہن سے اچھا ہی سلوک کیا ہے"

لیکن معلوم ہوتا ہے کرسچن کا حافظہ بہت تیز نہ تھا۔ کیونکہ بڑی کوشش کے باوجود اسے کوئی خاص احسان جو مسز ہیکالے نے اس پر یا اس کی بہن پر کیا ہو یاد نہیں آیا۔ بڑی سے بڑی عنایت جو اس نے ان پر کی یہ تھی کہ مکان سے رخصت کرتے وقت اس نے کرسٹینا کو کام تلاش کرنے کے لئے مسٹر سمیول عمانویل کی دوکان پر جانے کا مشورہ دیا تھا۔ اور یہ مشورہ گو کتنے ہی نیک ارادہ سے دیا گیا ہو۔ بہر صورت اس کی وجہ سے ان غریبوں کو ہتک اور توہین کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا تھا چونکہ وہ کیک اور شراب کے لئے بار بار اصرار کر رہی تھی۔ حالانکہ دونوں چیزیں مسٹر ریڈکلف کے ذخیرہ سے حاصل کی گئی تھیں۔ اس لئے کرسچن نے پھر ایک بار استقلال کے ساتھ انکار کیا۔ گو ایسا کرتے ہوئے اس نے اخلاق کو ہاتھ سے نہیں دیا۔

"اچھا تو اب آپ ایک ڈیوک کے خاص نویس ہیں!" وہ کرسچن کی طرف ایسی تعریفی نظر سے دیکھ کر کہنے لگی۔ گویا وہ کوئی نادر قسم کا جانور ہو۔ اور اُسے دنیا کے کسی بعید مقام سے لاکر چڑیا خانہ میں رکھا گیا ہو۔ "تمہارا وقت ڈیوک کی صحبت میں ہی بسر ہوتا ہوگا۔ واہ! کیا خوش نصیبی ہے۔ میری اتنی عمر گذر گئی۔ مگر آج تک کسی ڈیوک سے گفتگو کا موقعہ نہ ملا۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے کسی

ڈیوک سے ملنے کا اتفاق بھی نہیں ہوا۔ صرف ایک بار میں نے ایک مردہ ڈیوک دیکھا تھا۔ یہ بہت عرصہ کی بات ہے۔ ان دنوں غریب مسٹر میکالے زندہ تھے۔ اور ہم ایڈنبرگ میں رہا کرتے تھے۔ تم سے کیا پردہ ہے۔ میرا شوہر کفنیا تھا۔ اور تابوت کا ناپ لینے کو میں بھی اس کے ساتھ جایا کرتی تھی ... اچھا اور تمہاری بہن لیڈی آکٹیوین میر ڈیتھ کی سہیلی بن گئی ہے۔ میں کہہ سکتی ہوں کرسٹینا لیڈی آکٹیوین کو بہت عزیز ہوگی۔ خیر مجھے تم دونو کی ترقی سن کر بہت خوشی ہوئی یقیناً تم دنیا میں بہت جلد مالدار بن جاؤ گے۔ سچ کہتی ہوں۔ اس روز جب تم نے آکر مسٹر عمانویل کی بدسلوکی کا ذکر کیا۔ تو گھنٹوں روتی رہی۔ بے شک میں نے تمہارے سامنے آنسو نہیں بہائے۔ کیونکہ اندیشہ تھا۔ اس سے تمہارے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ مگر تمہارے جانے کے بعد سچ مچ گھنٹوں روتی رہی۔ اور دل کو جو صدمہ ہوا اسے بیان نہیں کر سکتی۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ عمانویل جیسا شخص ایسے شریف نوجوان سے بدسلوکی کرے۔ میں تو اس کم بخت کو اس دن سے جانتی ہوں کہ وہ ان مسافروں کے ہاتھ نارنگیاں فروخت کیا کرتا تھا۔ جو بازار پیکاڈلی کی سراسے وائٹ ہارس سے کرایہ کی گاڑی پر بیٹھ کر روانہ ہوتے تھے۔ بعد میں اس نے جیبیں پھل کے چاقو بیچنے شروع کئے۔ مگر تم سے کیا پردہ ہے ایسے نکمے چاقو تھے کہ مجال نہیں ان سے ناخن بھی کٹتا ہو۔ اس کے بعد میں اسے ایک بھاری سا تھیلا اُٹھائے دیکھا کرتی تھی۔ اور بہت سی ٹوپیاں فروخت کے لئے اس کے سر پر رکھی ہوئی اس طرح معلوم ہوتی تھیں۔ گویا کسی نے لوہے کے ڈول اوندھے رکھ دیے ہوں۔ اس سے بھی کام نہ چلا تو ہولی ول سٹریٹ میں پرانے کپڑوں کی دوکان کھول بیٹھا۔ جہاں اس کی بی بی میلے کپڑے پہن کر اسے مدد دیا کرتی تھی۔ اور بچے دن بھر گندی نالیوں میں کھیلتے تھے ایسے انقلاب دیکھ کر اس شخص نے آخرکار موجودہ دوکان کھولی جسے اب وہ کیا نام کہ گودام کہتا ہے اور اب تم دیکھتے ہو گاڑی میں سوار ہو کر نکلتا ہے۔ اگر اس کی بی بی کہیں مل جائے تو مجھے بھی اس کو سلام کرنا پڑتا ہے خیال کرو دنیا کے انقلاب کتنے حیرت خیز ہیں۔"

اتنا کہہ کر مسز میکالے افسردہ کن جذبات کے زیر اثر پریشانی کی حالت میں کباٹ کی طرف گئی۔ اور اس شراب کا ایک گلاس پُر کر کے جو وہ ذرا دیر پیشتر کرسچن کو پیش کر رہی تھی۔ خود ہی پی لیا۔ اس وقت صدر دروازہ پر زور کی دستک سنائی دی جسے سن کر وہ منہ کو پونچھتی ہوئی جلدی سے کہنے لگی "گو مسٹر ریڈکلف بھی آ گئے!"

اس کے چند منٹ بعد کرسچن مکان کی پہلی منزل میں مسٹر ریڈکلف کے پاس بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا تھا۔ آخرالذکر نے اس کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ مگر چونکہ فطرتاً کم گو تھا۔ اس لئے چند سرسری کلمات کے بعد جلدی ہی نوجوان کو اپنی آمد کا مدعا بیان کرنے کا موقعہ دیا۔ کرسچن نے ڈیوک آف مارچ مونٹ اور مسٹر آرمیٹیج کی گفتگو کا ضروری ماحصل بیان کیا جسے مسٹر ریڈکلف بڑے غور و توجہ سے سنتا رہا۔

سب حال بیان کرنے کے بعد کرسچن نے کہا "میں امید کرتا ہوں اس گفتگو کو سننا داخل عیب نہ تھا"

"بالکل نہیں" ریڈکلف نے جلدی سے جواب دیا "جس صورت میں ہم نے ایک مظلوم خاتون کو ظلم و ستم سے بچانے کا فرض اپنے ذمہ لیا ہے۔ تو لازم ہے کہ حصول مدعا کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کام لیں۔"

"یہی میرا بھی خیال ہے۔" کرسچن نے اس بات سے خوش ہو کر کہا کہ اس اہم معاملہ میں اس کے اور کلیمنٹ ریڈکلف کے خیالات مساوی نکلے۔ پھر یکایک کچھ سوچ کر وہ کہنے لگا "ایک بات میں آپ سے کہنا بھول گیا جو یہ ہے کہ اثنائے گفتگو میں ایک دوبار ڈیوک نے مسٹر آرمیٹیج کو ٹریورس کے نام سے مخاطب کیا تھا۔"

"ٹریورس!" مسٹر ریڈکلف نے انداز حیرت سے کہا۔

جی ہاں۔" کرسچن نے جواب دیا "معلوم ہوتا ہے اپنی موجودہ اعلیٰ حیثیت تک پہنچنے سے پہلے اس شخص کا نام یہی ہوا کرتا تھا۔"

مسٹر ریڈکلف تھوڑی دیر حالت فکر میں رہا۔ آخرکار وہ غوری لہجہ اختیار کر کے جس کا اظہار لبا اوقات اس کی طرف بے خبری میں ہوا کرتا تھا۔ اس نے کہا "نہیں کرسچن اشٹن ان شخصوں کی گفتگو سننے میں تم نے واقعی کچھ برائی نہیں کی۔ آئندہ کے لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ ڈیوک کے حرکات و سکنات کا بغور مشاہدہ کرتے رہو۔ مارچ مونٹ ہوس میں جو واقعات پیش آئیں ان کا خیال رکھو۔ ہر بات کو خواہ وہ کتنی ہی خفیف ہو۔ اپنے خانہ دماغ میں جگہ دو اور وقتاً فوقتاً مجھے سب حالات کی خبر دیتے رہو۔ اگر تم نے یہ سب کچھ کیا تو میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ہم اب بھی ان لوگوں کی سازشوں کا بحسن و خوبی مقابلہ کر سکیں گے۔ اور ڈچس کو ان خطرات سے جن میں وہ اس وقت گھری ہوئی ہے بچانے میں کامیاب ہوں گے۔ یہ

ایک نہایت شریفانہ فعل ہوگا جسے تم سرانجام دوگے اور گو ایسا کرتے ہوئے کئی طرح کی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ تاہم ان کا بہترین معاوضہ یہ ہے کہ تم اپنے دل میں اپنے افعال پر اطمینان محسوس کروگے۔"

"میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں۔ کہ آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل کروں گا۔" کرسچن نے جواب دیا۔ "میں نے افواہاً یہ بھی سنا ہے کہ چند دن تک ہم لوگ ڈیوک کے دیہاتی قصر اوک لینڈس میں جلنے والے ہیں۔ اور ماہ فروری میں پارلیمنٹ کے آئندہ افتتاح تک اسی جگہ قیام ہوگا۔"

"میرا خیال ہے کہ مسٹر سٹینہوپ بھی اس پارٹی میں شریک ہوگا۔" ریڈکلف نے کہا۔ "میں کہہ سکتا ہوں یہ اسی سازش کی تفصیل ہے۔ اور اس سے مقصود یہی ہے کہ ڈچس اور بدمعاش سٹینہوپ میں اور زیادہ اختلاط پیدا ہو۔ بہرصورت تم نے مجھے یوم روانگی کی اطلاع ضرور دینا۔"

"افسوس! میری رائے میں اوک لینڈس کا نام ڈچس کے حق میں ایک فال نحس ہے" کرسچن نے کہا۔

"کس لئے؟" ریڈکلف نے پوچھا۔

"معلوم ہوتا ہے آپ کو اس ہولناک سانحہ کا علم نہیں جو ۱۸ سال پیشتر وہاں ظہور میں آیا تھا اور جس سے ایک سابقہ ڈچس آف مارچ مونٹ کا گہرا تعلق تھا۔ میں نے اس واقعہ کا حال چند دن پیشتر ایک جگہ پڑھا تھا۔۔۔"

"خیر جو کچھ ہو چکا اس کا مضائقہ نہیں۔" ریڈکلف نے اسی غیر معمولی جلدی کا اظہار کرتے ہوئے جس کا وہ عادی تھا۔ کہا۔ "دیکھنا فقط یہ ہے کہ اوک لینڈس کا نام ایک اور ڈچس کے حق میں زبون ثابت نہ ہو۔ پس میرے نوجوان دوست۔ اب جاؤ۔ مجھے کئی ایک کام کرنے ہیں اور کئی خطوں کا جواب لکھنا باقی ہے۔۔۔"

مسٹر ریڈکلف نے کرسچن سے گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کیا۔ جس کے بعد نوجوان اس سے رخصت ہوا۔

باب ۔ ۲۵

خالی مکان کے اسرار

سمڈلے زرکوب کے مکان پر جس رات قتل کی خوفناک واردات ہوئی۔ اس کے بعد ہر روز بل سکاٹ یا اس کا بھائی دن میں دو تین بار ریجنٹس پارک میں کیمبرج ٹیریس کے پاس گذرتے ہوئے ایک خلص مکان کی طرف بغور دیکھا کرتے تھے۔ مگر ہر بار اس طرح کے مایوسانہ انداز سے واپس چلے جاتے کہ معلوم ہوتا تھا وہ بات جس کا انہیں انتظار ہے۔ اب تک ظہور میں نہیں آئی۔ آخرکار ایک دن صبح کو بل سکاٹ نے اس مکان کی کھڑکیوں میں اس مطلب کے اشتہارات چسپاں دیکھے کہ یوم فردا کو جوزف پرسٹن دیوالیہ کے سرکاری کارکن کے حکم سے اس گھر کا تمام اسباب بذریعہ نیلام عام فروخت کیا جائے گا۔ غالباً یہی وہ بات تھی جس کے انتظار میں برکر کے شاگرد اس طرف ہر روز چکر لگایا کرتے تھے۔ کیونکہ اس اشتہار کو پڑھتے ہی بل سکاٹ نے جھٹ اسکی خبر استاد کو دی۔

"بس ٹھیک ہے۔" بارنر نے جو میٹھا پائپ پیتا اور پورٹ شراب نوش کر رہا تھا۔ یہ اطلاع پاکر اطمینان سے کہا "مجھے یقین تھا اس قسم کا اشتہار بہت جلد چسپاں کیا جائے گا۔ مگر دیکھو۔ تم نے یا تمہارے بھائی نے میاں بی بی سمڈلے کو تو قطعاً اس سے خبردار نہیں کیا کہ میں نے تمہیں اس گھر کی نگرانی پر مقرر کیا تھا؟"

"بالکل نہیں" بل سکاٹ نے جواب دیا۔ "بلکہ ہم تو اس رات کے واقعہ کے بعد ان سے ملے بھی نہیں۔"

"واقعی تم دونو بھائی بہت ہوشیار اور سمجھدار ہو۔" برکر نے خوش ہوکر کہا۔ گو اس موقعہ پر چھوٹا شاگرد حصول تحسین کے لئے حاضر نہ تھا۔ پھر وہ کہنے لگا "کبھی تم نے یہ بھی سوچا ہے۔ کس طرح میں والدین کی طرح تمہاری پرورش کرتا ہوں۔ بخدا جس وقت اس بات کا خیال آتا ہے کہ میں نے تم دونو کو اتوار کے دن خوش پوش رکھنے کے لئے پانچ پونڈ صرف کرکے کباڑی کی دوکان سے دو بالکل نئے سوٹ لے دیے ہیں۔ تو خود اپنی فیاضی پر حیرت ہوتی ہے۔"

"یہ ٹھیک ہے مگر ہفتہ کے باقی دنوں میں تو آپ ہمیں وہی پرانے کپڑے پہننے کو مجبور کرتے ہیں۔" بل سکاٹ نے اپنے میلے اور پھٹے ہوئے لباس کی طرف انداز تاسف سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"خود میں بھی تو ہفتہ بھر پرانے کپڑے پہنے رہتا ہوں۔" برکر نے قدرے غصے سے کہا۔ اور
اس کے بعد بظاہر اپنی طبیعت کو سکون دینے کے لئے اس نے جستی گلاس اٹھا کر اس کی نصف
شراب پی لی۔ اور باقی آدھا گلاس بل سکاٹ کو دیتے ہوئے کہنے لگا۔ "عزیز من۔ تم اب تک بات
کی تہ کو نہیں پہنچے۔ اگر ہم نئے اور اچھے کپڑے پہن کر بازاروں میں نکلا کریں۔ تو گذران مشکل ہو
جائے۔ یہ ایک کھلا ہوا راز ہے کہ ہم کتنے بھی اچھے کپڑے پہنیں۔ ہماری شکل و صورت
ہمیں شرفا کے ہجوم سے الگ ہی رکھتی ہے۔ پس بہتری اسی میں ہے کہ یونہی کام جاری رہے
غور کرو اس دن کے بعد کس طرح میں نے تمہارا پیٹ اچھی سے اچھی چیزوں سے بھرا ہے۔ اور
اسے تو تم بھی تسلیم کرو گے۔ کہ میں نے تمہیں مال غنیمت سے حصہ دینے میں کوتاہ دستی نہیں کی
صبح کے کھانے میں قہوہ۔ بنداڈ پڈنگ۔ دوپہر کو بھنا ہوا گوشت۔ ساگ اور آلو۔ رات کو
مچھلی کے سنبوسے۔ چٹنیاں اور ترکاری اور ان کے ساتھ پینے کو ہر قسم کی وافر شراب۔ بتاؤ
اس مزے کی زندگی کوئی اور بھی بسر کرتا ہے؟ ارے عام لوگوں کا تو کیا ذکر۔ لارڈ میئر اور
اس کے افسر بھی اتنی فضول خرچی کرتے ہوں تو میں انگریز کا بچہ نہیں۔ ولندیز ہوں۔ حالانکہ
واقعہ میں میرا باپ انگلستان ہی کا رہنے والا اور ایک نہایت معزز شخص تھا۔ بل اس کی
یاد میرے لئے سرمایہ فخر ہے۔ اور میں واقعی اس کے نام کا پرستار ہوں۔ ۴۰ سال تک اس نے
ملاحی کی۔ اپنے ملک کی بہتری کے لئے دنیا کے ہر حصہ میں گیا۔ اور آخر کار کسی غیر ملک میں
ہی جان دی۔ تم یہ سن کر حیران ہو گے کہ وہ خلیج باٹنی اور جزیرہ نارفک تک کی سیاحت
کر چکا تھا۔ خلاصہ مطلب یوں سمجھو کہ وہ اس بندر کی طرح تھا۔ جس نے ساری دنیا کی سیر کی تھی
اور جس کا حال تم نے کہانیوں میں پڑھا ہوگا۔"

"اور آپ کی ماں؟" بل سکاٹ نے اس بیان میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ "اس کا ذکر میں
نے کبھی آپ کی زبانی نہیں سنا۔"

برکر نے بڑے اطمینان سے پائپ میں دوبارہ تمباکو بھر کر سلگایا۔ پھر کہنے لگا۔ "وہ بھی
اپنے طور پر عزت دار عورت تھی۔ وہ دھلائی اور مال مسروقہ کی خریداری کیا کرتی تھی۔ اور
میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ آخری کام پہلے کی نسبت زیادہ نفع بخش تھا۔ خیر تو ایک بار جب میرا
باپ جہاز کے ساتھ کہیں گیا ہوا تھا۔ ۔ ۔ تم جانتے ہو اس نے دنیا کے ہر گوشہ کی سیاحت کی
تھی۔ ۔ ۔"

"ہاں تو جب وہ باہر گیا ہوا تھا۔ کیا ہوا؟" بل سکاٹ نے پوچھا۔

"میری ماں کچھ غم اور کچھ جن شراب کے اثر سے ایک دن مردہ پائی گئی۔ اس پر محلہ کے لوگوں نے آپس میں چندہ جمع کر کے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا۔۔۔ لیکن میرا دادا۔۔۔ بس آدمی تو وہ تھا۔ بل دنیا کا کونسا کام ہے جسے وہ نہ کر سکتا تھا۔ میرا باپ گھنٹوں ہم سے اس کے کارنامے بیان کیا کرتا تھا۔ یوں سمجھو کہ وہ شخص ہمارے خاندان کی ناک تھا۔ اور تم یہ سن کر خوش ہو گے کہ اسے گھوڑے چرانے کے فن میں کمال حاصل تھا۔"

"کیا خوب" بل سکاٹ نے انداز تعریف سے کہا۔

"اتنا ہی نہیں۔ وہ نامی قلب ساز بھی تھا۔ اور اپنا بنایا ہوا روپیہ چلانا بھی خوب جانتا تھا" بار نے وی بر کر نے اپنے اسلاف کی تعریف کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "جب یہ کام نہ چلتا اور بازاروں میں جعلی سکوں کی کثرت ہو جاتی۔ تب وہ کوئی اور پیشہ اختیار کر لیتا تھا۔ پینٹھ یا گھوڑ دوڑ میں اس کے لئے جیبیں کاٹ کر دس پونڈ روزانہ کما لینا بڑی بات نہ تھی۔ اس کے باوجود وہ پورا شریف آدمی تھا۔ رات کو پیٹ بھر کر شراب پیتا۔ اور دن میں سب کام گھڑی کی رفتار سے کیا کرتا تھا۔"

"اور کیوں بھلا اس کا انجام کیا ہوا؟" بل سکاٹ نے پوچھا۔

"وہی جو کسی شریف آدمی کا ہونا چاہیئے" بر کر نے جواب دیا۔ "ہاں مئی میں ایک روز جس وقت سینٹ سیپلچر کے گرجا نے ۸ بجائے تو اس نے پانچ ہزار مرد عورتوں کے شاندار مجمع میں پھانسی پر لٹک کر جان دی۔ بتاؤ یہ کچھ کم عزت ہے کہ دم رخصت اتنے آدمی جمع ہوں؟ واقعی یہ شخص بار نے اعظم کہلانے کا مستحق تھا۔ اور میں اس کی ذات پر جتنا بھی فخر و مباہات کروں کم ہے۔"

"کیا ٹھیک ہے" بل سکاٹ نے تائیدی لہجہ میں کہا۔

"دیکھو" بر کر نے بڑے اطمینان سے پائپ پیتے ہوئے کہا۔ "ایسے نامی بزرگوں کی یاد ایک قیمتی خزانہ ہے جسے ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اگر طبقہ امرا میں کسی شخص کو اس بات پر فخر ہو سکتا ہے کہ اس کے اسلاف میں کوئی عورت حاکم وقت کی خاص طور پر منظور نظر تھی۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے بزرگوں کی ذات پر فخر نہ کریں۔"

"واقعی" بل سکاٹ نے تسلیم کیا۔ اور اس کے بعد وہ گفتگو کا رخ بدل کر کہنے لگا۔ "ہاں مگر ایک ہفتہ سے آپ مجھے یاٹم کو ہر روز ریجنٹس پارک کے اس مکان میں بیر میکینے کیوں بھیجا کرتے تھے

کہ اس کا سامان اندر ہی پڑا ہے یا اس کے نیلام کا اشتہار چھاپ ہو گیا؟"

اس لئے کہ یہ بات مجھے کسی نہ کسی طرح معلوم ہو گئی تھی۔ کہ جو شخص اس مکان میں رہا کرتا تھا اس کا دیوالہ نکل گیا۔" برکر نے جواب دیا "ایسے حالات میں یہ جاننا مشکل نہ تھا۔ کہ اس گھر کا سامان آج نہیں کل۔ کل نہیں، پرسوں ضرور نیلام ہو گا۔ اسی لئے میں نے تمہیں اس کی نگرانی پر مقرر کیا تھا۔"

"ہاں مگر اس نیلام سے آپ کا کیا تعلق؟" بل سکاٹ نے کہا۔ "یقیناً ایسا تو نہیں ہے۔ کہ آپ اس مکان کو اسباب سمیت کرایہ پر لیکر اس میں شریفوں کی طرح کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں؟"

"نہیں نہیں اس کا ابھی وقت نہیں آیا۔" برکر نے جواب دیا۔ "یہ کام تب ہو گا جس وقت میں کافی دولت جمع کر لوں گا۔"

"مگر روپیہ تو اس رات ہی آپ کو کچھ کم نہیں ملا۔" برکر کے ہونہار شاگرد نے کہا۔ "ایک سو بیس پونڈ آپ کے حصہ آئے اور ہمیں کچھ بھی نہ ملا۔ حالانکہ برابر کا حصہ ملنا چاہئے تھا۔"

"بالکل نہیں" برکر نے سختی سے کہا۔ "اس رات تم وہاں کام سیکھنے گئے تھے۔ کام کرنے نہیں۔ مجھے تو احتمال تھا۔ الٹا سمجھ لے اور اماں وبیر تمہاری تعلیم کا خرچ میرے ذمہ ڈالیں گے۔"

"خیر آپ جانیں۔" بل سکاٹ نے تھوڑے تامل کے بعد کہا۔ "لیکن بات میرے بس کی ہوتی تو آپ جانتے ہیں کیا کرتا؟"

"بھلا غیب کا حال میں کیونکر جان سکتا ہوں؟"

"میں سارے کا سارا روپیہ اپنے پاس رکھ لیتا۔" نوجوان نے جواب دیا۔ "پھر جو ہونا دیکھ لیتے"

"مگر یہ تمہاری غلطی ہے کہ ایسا خیال کرتے ہو۔" برکر نے غصہ اور جوش ظاہر کرتے ہوئے کہا "ایسی کارروائی تمہارے لئے باعث شرم و ذلت ہوتی۔ تم نے نہیں سنا کہ چوروں میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ دیانت لازم ہوتی ہے۔ نہیں سنا تو لاؤ آج اس حقیقت کو تمہارے سر میں داخل کردوں" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اس قسم کا انداز اختیار کیا۔ گویا جو کچھ کہا تھا اسے کر کے دکھانا چاہتا ہے۔

یہ حالت دیکھ کر سکاٹ سہمگین ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ اور کہنے لگا "اب آپ اتنے خفا کیوں ہوتے ہیں؟ میں نے تو کوئی ناراض کرنے والی بات نہیں کی۔"

"تم تو ایسے فضول اور بیہودہ خیالات کو دل سے نکال دو۔" بارن نے سختی سے کہا۔ اور سر دست اس نے معاملہ کو اسی قدر تنبیہ پر ختم کرنا مناسب سمجھا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ اس کے بعد بل سکاٹ نے بات ٹالنے کی غرض سے کہا۔ "مگر آپ نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ اس کیمبرج ٹیرس والے مکان کی نسبت آپ کے کیا ارادے ہیں؟"

"نہ میں بتانا چاہتا ہوں۔" برکر نے جواب دیا۔ "یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ اور میں تمہیں اس بارہ میں بالکل خاموش رہنے کی ہدایت کرتا ہوں۔ ورنہ یاد رکھو تمہاری بھی وہی گت ہوگی جو سمڈلے زرکوب کے کرایہ دار کی ہوئی تھی۔ کل رات کھانا کھانے کے بعد مجھے گھنٹہ دو گھنٹہ کے لئے باہر جانا ہے۔ اس عرصہ میں تم نے اپنے بھائی کے ساتھ تاش یا گنجفہ کھیل کر یا پورٹ شراب پی کر جی بہلانا۔ تم دونو کو چھٹی مناتے ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔ اس لئے اب کام شروع کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ اس رات کا مال عمر بھر کو تو کافی نہیں ہو سکتا۔"

غرض اس قابل استاد اور اس کے قابل ترشاگرد میں یہ گفتگو اسی انداز سے ہوتی رہی اور گو وہ غیر معمولی طور پر دلچسپ تھی۔ تاہم مجبوراً ہم اس کا باقی حصہ قلم انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ بعض اہم تر معاملات ہماری توجہ چاہتے ہیں۔

اس سے دوسرے دن کیمبرج ٹیرس کے اس مکان میں جہاں مفرور جارنف پرسٹن رہا کرتا تھا۔ نیلام شروع ہوا۔ اور رات کے ۸ بجے تک سب مال جس کی فہرست شائع کی گئی تھی، اور جس کی ایک نقل کہیں سے برکر کو بھی مل گئی تھی۔ فروخت ہو کر اٹھ گیا۔

اسی رات دس اور گیارہ بجے کے درمیان یہ شخص بل سکاٹ اور اس کے بھائی کو اپنے مکان پر مے نوشی میں مشغول چھوڑ کر باہر نکلا اور سیدھا کینسنگٹن پارک کی طرف ہو لیا۔ کیمبرج ٹیرس کے قریب پہنچکر اس نے اس مکان کی سب کھڑکیوں کو جس کا اسباب بذریعہ نیلام فروخت ہوا تھا۔ غور سے دیکھا۔ سامنے کی جانب اس میں کہیں روشنی نظر نہ آتی تھی۔ پس وہاں سے ہٹ کر پچھلی طرف گیا۔ اور اس حصہ کا بھی غور سے مشاہدہ کیا۔ یہاں بھی ہر طرف کامل تاریکی تھی۔ اصطبل کے پھاٹک پر ایک اشتہار چسپاں تھا جس کا مضمون برکر نے پاس لگے ہوئے لیمپ کی روشنی میں پڑھا تو معلوم ہوا کہ اس میں لکھا ہے یہ مکان کرایہ پر دینے کو خالی ہے۔ جو شخص لینا چاہے وہ البنی سٹریٹ کے فلاں نیلام کنندہ سے ملے۔ یا وہ یا لیہ جارنف پرسٹن کے کارکن سے طے کرے۔

"یہ بہت اچھا ہوا کہ اشتہار میں باہر کا پتہ درج ہے۔" برکت نے اندازِ اطمینان سے کہا۔ "اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکان کا نگراں یا محافظ کوئی نہیں۔ یہ کارکن واقعی کوئی بہت سیانا آدمی ہے کیونکہ ایسے مکانوں میں میاں بی بی کو بطور محافظ رکھ دیا جائے۔ اور ان کو یہ کام سپرد کیا جائے کہ جو شخص مکان کرایہ پر لینا چاہے۔ اسے دکھا دیا کریں تو پھر اس مکان سے کرایہ وصول ہونا کسی حال میں ممکن نہیں۔ ان لوگوں کا قاعدہ ہے کہ کرایہ دار کو اس قسم کی باتوں سے ٹالدیا کرتے ہیں۔ کہ اس مکان میں سنڈاس ناقص ہے۔ یا کوئی اور خرابی ہے۔ اور یہ بات اسی قدر یقینی ہے جیسے کسی جج کا پھانسی کا حکم سناتے وقت مصنوعی آنسو بہانا۔"

اس قسم کے فاضلانہ اور فلسفیانہ خیالات کو دل میں لئے ہوئے وہ اصطبل کے پاس سے ہٹا کہ ایک بار پھر اس مکان کو ہر طرف سے اچھی طرح دیکھ کر اس بات کا فیصلہ کرے کہ اس میں کس طرف سے اندر داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی آمد کا مقصد یہی تھا پہلے اس کا ارادہ سامنے سے داخل ہونے کا تھا۔ مگر جب بازار کے سرے پر ایک سپاہی کا سایہ نظر آیا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا کہ سڑک پر گاڑیوں کی آمد و رفت ہر وقت جاری ہے۔ اور لوگ پاس کے مکانوں میں کسی جلسہ یا پارٹی میں شریک ہونے جا رہے ہیں۔ تو اس نے یہ خیال دل سے نکال دیا۔ دوسری جانب پچھواڑے سے داخلہ کی کوشش بھی کچھ کم وقت طلب نہ تھی۔ کیونکہ اندیشہ تھا اصطبل کا کوئی ملازم آس پاس موجود ہوا تو آہٹ پا کر جھٹ آجائے گا۔ اسی کشمکش و پیچ میں وہ پچنبش پارک کے ایک غیر آباد حصہ کی طرف اس خیال سے روانہ ہوا۔ کہ وہاں تھوڑی دیر چہل قدمی کر کے اس بارہ میں آخری فیصلہ قائم کرے کہ بہترین طریقہ کیا ہوگا۔ اس کے علاوہ اس میں یہ مصلحت بھی درپیش تھی۔ کہ وقت گذرنے سے گاڑیوں کی آمد و رفت تھم جائے گی۔ اور اگر کوئی نوکر اب تک بیدار ہو تو وہ بھی سو جائے گا۔

آلبنی سٹریٹ کے گرجا کی گھڑی نے رات کا ایک بجایا تھا جس وقت بارنے دی برگر اس مکان کی طرف واپس ہوا جس میں وہ کسی نہ کسی طرح داخل ہونا چاہتا تھا۔ اب جو اس نے چاروں طرف پھر کر دیکھا۔ تو ہر طرف خاموشی تھی۔ پس اس نے جیب سے ایک آہنی سلاخ نکال کر اسکی مدد سے اس حصہ کا دروازہ کھولا۔ جہاں گاڑی کھڑی کی جاتی تھی۔ پھر اندر سے دروازہ کو احتیاط سے بند کر لیا۔ جیب سے ایک اندھی لالٹین نکالی۔ اور اسے جلا کر چاروں طرف بغور دیکھا۔ اصطبل اس مکان کے پچھلی طرف تھا۔ اور اس جگہ سے اس مختصر باغیچہ یا آنگن میں جو مکان کے عقب میں

واقع تھا داخل ہونے کا کوئی رستہ نہ تھا۔ پس وہ ایک زینہ کی راہ سے بالائی منزل پر چڑھ گیا
جو دو حصوں پر منقسم تھی۔ ایک میں گھوڑوں کے لئے خشک گھاس رکھی جاتی تھی۔ اور دوسرے
میں سائیس یا کوچبان رہتا تھا۔ اس آخری کمرہ میں ایک کھڑکی تھی۔ جو اس صحن کی طرف کھلتی تھی
جو اصطبل اور مکان کے درمیان واقع تھا۔

اندھی لالٹین کو دوبارہ جیب میں چھپا کر بر کرنے بڑی احتیاط کے ساتھ کھڑکی کھولی۔ اور
اس کے بعد ایک مضبوط رسی کی کمند بنا کر جسے وہ اپنے ساتھ لیتا آیا تھا۔ اس کی مدد سے صحن
میں اُترا۔ دیوار کے سایہ میں اس احتیاط کے ساتھ چلتا رہا کہ پاس رہنے والوں میں سے کوئی
اتفاقاً اس کا سایہ نہ دیکھ لے۔ وہ مکان کے عقبی دروازہ تک پہنچ گیا۔ اور اسی آہنی سلاخ کی
مدد سے مکان کا دروازہ نسبتاً آسانی کے ساتھ کھول کر اندر داخل ہوا۔ یہاں پہنچ کر اس نے دم روک
کر سننے کی کوشش کی۔ کیونکہ مطبوعہ اشتہار کے مضمون کے باوجود اُسے احتمال تھا کہ کوئی شخص
مکان کی حفاظت یا نگرانی کے لئے موجود نہ ہو۔ مگر ہر طرف کامل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کسی طرح
کی آواز اس کے کانوں میں نہیں پہنچی۔

اس بارہ میں مطمئن ہو کر بر کرنے اپنے دل سے کہا۔ "اب کام شروع کرنا چاہئے۔ الفاظ یہ
تھے۔ "دوسری منزل کی سامنے والی خوابگاہ میں،" پس اسی طرف چلنا لازم ہے۔"

وہ دبے پاؤں زینہ پر چڑھنے لگا۔ لیکن گاہ بگاہ رک کر یہ سننے لگتا تھا کہ مکان میں کسی
طرح کی آواز تو سنائی نہیں دیتی۔ مگر کوئی غیر معمولی واقعہ اس کی بے جا مداخلت میں حائل نہیں ہوا۔
اور اسی طرح چند منٹ کے عرصہ میں وہ اس کمرہ میں پہنچ گیا جس کی اُسے تلاش تھی۔ اس اثنا میں وہ
گاہ بگاہ جلتی ہوئی اندھی لالٹین کو جیب سے نکال کر مختلف حصوں کو بغور دیکھتا جاتا تھا۔

مکان ہر قسم کے اسباب سے عاری تھا۔ اور بر کی محتاط چال کے باوجود کبھی کبھی زینہ یا فرش
کے چوبی تختے چرچرانے لگتے تھے۔ مگر ان کے علاوہ اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اس لئے اس کو
یقین تھا۔ کہ اس وقت میرے سوا کوئی اس مکان میں نہیں ہے۔ جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ وہ دبے
پاؤں چلتا اس کمرہ میں پہنچا۔ جس کی اسے تلاش تھی۔ اور یہاں پر اس نے پھر ایک بار اپنی
اندھی لالٹین کو جیب سے نکالا۔ گو اس احتیاط کو ملحوظ رکھا کہ اس کی روشنی بند دروازوں یا کھڑکیوں
کی درزوں سے چھن کر باہر نہ جائے۔ چونکہ جھلملیاں بند تھیں۔ اس لئے اس قسم کی احتیاط غیر ضروری تھی
پھر بھی وہ دور اندیشی کو ہر حال میں پیش نظر رکھنا چاہتا تھا۔ لالٹین کی روشنی میں اس نے

بائیں طرف سے شروع ہو کر فرش کے چوبی تختوں کو گننا شروع کیا۔ مگر گیارہ کے عدد پر پہنچ کر رک گیا اب اس نے دوسری جیب سے کوئی آٹھ انچ کا آہنی اوزار نکال کر جس کا سرا تیز تھا۔ بڑے زور سے اس گیارہویں تختہ میں گھونپ دیا۔ لکڑی نرم اور اوزار کا سرا تیز تھا۔ اس لئے کسی طرح کی آواز پیدا نہ ہوئی۔ مگر اس آہنی حلقہ کی مدد سے جو اوزار کے بالائی سرے پر بنا ہوا تھا۔ اس تختہ کو جو اپنی سابقہ حالت میں مضبوط جما ہوا اور غیر متحرک تھا۔ اوپر کھینچنے کا سہارا مل گیا۔ تختہ کو اٹھا کر اس نے لالٹین کی روشنی میں اندر کی زمین کو ادھر ادھر دیکھا۔ حالت اضطراب و تشویش میں کبھی لالٹین کو ایک اور کبھی دوسری طرف پھیرتا تھا۔ مگر تختہ کی تہ میں کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ تھوڑی دیر اس تلاش کو جاری رکھنے کے بعد اس نے سر اٹھایا۔ تو اب اس کا چہرہ بالکل سپید تھا۔ اور اس پر انتہائی مایوسی کے آثار نظر آتے تھے۔

"عجیب بات ہے!" اس نے اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہا "صاف ظاہر ہے کہ یا تو اس کمبخت نے اپنی چٹھی میں جھوٹ لکھا۔ یا سمڈلے اور اس کے آدمی مجھ سے پہلے اس جگہ پہنچ گئے۔ یا ممکن ہے نیلامیوں نے ہی کسی طرح اس راز کو معلوم کر کے اس چیز پر قبضہ کر لیا ہے۔"

بظاہر اس خیال سے کہ شاید بار اول نظری دھوکا ہوا ہو۔ اس نے تختہ کے نیچے پھر ایک بار غور سے دیکھنا شروع کیا۔ جس چیز کو حاصل کرنے کے لئے اس نے اس قدر محنت و جانکاہی کی تھی اس سے بآسانی دست بردار نہ ہو سکتا تھا۔ پس زیریں فرش کے ہر حصہ کو پورے غور و احتیاط سے دیکھا جا بجا لالٹین کی روشنی داخل کی۔ مختلف مقامات میں ہاتھ ڈالا۔ فرش کے باقی تختوں کے نیچے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتا تھا۔ ٹٹولا۔ مگر آدھ گھنٹہ اس طرح کوشش جاری رکھنے کے بعد اسے مایوس و ملول ہٹ جانا پڑا۔ اس کے منہ سے بے اختیار غلیظ گالی نکلی۔ اور وہ تختہ کو دوبارہ اس کی جگہ پر لگانے کی تکلیف گوارا نہ کر کے رخصت ہوا۔

زینہ سے بدستور احتیاط کے ساتھ اتر کر وہ ہال میں پہنچا۔ اور اس جگہ پھر ایک بار لالٹین نکال کر چاروں طرف بغور دیکھا۔ کیونکہ گھبراہٹ میں مکان کا صحیح نقشہ اس کے ذہن سے اتر گیا تھا۔

لیکن جس وقت لالٹین کی روشنی صدر دروازہ پر پڑی۔ تو اس کے منہ سے بے اختیار نکلا آہ! یہ بات اس سے بھی عجیب ہے!"

برکر کی اس حیرت کی وجہ یہ تھی کہ اس دروازہ کا قفل ٹوٹا ہوا اور زنجیر لٹک رہی تھی۔ آگے

بڑھ کر زیادہ غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دروازہ کا چوبی کھٹکا بھی ہٹا ہوا ہے۔ گویا اب وہ اس دروازہ کو ذرا سا ہاتھ لگا کر کھول سکتا تھا۔

سخت غصہ اور جوش کی حالت میں کہنے لگا۔ "سارا حال روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ ضرور کوئی شخص میرے پہلے اس جگہ آیا ہے۔ اور یقیناً وہ سمڈلے یا اس کے متعلقین کے سوا کوئی نہ ہوگا کم بختوں نے کیسا شرمناک فریب دیا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے مسٹر بارنز نے اتنا نہیں سوچا کہ اس جگہ میری آمد بھی تو سمڈلے اور اس کی بی بی کی لاعلمی میں کوئی چیز حاصل کرنے کے لئے تھی۔ اور میں نے بھی اس راز کو ان سے چھپا کر رکھنے میں کچھ کم فریب نہیں کیا۔ مگر جیسا فطرت انسانی کا خاصہ ہے۔ اس نے اس معاملہ میں اپنے آپ کو بے حد مظلوم تصور کیا۔ اور واقعی اس وقت اس کے جذبات کو سخت صدمہ پہنچا تھا

وہیں کھڑے کھڑے حیرت سے ادھر ادھر دیکھ کر کہنے لگا "مگر سوال یہ ہے کم بخت داخل کس طرح ہوئے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ اس دروازہ کی راہ سے واپس گئے۔ اس بارہ میں کسی شک وشبہ کی مطلق گنجائش نہیں۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہاں آئے کس طرح؟ قفل اندر سے ٹوٹا ہوا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ کسی نے یہاں کھڑے ہو کر جہاں اس وقت میں ہوں۔ اسے کھولا۔ آہ! میں اب سمجھا" اس نے دفعتاً کسی خیال کے زیر اثر کہا۔ "معلوم ہوتا ہے وہ لوگ نیلام کے وقت ہی مکان کے کسی حصہ تہ خانہ وغیرہ میں چھپ گئے تھے۔ بھلا اس عیاری کی کسے خبر تھی! لیکن خیر میں بہت جلد اس کی کسر پوری کر لوں گا۔"

ان آخری الفاظ سے غصہ کو فرو کرنے کی کوشش کر کے اس نے اندھی لالٹین کو دوبارہ جیب میں رکھا۔ اور صدر دروازہ کی راہ سے چپ چاپ باہر نکل کر اسی قفل کے لٹو کی مدد سے بند کر دیا اور رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا۔

چوتھی جلد ختم ہوئی

اسرار و سراغرسانی کے بے نظیر ناولوں کے ترجمے

گورو گھنٹال - ولائت کے نامی سراغرساں مسٹر بلیک کی تحقیقات کا حیرت خیز کارنامہ جس کا بیان دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے - رنگین باتصویر ٹائٹل ۱۳۵ صفحے قیمت عہ ر

خونی وکیل - انگریزی کے زبردست ناول "ہینڈ اینڈ رنگ" کا ترجمہ از منشی محمد وحید الحق صاحب وکیل ایک بے گناہ کا قتل - قاتل کی دلیری - عیاری - ناکردہ خطا پر شبہ - جاسوسوں کی حیرانی و پریشانی نہائت دلچسپ ناول ہے ۳۹۲ صفحے قیمت رعائتی عا ر

سندر پارسن - یہ جاسوسی ناول بنگالی زبان کے بھیشن پرتی ہنسا نامی مشہور ناول کا ترجمہ ہے اس میں ڈاکوؤں کے ایک زبردست گروہ کی حیرت انگیز کارروائیاں چلتی میل ٹرین میں سے ایک خوبصورت پارسن کو بدمعاشوں کا اڑا لیجانا بھیانک اور خوفناک واردات - امریکہ کے مشہور جاسوس مسٹر روٹلینڈ کا اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لینا - ڈاکوؤں کا تعاقب - ڈاکوؤں کا شہر بمبئی میں کہرام مچا دینا بمبئی کے نامی جاسوس نان جی مالستری کا مسٹر روٹلینڈ کی مدد کرنا - غرض سراغرسانی کا نہائت دلچسپ اور پیچیدار ناول ہے - زبان کسی قدر ہندی آمیز ہے ۱۷۶ صفحہ قیمت رعائتی عہ ر

گنڈوں کا گروہ - بابو پنچکوڑی دے کے بنگلہ ناول ہتیا رہسیہ کا ترجمہ - جن دنوں یہ واردات شہر کلکتہ میں ہوئی - تو ان دنوں بڑی گڑبڑ مچی تھی - اس میں لال مہادیو کے پوجنے والے پنجابی گنڈوں کی عجیب و غریب کارروائی درج ہے - مجرم اس طرح چکمے دے کر پولیس کو تنگ کرتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر پولیس والے چکر کھا جاتے ہیں - لیکن جاسوس نے بھی عجیب و غریب طریقے سے خونی کو گرفتار کیا ہے - یہ ناول جب تک ختم نہ ہو جائے - یہ نہیں معلوم ہوتا - کہ خونی کون ہے ناول کی زبان کسی قدر ہندی آمیز ہے - رعائتی قیمت ایک روپیہ عہ ر

راز عشق - انگریزی کے ایک نہائت دلچسپ اور پراسرار جاسوسی ناول کا ترجمہ جس میں لندن کے ایک کروڑپتی مہاجن کی پراسرار ہلاکت اور اس کی پیدا کردہ پیچیدگیوں کا ذکر نہائت پرلطف پیرایہ میں کیا گیا ہے ۱۷۶ صفحے قیمت عہ ر

طلسمی انگوٹھی - انگریزی کے ایک زبردست اور نہائت پراسرار ناول کا ترجمہ منشی موہن لال صاحب ہمم لکھنوی کے قلم سے - ایک لیڈی کی حسرت خیز داستان مصنوعی شوہر کے ہاتھوں بیحرمتی جلسازی اور دھوکہ دہی کا انجام - ۱۶۰ صفحے قیمت رعائتی عہ

ملنے کا پتہ :- لال بہادر سنز، پارسنز روڈ نولکھا لاہور -

تشنۂ خون۔ سر آرتھر کانن ڈائل کے نامی ناول "اے سٹڈی ان سکارلٹ" کا اردو ترجمہ لالہ امرناتھ صاحب محسن کے قلم سے۔ فن سراغرسانی میں ایک نہایت عجیب اور پرلطف ناول ہے جس میں ولایت کے نامور سراغرساں شرلاک ہالمز کے کارنامے بیان کئے گئے ہیں ۱۲۴ صفحے قیمت ۱۲/

ایکس۔ وائی۔ زیڈ۔ سراغرسانی کے ایک دلچسپ انگریزی ناول کا ترجمہ از مرزا عابد حسین صاحب جس میں امریکہ کے ایک نامی گروہ کے حیرت خیز کارناموں کا ذکر ہے ۹۸ صفحے قیمت ۸/

چند ر ہار۔ انگریزی کے ایک حیرت انگیز جاسوسی ناول کا ترجمہ جو پڑھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ نامی سراغرساں بلیک کے کارنامے ۱۳۲ صفحہ سرورق پر رنگین تصویر قیمت عہ/

چالاک مجرم۔ انگریزی کے ایک دلچسپ ڈٹیکٹو ناول کا ترجمہ جس میں مشہور سراغرساں مسٹر بلیک کے حیرت خیز کارنامے درج ہیں۔ حصہ اول ۱۰۷ صفحہ قیمت ۸/ حصہ دوم ۹۵ صفحہ قیمت

دو حریف سراغرساں۔ سراغرسانی کے متعلق ایک نہایت دلچسپ امریکن ناول کا ترجمہ شروع سے آخر تک ایک گہرا راز حاوی رہتا ہے ۲۱۱ صفحہ قیمت عہ

اندر جال۔ انگریزی کے ایک دلچسپ جاسوسی ناول کا ترجمہ۔ حیرت خیز اسرار کا مخزن جس میں مشہور سراغرساں مسٹر بلیک کے کارنامے دکھائے گئے ہیں۔ سرورق پر رنگین تصویر قیمت عہ/

شہنشاہ عیاران انگریزی کے ایک دلچسپ ناول کا ترجمہ جس میں ایک خطرناک جماعت کو ایک جوان عورت کی دولت کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑتے دکھایا گیا ہے۔ ۱۶۲ صفحے قیمت ۱۰/

بیس خون۔ ایک حیرت خیز بنگلہ ناول کا ترجمہ۔ خونی ایک نہیں پورے بیس خون کرتا ہے ایک خوبصورت جوان لڑکی کو مار کر اس کی لاش کو صندوق میں بند کر کے تھانہ میں بھیجنا اور ساتھ ہی ایک چھٹی بنگال کے مشہور جاسوس گرجا کمار بابو کو لکھنا کہ ایک ہفتہ کے اندر تم کو بھی جہنم میں بھیجکر تب بیس خون کی گنتی پوری کر دوں گا۔ اگر ہمت ہو تو پکڑ لو۔ پولیس کا سر پٹکنا۔ مگر خونی کا گرفتار نہ ہونا۔ انسپکٹر پولیس اور جاسوسوں کی ناکامیابی۔ آخر سخت محنت کر کے گرجا کمار بابو کا خونی کو گرفتار کرنا۔ ناول کی عبارت کسی قدر ہندی آمیز ہے۔ ۱۵۸ صفحے قیمت عہ

لاکھ روپیہ۔ بابو پنچکوڑی دے کے سراغرسانی کے ناولوں میں سے ایک کا ترجمہ رائے زادہ شانتی نرائن صاحب کے قلم سے۔ بمبئی کا حیرت خیز قصہ۔ دیکھنے کے قابل ہے ۱۹۲ صفحہ قیمت ۱۲/

ملنے کا پتہ:۔

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

[illegible]

رینالڈس کے [illegible] ناول [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں [illegible] سیاست لاجواب [illegible]
اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی [illegible] پر حاوی ہے جیسے سنہ ۱۹۱۹ء
[illegible] واقعہ پر رینالڈس [illegible] سے پہلے نہیں [illegible] کچھ دلچسپ
[illegible] قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے۔ [illegible] کہ [illegible]
ہیں۔ رینالڈس نے اپنی [illegible] اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے۔ وہ اسی
حب وطن اور قومی غیرت کی تصویر ہے۔ آزادی کی حمایت میں قربانی کا نظارہ۔۔
دیکھنے والی داستان [illegible] صفحہ قیمت [illegible] روپیہ۔

باپ کا قاتل

رینالڈس کے زبردست ناول [illegible] کا ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب [illegible] کے قلم سے

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا مظہر نہیں ہے؟
[illegible]
ہے۔ یہاں تک کہ [illegible] انسانی [illegible] کر دیتا ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

لال [illegible] پریس [illegible] لاہور

تشنۂ خون۔ سراغرساں کانن ڈائل

مطبوعات کی مختصر فہرست

صاحب ہمن کے قلم سے۔ فن سراغرسانی

اب تک ماہوار سلسلہ میں شائع کیے ہیں

کے نامور سراغرساں شرلاک ہالمز کے کا

ڈبلیو ایم۔ رینالڈس

ایکس۔ وائی۔ زیڈ۔ سراغرسل

مترجم — صفحات — قیمت

صاحب جس میں امریکہ کے ایک نامی گ

(سلسلہ اول) منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری ۲۳۴۸ [illegible]

چندر ہار۔ انگریزی کے ایک

(سلسلہ ثانی) " ۲۶۶۴ [illegible]

رکھتا ہے۔ نامی سراغرساں بلیک

منشی شمیم الدین صاحب بلہوری ۵۲۵ [illegible]

چالاک مجرم۔ انگریزی سیکسٹن بلیک

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری ۸۵۸ [illegible]

مسٹر بلیک کے

مارس لیبلانک

وہ جاب یورپ ۸۱۳

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری ۵۱۰ [illegible]

شریف بدمعاش (۲ حصے) کنفشنز آف آرسین لوپن " ۱۷۰ [illegible]

چلتا پرزہ " آخری حصہ " ۸۵۶ [illegible]

خونی ہیرا (۲ حصے) اریسٹ آف آرسین لوپن " ۱۹۹ [illegible]

ایڈگر جیپسن اور مارس لیبلانک

نقلی نواب — آرسین لوپن — منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری ۲۲۴ [illegible]

ولیم لیکیو

منزل مقصود — ہشڈاپ — منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری ۲۵۰ [illegible]

الگزینڈر ڈوماس

وطن پرست — ریجنٹس ڈاٹر — منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری ۸۴۰ [illegible]

رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

روحوں کا خراج — ٹریبوٹ آف سولز — منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری ۹۶۴ [illegible]

شاعر رابندرناتھ ٹیگور وغیرہ

افسانۂ بنگال ... منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری ۱۳۵ [illegible]

کانٹوں کا تاج — مکٹ ... ۳۵ [illegible]

لال برادرس ۷، پارسنز روڈ نولکھا لاہور